UNIVERSAL LIBRARY
OU_222083
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ع 915 د ۳ ل   Accession No. U 1274

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

گلدستۂ پنج

مرتبہ

پنڈت کشن پرشاد کول بی اے

اڈیٹر "ہندوستانی" و ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی

معہ دیباچہ

از

پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی

سنہ ۱۹۱۵ء

باہتمام پنڈت کشن پرشاد کول پرنٹر و پبلشر ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنؤ میں طبع ہوا

تمام حقوق محفوظ اول ایڈیشن ۲۰۰۰

فہرست مضامین

نمبر مضامین	مضمون	صفحہ
۱	التماس	
۲	دیباچہ	
۳	منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم	۱
۴	کھلے خط و سربستہ مضامین	۳۳
۵	پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سائے کے نام	۵۷
۶	نیچر کا مارشل لا	۵۹
۷	مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی	۶۲
۸	انڈے بچے والی چیل چلہار	۶۴
۹	مرزا چھو بیگ ستم ظریف	۶۸
۱۰	گرما بگذشت و روبکاری ہو رہی	۷۰
۱۱	ہو گیا زندگی سے جی بیزار و قنا ربنا عذاب النار	۸۱
۱۲	پنڈت تربھون ناتھ ہجر	۹۳
۱۳	محرم الحرام	۹۵
۱۴	نشہ کی ترنگ	۱۰۰
۱۵	لسان الغیب کشمیر	۱۰۲
۱۶	نواب سید محمد صاحب آزاد	۱۰۷
۱۷	پرانی روشنی کا نامہ و پیام	۱۰۹
۱۸	مولانا آزاد کی نئی ڈکشنری	۱۲۵
۱۹	اشتہار مسرت بار	۱۴۹
۲۰	منشی جوالا پرشاد برق	۱۵۳
۲۱	مثنوی بہار	۱۵۵
۲۲	البرٹ بل	۱۶۴
۲۳	جوڈیشل کمشنری	۱۶۶

نمبر مضمون	مضمون	صفحہ
۲۴	عشق کیا شی ہی کسی کا دل سی پوچھا چاہیے	۱۷۰
۲۵	خضر کو دیکھکے کہتا ہی سبزۂ خط یار	۱۷۴
	بھلا جو چاہو چلی جاؤ اپنی راہ پیری	
۲۶	ایک نادان خوش اعتقاد کی دعا	۱۷۹
۲۷	ضرور دیکھیے	۱۸۰
۲۸	سرما گذشت و این دل زار ہمان	۱۸۲
۲۹	بحر طویل	۱۸۸
۳۰	مخمس	۱۹۰
۳۱	بات کا بتنگڑا	۱۹۱
۳۲	فریاد	۱۹۵
۳۳	جنگ سوڈان	۱۹۶
۳۴	انکم ٹکس و میان بی بی	۲۰۲
۳۵	نیچریہ شاعری	۲۰۷
۳۶	مخمس	۲۰۸
۳۷	نیا مخمس	۲۱۰
۳۸	حیدر آباد دکن	۲۱۲
۳۹	دو گونہ رنج و عذاب ست جان لیلی را	۲۱۸
	بلای فرقت پردہ و صحبت پردہ	

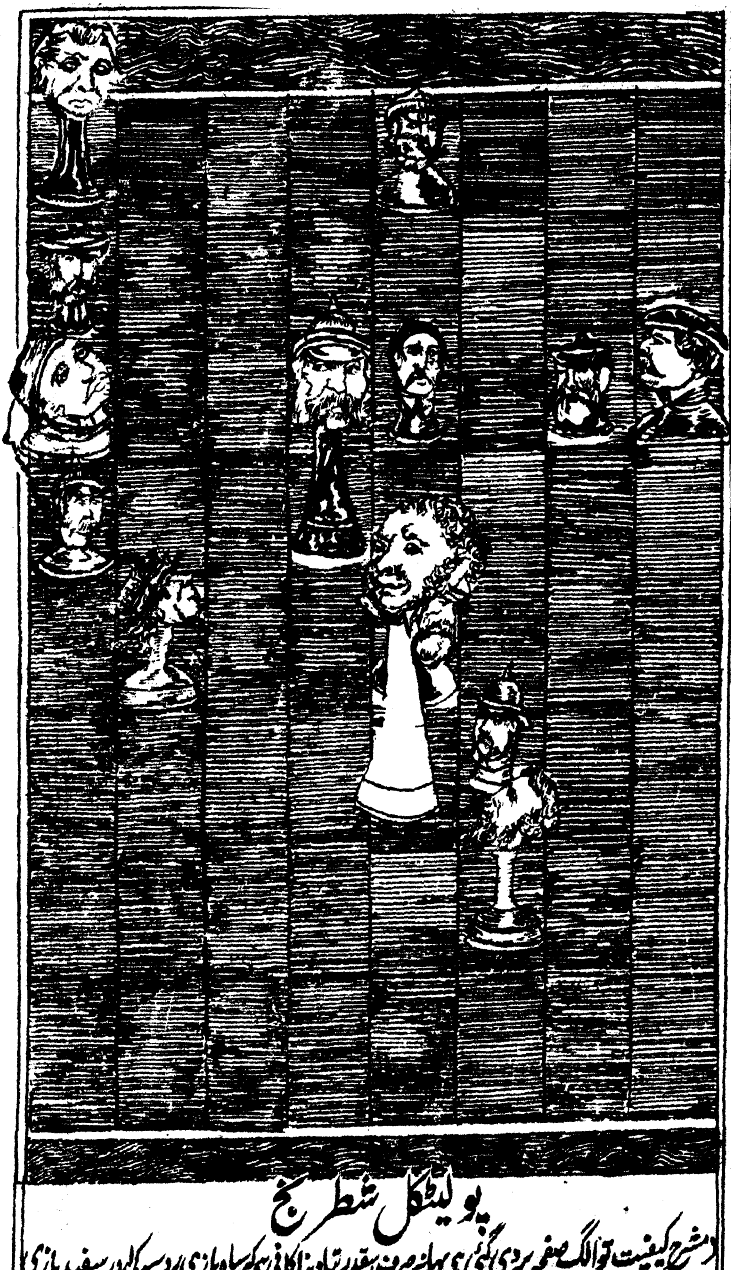

پولیٹکل شطرنج

(مشرح کیفیت تو الگ صفحہ پر دی گئی ہی یہاں صرف اسقدر بتا دینا کافی ہی کہ سیاہ بازی روسیہ کی اور سفید بازی انگلنڈ کی ہے۔ اور چال روس کی ہی)

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اُس نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہو جاتی تو اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار اس سے بہتر اور کوئی نہین ہوسکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوے۔ اس سے انکی یادگار بہی قائم رہجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بہی ضایع ہونیسے بچ جاویگا۔ بس اودھ پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جناب راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیۂ ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت و سیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہے تاہم دو ایک باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطۂ امکان سے باہر تہا۔ یعنی بعض نہایت اعلیٰ د کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تہا کہ انکی آزاد خیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہے کہ پریس ایکٹ کے طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

آگے نکل گئے ہین اور بیسوین صدی مین انکا شائع کرنا خالی از قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بہی ہوئی کہ اسوقت تک ہمکو پیا ذخیرہ اودہ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بہی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ کمی ہمین امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی۔ اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربہون ناتھ ہجر۔ نواب سید محمد آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع سوانحی حالات اور اونکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔

اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت برج نرائن صاحب چکبست او قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب زتشی سے ملی ہی اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا علاوہ برین پنڈت منوہر ناتھ صاحب ہجر۔ خان بہادر نواب سید محمد صاحب آزاد۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بہی میرے شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبہی مجھکو ضرورت ہوئی کبہی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔

مولف

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہی وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودھ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون - اودھ پنچ سے تیس بتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارونکی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گورغریبان مین اکثر ایسے اہل کمال و فن ہین جن کے قلم کی دہاگ دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تہی -

جس وقت اودھ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمیناً چالیس سال کے نشیب و فراز دیکھ چکا تہا ۱۸۳۶ء مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور ۱۸۷۷ء مین اودھ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اٹھائی - اس چالیس سال[1] کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے - مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے نامور اخبار تھے - دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تہی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا - کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا - کارنامہ اور اودھ اخبار لکہنؤ سے شائع ہوتے تھے - عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہو گیا - اور اودھ اخبار ابہی تک اپنے بڑہاپے کی شرم رکہے ہوے ہی مگر اسکا جو رنگ اب ہی وہی جب تہا - انکے علاوہ اودھ پنچ کی اشاعت

---

[1] ان اخبارون کے اکثر حالات منشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیے گئے ہین جو بہارت متر اور زمانہ مین شائع ہوا تہا -

کے قبل بہت سی اُردو اخبار اپنی پیدائش اور موت کی منزلین طی کر چکے تھے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ یہ اخبار محض خبرون کی تجارت کرتے تھے - بجز لارنس گزٹ کے جو کہ میرٹھ سے شائع ہوتا تھا اور جسکی نظر رعایا کے حقوق پر رہتی تھی عام طور سے اِن اخبارون کا نہ کوئی خاص پولیٹیکل یا سوشل مسلک تہا نہ کسی مستقل دستور العمل کے پابند تھے - اُردو اخبار نویسی کی تاریخ مین اودھ پنچ اور ہندوستانی پہلے دو اخبار ہین جنہون نے اخبار کو محض تجارت کا ذریعہ نہ سمجہا بلکہ مغربی اصولون پر اخبار نویسی کی شان پیدا کی اور اپنا خاص مسلک قائم کیا - ہندوستانی کا دور اودھ پنچ کے چھہ سال بعد شروع ہوا اور جس پولیٹیکل رشی کے دماغ کا یہ اخبار کرشمہ تہا اُس نے بہی اپنے ذات کی طرح پولیٹکل خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا - اودھ پنچ گو کہ ظرافت کا پرچہ تہا مگر پولیٹکل اور سوشل معرکہ آرائیون سے بے خبر نہ تہا - اسکا مستقل سوشل اور پولیٹکل مسلک تہا - اس صوبہ مین ہندوستانی کانگرس کا چراغ سمجہا جاتا ہے مگر جن گوشون مین اس چراغ کی روشنی کا گذر نہ تہا وہان اودھ پنچ کی بجلی چکا چوند پیدا کرتی تہی - سوشل اصلاح کے معاملہ مین اودھ پنچ لکیر کا فقیر تہا جسی روشنی کے نادان دوستون کی حماقت کا پردہ فاش کرنے کے علاوہ اسکی ذات سے اس تحریک کو کوئی نفع نہین پہونچا - ظرافت کے اعتبار سے یہ اپنے رنگ کا پہلا پرچہ تہا - اکثر ظریفانہ اخبار مثلاً انڈین پنچ بمبئی پنچ بانکے پور پنچ وغیرہ اس کی تقلید مین نکلے مگر وہ دنیا کی ٹھوکرین کہا کر ختم ہوگئے - زمانہ سے کسی کو شہرت و ناموری کی سند نہین ملی - اودھ پنچ کا جادو اُردو زبان پر عرصہ تک چلتا رہا اور اس طولانی زمانہ مین جو خدمات اودھ پنچ سے ظہور مین آئین اُنپر نظر ڈالنے سے اُردو نویسی کے دربار مین ہم اسکا صحیح مرتبہ قائم کرسکتے ہین اودھ پنچ ظرافت کا سرچشمہ تہا اور عام طور سے لوگ اسکے فقرون اور لطیفون پر لوٹ رہتے تھے جو پھبتی اس مین نکل جاتی تہی وہ مہینون زبان پر رہتی تہی اور دور دور مشہور ہوجاتی تہی

مگر تو مومن کے مذاق سلیم نے جو ظرافت کا اعلیٰ معیار قائم کیا ہی اوسکے دیکھتے ہوے ہم اودھ پنچ کی ظرافت کو بحیثیت مجموعی اعلیٰ درجہ کی ظرافت نہین کہہ سکتے۔ لطیف ظرافت اور بذلہ سنجی و تمسخر مین بہت فرق ہی۔ اگر لطیف و پاکیزہ ظرافت کا رنگ دیکھنا ہی تو اُردو زبان کے عاشق کو غالب کے خطوط پر نظر ڈالنا چاہیے۔ اُردو نثر کے اِن جواہرات مین جہان اور بہت سی لطافت و رنگینی کے جوہر موجود ہین وہان ظرافت کی جھلک بھی کم دلکش نہین ہی۔ نہ پھبتیان ہین نہ طعن و تشنیع کے جگر خراش فقرہ ہین محض روزمرہ کی باتین ہین مگر طبیعت کی شوخی متین الفاظ کے پردہ سے جھلکتی ہی اور پڑھنے والے کے چہرہ پر مسکراہٹ کا نور پیدا کر دیتی ہی۔ باریک اور لطیف مذاق کی رنگینی اور بے ساختہ پن پر جسقدر غور کرو اتنا ہی زیادہ لطف آتا ہی۔ اودھ پنچ کے ظریفون کی شوخ و طرار طبیعت کا رنگ دوسرا ہی۔ اِن کے قلم سے پھبتیان اسطرح نکلتی ہین جیسے کمان سے تیر .... جو مظلوم ان تیرونکا نشانہ ہوتا ہی وہ روتا ہی اور دیکھنے والے اسکی بیکسی پر ہنستے ہین۔ ان کے نقرہ دل مین ہلکی سی چٹکی نہین لیتے ہین بلکہ نشتر کی طرح تیر جاتے ہین۔ ان کا ہنسنا غالب کی زیر لب مسکراہٹ سے الگ ہی۔ یہ خود بھی نہایت بے تکلفی سے قہقہے لگاتے ہین اور دوسرے کو بھی قہقہے لگانے پر مجبور کرتے ہین۔ اکثر طبیعت کی شوخی اور بے تکلفی درجۂ اعتدال سے گذر جاتی ہی اور انکے قلم سے بے تحاشا ایسے فقرے نکل جاتے ہین۔ جن کو دیکھکر مذاق سلیم کو آنکھین بند کر لینا پڑتی ہین۔ ایسا ہونا معیوب ضرور ہی مگر ایک حد تک قابل معافی ہی۔ اودھ پنچ کے ظریف اُس زمانہ کی ہوا کھائے ہوے تھے جب مذاق و بے تکلفی کا دائرہ ضرورت سے زیادہ وسیع تھا اور زبان و قلم کی بہت سی بے اعتدالیان ہماری نظر سے نہین دیکھی جاتی تھین۔ اب زمانہ کے ساتھہ ظرافت کا رنگ بھی بدل گیا ہی۔ اور یہی دنیا کا دستور ہے

ممکن ہی کہ جن باتون کو ہم آج پہول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکین ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اَودہ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہی کہ اسنے اُردو نثر کو اسکا مصنوعی زیور اُتار کر جس مین سوائے کاغذی پہولون کے کچھہ نہ تہا ایسے پہولون سے آراستہ کیا جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تہا۔ اَودہ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر کی پرستش ہوتی تہی اور عام مذاق تصنّع وبناوٹ کی طرف مائل تہا اُس زمانے مین جو اُردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تہی جسے ہم محض محبت سے اُردو کہہ سکتے ہین آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہی اسکی ایجاد مین اَودہ پنچ کا بہت بڑا حصّہ ہی علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اَودہ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچہو بیگ معروف بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربہون ناتہ ہجر نواب سید محمد آزاد۔ بابو جوالا پرشاد برق.. منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین ان لوگون کے نظم ونثر کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد ہی نہین ہین بلکہ زبان وقلم کے دہنی بہی ہین۔ ان کی عبارت شوخی وتازگی اور خداداد بے تکلفی سے معمور ہی اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہی۔ نثر کی نامہ نگارون مین طبیعت کے چُلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہی احمد علی صاحب شوق کی مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان و محاورہ تحقیقات کا خاص لطف ہی۔ حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور پر دلکش ہی مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہی۔ ہجر کا رنگ خاص یہ ہی کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے بدمذاقی اور طعن وتشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہی برق کی عبارت مین ظرافت کا

چٹخارہ بہت کم ہی مگر زبان نہایت صاف اور ستھری ہی۔ آزاد کا قلم نواب زادون کی بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم وفنون کے پیچیدہ استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑھنے والے کا جی نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولیٹکل اور مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بھی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی اودھ پنچ کی محفل نہین پُرمذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تھی اور اب بھی اگر کوئی شخص اُردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کھنڈرون کی زیارت اُسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تھا دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہ تھا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلکاری سے خالی رہتا ہوا سکے علاوہ لکھنؤ کے طرز معاشرت کی پر مذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔ محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کی میلے رقص وسرود کی محفلین۔ مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔ کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر مین رہتے تھے اور اُن کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے برکھے۔ بارہ ماسے۔ دوہے۔ ٹھمریان۔ غزلین۔ رباعیان۔ وغیرہ۔ نظم کرنے مین اسکے

اکثر نامہ نگار خاص ملکہ رہتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لوکل علیہ الرحمتہ کے عنوان سے لکھتے تھے جس مین اکثر موسم کی تبدیلیان ایسے ظریفانہ رنگ مین دکھائی جاتی تہین کہ پڑہنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جاے۔

زندہ دلی کی یہ تمام تصویرین اودہ پنچ کے بوسیدہ مرقع مین موجود ہین۔ گلدستۂ پنچ کی دو جلدون مین اُنکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہی جیسے کہ دریا کو کوزہ مین بند کرنا مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوے جو کچھ ہوسکا اُسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے علاوہ اودہ پنچ مین شاعری اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینون اور سالون تک قائم رہے اور جنکی وجہ سے اُردو دان سوسائٹی مین عرصہ تک چہل پہل قائم رہی۔

پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی۔ سرشار مرحوم ابتدا مین اودہ پنچ کے نامہ نگار تھے اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والون مین تھے۔ جس رنگ کا اودہ پنچ عاشق تہا اُسی رنگ مین وہ بہی ڈوبے ہوے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو اودھ پنچ کی صورت دکھائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بہی پیدا کیا۔

اودہ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تہا کہ اودہ اخبار کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار مین شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا دریا بہی اودہ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونون کا مذاق تحریر یکسان ہی اور دونون ایک ہی باغ کے دو پہول معلوم ہوتے ہین۔ مگر اودہ پنچ نے اودہ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکہا تہا اور اسکے حال پر اودہ پنچ کے ظریفون کی خاص عنایت تہی۔ جب سرشار اودہ اخبار کے اڈیٹر ہوے تو کچھ روز تک تو

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا۔ لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتیں بے قابو ہوتی گئیں اور آخرکار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودھ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تھا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکھی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہے بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہے۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودھ پنچ کے بادلون سے برساکئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ ان اعتراضات کی حقیقت یہ ہے کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودھ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہے۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودھ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودھ پنچ کو مولانا حالی سے دو شکایتین تھین۔ پہلا اعتراض تو یہ تھا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہے۔ جسکو وہ شاعری سمجھتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت و رنگینی سے خالی ہے۔ اختلاف کی دوسری وجہ یہ تھی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکھنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تھا جسکا لازمی منشا اودھ پنچ کے نزدیک یہ تھا کہ لکھنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین امنڈنا تھا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچھار شروع ہوگئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا۔ جس عنوان سے اودھ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[1] کے میدان مین طراریاں بہری ہین

---

[1] اودھ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تھا اسکے عنوان مین مندرجۂ شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکھا جاتا تھا۔ ع ابتر ہمارے حملون سے حالی کا حال ہے ؎ میدان پانی پت کی طرح پائمال ہے۔ مؤلف

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور ہی مگر نفس مضمون کو دیکھتے ہوے یہ ماننا پڑیگا کہ اودہ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تھی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہی۔ اودہ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبھی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرف تو اودہ پنچ کے ظریفون کے دل مین لکھنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تہا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکھنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بدمذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹھانا پڑا اور اودہ پنچ کے صفون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بہی تہا۔ ان اعتراضات سے داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تہوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودہ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہی۔ اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھ تاریخی حیثیت سے یہ بہی لکھا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہی نسیم کا نام محض فرضی ہی۔ اودہ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہی تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجھا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودہ پنچ کی بجھتی ہوئی آگ کچھ ایسی بھڑک اوٹھی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہونچی۔ گلزار نسیم کا قصہ تو درکنار رہا مولانا شرر کی زباندانی اور نثر نگاری پر

اعتراضات شائع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم ونثر کی پھلجھڑیاں چھوٹا کین۔ یہ سلسلہ بھی سال بھر بعد ختم ہوا۔ اس بحث کی غیر لطیف حصّہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان ومحاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہے۔ ان مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بھی اودھ پنچ سے نوک جھونک ہوئی رہی اُن مین اودھ اخبار اور طوطی ہند پر اس کی خاص توجہ رہی۔ زبان وشاعری کی اصلاح کے علاوہ اودھ پنچ کی پولیٹکل خدمات بھی قابل ذکر ہین۔ اودھ پنچ ابتدا سے رعایا کا خادم درسرکار کا آزاد مشیر تھا۔ کانگرس کے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتھ دیا۔ الحاق اودھ انکم ٹیکس البرٹ بل وغیرہ کے متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شایع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑبند کو دیکھتے ہوے مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت وعیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا۔ اودھ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے۔ ہندوون کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودھ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم سرگرمی نہین۔ ظاہر کرتا تھا۔ ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور زعفرانی رنگ کے کاغذ پر شائع ہوتا تھا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے۔ اودھ پنچ ہندو مسلمانون کے قومی اتفاق کا ہمیشہ سے معین تھا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تھا تو اسے ہنسکر ٹالدیتا تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی لہذا یہ بھی اس پولیٹکل تحریک کا دل وجان سے مددگار تھا۔ اس صوبہ مین

منشی سجاد حسین مرحوم کانگرس کے رکن تھے اور باوجود بہت سے انقلابات کے جھٹکے دھچکے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے ابتدا مین جب سرسید مرحوم نے اپنی زبان و قلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل کانگرس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا نہ تھا جو علیگڈھ کے پولیٹکل پھیر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو ۱۸۸۸ء مین جب سر آکلنڈ کالون سرسید مرحوم اور مفت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگرس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر مین تھے اس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھوان دھار تقریرون کے علاوہ اودھ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید مین اپنے جوہر دکھا رہی تھی ۱۸۹۹ء مین جب کانگرس کا اجلاس لکھنؤ مین ہونے والا تھا تو شہر کے چند سن رسیدہ بزرگون نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت کی تردید مین ہندوستانی اور ایڈوکیٹ مین پند و نصائح کے دفتر کھل گئے لیکن ان واعظانہ فہمائشون کے مقابلہ مین وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودھ پنچ مین "انڈے بچے والی چیل چلھار" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اکثر مزاج ایسے ہوتے ہین جو بحث و منطق کے کڑوے گھونٹ نہین قبول کرتے ہین مگر ظرافت کی چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہین۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث و تحریک مین اس خدمت کا انجام دینے والا اودھ پنچ تھا۔ مذہبی اور قومی رسم و رواج کی اصلاح کی بارہ مین اودھ پنچ کا وطیرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تھا۔ اسنے محض علیگڈھ کے پولیٹکل مسلک کی مخالفت نہین کی بلکہ سرسید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی شعاعین نکلین اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ علیگڈھ کالج کو لامذہبی کا مرکز

قرار دیکر اسکے بانی کو "پیر نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اُڑانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا - اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہوگئی تہی اسکی بہی سخت مخالفت کی - پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ زبان زد عام ہی ؎

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان — اکبر زمین مین غیرت قومی سی گڑ گیا
پوچھا جو مینے آپکا پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ اودہ پنچ مین مشکل سے ملیگا - کاشکے یہ خداداد جوہر اصلاح ورفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا -

اودہ پنچ کی ترقی ووقعت کا راز بہت کچھہ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتھہ وابستہ ہی منشی سجاد حسین کا مزاج عجب صفات کا مجموعہ تہا - خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ زندہ دلی اُنکی گھٹی مین پڑی تہی - مصیبت وتکلیف کے زمانہ مین بہی کبہی کسی نے اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکہی بیماری کے زمانہ مین اگر کوئی مزاج پوچھتا تہا تو کہتے تھے کہ زندگی کا عارضہ ہی اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح بیان کرتے تہے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تہی دوا وعلاج سے مایوس ہو چکے تھے مگر کہتے تھے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکھا ہی کہ باضابطہ موت ہو - بلا علاج مرنے کو بے ضابطہ مرنا کہتے تہے اس زندہ دلی کے ساتھہ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون دور رہتے تھے - دنیا کے ناہموار و کاواک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کھٹکنے

لگتے تھے اور اون کی پر مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم وملت بیتاب کر دیتے تھے
غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر انکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہی
دوستون کی محبت اور قدر شناسی کی بدولت اُنھین ابتدا ہی مین اتنے ذہن اور
طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے
یہ لوگ محض اودہ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین سے تھے۔ اسے
اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسر شان سمجھتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ
بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس　　عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودہ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈھلنا شروع ہوئی اور اس کے
نامہ نگارون کا شیرازہ درہم وبرہم ہونے لگا۔ ستم ظریف اور ہجر نے مرنے سے پہلے ہی
لکھنا کم کر دیا تھا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھ عرصہ تک نہ
دے سکی اور رفتہ رفتہ اودہ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پُرانے مضامین سے خالی
نظر آنے لگے۔ جو کچھ رہی سہی آب وتاب باقی تھی منشی سجاد حسین کی علالت نے
اُسکا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بھی اودہ پنچ
کا نام بکتا تھا اور جب کبھی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تھا تو اُسکی
دہوم ہو جاتی تھی۔ علاوہ اسکے کبھی کبھی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور
حضرت اکبر کے نظم ونثر کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ مگر اودہ پنچ کی
مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت وغیرت
نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اسے اپنی آنکھون کے سامنے

بند ہوتا ہوا دیکھین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودہ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مد نہ تھی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکمند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تھا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودہ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔ لکھتے ہین

"مکرمی تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہی۔ اودہ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اُٹھانے والا نہین۔ دو اک سطرون کے سوا نہ ہاتھ سے لکھ سکتا ہون نہ مُنہ سے بول سکتا ہون۔ کچھ نوکر ہمت کرکے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہو سکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودہ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچھ تھا"

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخر کار مرنے سے دو سال پیشتر شکستہ دل اڈیٹر کو اودہ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتھون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تھا۔ اودہ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گو کہ باوضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تھی کہ ع

گو ہاتھ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی۔
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودھ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار ۔ یہ وہ نازک زمانہ تہا کہ اگر اودھ کا ایک عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہی دستگیری نہ کرتا اور دو اک پرانے دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودھ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا محتاج رہکر دنیا سے سدہارتا۔

غرضکہ چھتیس ۳۶ سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودھ پنچ نے دنیا کو خیرباد کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودھ پنچ کی جگہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہ خالی رہیگی۔

مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور اسکی یاد قدر دانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہو سکتی۔

آج اودھ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین۔ مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی محفل خالی نہین۔ ؎

پھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ نشہ مین
دور جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

چکبست لکھنوی

منشي سيد محمد سجاد حسين مرحوم اڈيٹر اودهه پنچ

پيدائش سنه ۱۸۵۶ع   وفات سنه ۱۹۱۵ع

انڈين پريس الهآباد

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال و عالی خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری پر معمور تھے اور بعد پنشن کے ایک عرصہ تک حیدر آباد میں سول جج رہے۔ آپکے ماموں نواب فدا حسین خان صاحب کہ جو لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدر آباد میں بعہدۂ چیف جسٹس ممتاز تھے اور ریاست میں آپکا بہت اعتبار و رسوخ تھا۔ منشی سجاد حسین کاکوری میں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اوائل عمر میں زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ میں تعلیم پاتے رہے۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنوں تک کیننگ کالج میں ایف۔ اے کی تعلیم بھی پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اُچاٹ ہو گئی اور ایف۔ اے کے امتحان میں شریک نہ ہوئے کالج چھوڑ کر تلاش معاش میں فیض آباد پہونچے اور وہاں فوج میں اُردو پڑھانے پر منشی مقرر ہوئے۔ لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہو سکتی تھی سال بھر کے اندر ہی اسکو خیر باد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہیں اس کام میں آپکے شریک تھے اور انہیں کی مشورہ و شرکت سے ۱۸۷۷ء میں اودھ پنچ کی بنا پڑی منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال میں ایسے ایسے سحر البیان و جادو قلم نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اُردو و علم ادب کے آسمان پر چاند سورج ہو کر چمکے انمیں سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد خان صاحب آزاد۔ سید اکبر حسین صاحب اکبر۔ منشی احمد علی صاحب شوق۔ منشی جوالا پرشاد برق منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار بھی اول دو سال تک اپنی قلم جادو رقم سے اودھ پنچ کو سرفراز کرتے رہے لیکن بعد میں آپس میں کچھ اُلجھن پیدا ہو گئی اور وہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ منشی صاحب علیگڈھ کی تحریک و سر سید کی پالیسی کے اول روز سے مخالف تھے۔ نظام معاشرت میں قدامت پرستی کے قائل و مغربی تہذیب کے دشمن تھے۔ سنہ ۱۸۸۷ء میں

نیشنل کانگرس مین شریک ہوے اور مرتے دم تک اُسکے حامی رہے سنہ ۱۹۰۱ع مین
پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چند ماہ بیمار رہکر اچھے ہوگئے۔ سنہ ۱۹۰۹ع مین فالج کا دوسرا دورہ
ہوا کہ جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کردی۔ اسوقت سے بولنے کی قوت قریب قریب
بالکل جاتی رہی تہی۔ گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تہے لیکن بات سمجھہ مین نہین
آتی تہی۔ مگر چل پہر سکتے تھے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تہا۔ متواتر علالت۔
ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی
کا گذرا و بالآخر سنہ ۱۹۱۲ع مین اودہ پنچ بند کرنا پڑا۔ اسکے بعد حالت روز بروز
بُری ہوتی گئی اور ۲۲۔ جنوری سنہ ۱۹۱۵ع کو اس دار المحن سے کوچ کیا ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

منشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے
موجد۔ لکھنؤ کی زبان و اپنے رنگ کے اُستاد تھے اودہ پنچ کے ذریعہ سے جو
خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وہ جو قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی
کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بھلا دیا جاوے۔
آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تہی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے
خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکھا اور آزادی و ایمانداری
کو کبھی بھولے سے بہی ہاتھہ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک
نبہایا کسی حالتمین اصول سے مُنہ نہ موڑا۔ بلا کی شوخ طبیعت پائی تہی و بذلہ سنجی
ظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تہی۔ نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بہی
حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تھے منشی جوالا پرشاد
برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تہی۔ آپ کے قدردانون مین
آنریبل پنڈت بشن نراین در۔ آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خانصاحب بہادر
والی ریاست محمود آباد و آنریبل بابو گنگا پرشاد ورما مرحوم کے نامی
خاص طور سے قابل ذکر ہین۔

کہلے خط وسربستہ مضامین

نمبر ۱

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

مولوی گلیڈاسٹن صاحب طول عمرہٗ۔ دعاے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے مین جبکہ چارون طرف سے ہواے شر و فساد۔ ہر ملک سے سموم بغض وعناد کے جھونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑہکر مناسب دنیا مین شائد ہی کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالباً واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پھٹ پھٹا کر سن لو کہ یہ تمہارا بوڑہا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نا منصف نہین کہ محض ضد۔ ہٹ دہرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ راے قائم کرے۔ اور اسکے دوسرے پہلو کی طرف سے عمداً اور ارادۃً۔ اپنی دوربین اور باریک بین آنکھین بالکل بند کرلے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکھون تمہارے دشمن دسن اچھا کہتے ہین تو بیس برا بہی۔ مگر یہ سب ہوا کے رُخ اپنا جہاز راے چلاتے انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیر خواہ۔ جان نثار۔ اور ہر قسم کے ان عیوب سے ایسا دور رہی جیسا روس۔ ایمان۔ یا ہندوستان نمک حرامی سے یہ مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کرتا۔ اور تمہاری ذمہ داریون۔ فرائض منصبی۔ مشکلات عہدہ کو خوب جانتا بوجہتا ہے۔ بیشک تمکو چند آدمیون نے بنالیا ہی۔ مگر واضح رہی دو صورتو نمین بنایا جاتا ہے

اوّل جب واقعی اوسمین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور کھلّی بازا پنے ڈھب کا اوسے پاتے ہون۔

دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگر اتفاقاً کچھہ حرکات سکنات یا معاملات کی ظاہری صورت ایسی ہوجائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔

بہرنوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکھنے والون کا الو کہین نہین گیا۔ جہان تک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پر انصافانہ غور کرتا ہون۔ کہہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔

مگر اسمین بہی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت واتفاق کو کوئی ڈزریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈ اسٹن۔ مگر ابتو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی سر ہے۔ اور سچ بہی یہی کہ اُسکے مستحق بہی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن پالیسی کبہی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ و فلاح۔ آرائش وزیبائش۔ ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے۔ مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے ہندوستانی جودت سے۔ تم پولیٹکل دسترخوان کے اچھے خانساماں اور ہوشیار خدمتگار ہو۔ پکا پکایا کہانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دہول بکائن کے پہول۔ تم نہین جانتے کہ طرح طرحکے کہانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

فارن پالیسی کا مزعفر اور متنجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی۔ کہتے ہین جو
کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی۔ شاید ایسا ہی
ہوا ہو۔ مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی ور رکابدار
سب طیار کرے۔ پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلالیے جاؤ تم ہرگز
اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون۔ یہ خدمت کچھہ کنسرویٹو ہی
خوب جانتے ہین۔ لیکن سردست کچھہ کرتے دھرتے نہین بنتا۔ اس دفعہ کی الٹ
پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

کھانا طیار۔ نہ سامان درست۔ مگر دعوت (جنگ) کی وہ دھوم دہام کہ عالم
گونج رہا ہی۔ (ناخواندہ) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین۔ بلکہ ایک آدہ تو آستین
ہاتھہ دہوئے قرار واقعی تجھے مارنے پر مستعد ہین۔ نظر غور سے دیکھا جائی تو تمہارا
قصور نہین۔ جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وہ نہ سمجھے کہ کھانا تو اس دفعہ
رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا۔ ہم اونکو باورچیخانے سے کیون نکالے
دیتے ہین۔ اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی۔

اشارہ کنایہ برطرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے
بڑے بڑے آفکار آموجود ہوئے۔ گو خزانہ۔ و فوج و قوم ہر طرف سے اطمینان ہے
مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی۔ خیر اسکی نوبت خدا نہ لائے
فی الحال اہل الرایون نے تمکو اور بہی بوکھلا رکہا ہی۔ جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ
کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی۔ مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین۔ سب اپنے

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق ہی
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمہاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہو رہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ وہ بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سربلند کیے کھڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین کشیدگی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر بہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقتین تمہاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھ کسی قوم یا معاملے کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودائی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغنا موجود ہے۔ عثمان کو بھگاؤ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بھائی بند بلاے بوغنا پیدا۔ پھر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے گھٹنے جھکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑھی۔ جب دیکھا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دار السلطنہ پر قبضہ کیا
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادہر سے بھاگے اودہر ہوئے۔
اودہر سے آئے ادہر ہو رہے۔ بھلا ایسون سے اولجھنا اپنی بات کھونا نہین تو
اور کیا ہی۔ اگر کسی حصۂ ملک کو اونکے حوالے بھی کر دیا تب بھی مطلب حاصل نہو گا

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔
اودہر اطمینان ہوا کہ ملّے اور ٹرکی پر لپکا۔
وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔
اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچھہ کیا ہی نہین۔ اچھا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اِس
کاہلی سے جو نتائج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹھراتے ہین۔ اسکی وہی مثل
"دو کچھہ نکرنا بھی بُرائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتھہ پانؤن نہ ہلائے۔
مگر ابتو روس منحوس کے سر جاکر شیطان چڑہا۔ ابتو وہ خواہ مخواہ افغانیون
کو بچھاتا ہے۔
چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجھتا ہون تمکو بھی آجکل کام کی کثرت ہی
مین اس خط کو ناتمام چھوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان
سب کے علاج بتاؤنگا۔ تم گھبرانا نہین۔ دیکھو اوسان نہ جانے پائین۔
گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔
زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈاسٹن صاحب ظلکم۔ دعاے ہمت وجرأت۔
مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کرچکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن
سے تم کو مستفیض کرونگا۔ تم سمجھو کہ پولیٹکل معاملات پر منحصر نہین۔ عموماً ہر کام مین
ایفاے وعدہ وراستی تقریر وتحریر فی زمانا جوہر انسانی تصور کی جاتی ہی

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکہتا۔ اور مخاطب کرتا ہون۔

مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چہوڑا تہا۔ یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چہوڑا دیے ہین۔ اس سے تم اپنی طرف کوئی اشارہ نہ سمجہنا۔ میرا دستور ہی کہ ہر کس و ناکس سے سچے کی دل لگی نہین کرتا۔ کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین خجل ہو جاتا ہے۔ اور مجھے سر دست شخصی۔ قومی۔ ملکی۔ سب مصلحتون سے تم کو بد دل کرنا منظور نہین۔ کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتاً سیرتاً بچہیا کے باوا تہے۔ اوسپر آجکل کی چکر گہنیون نے اور بہی کولہو کا بیل بنا دیا ہی۔ بر داشتہ خاطر تو ہو ہی رہے ہو۔ اگر ووٹ آو کریڈٹ کی ٹہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی رخصت ہو۔ ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کر دوگے۔ دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا۔ یہان کارسلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے اور سب سے بڑہکر تو یہ سمجہ لو کہ آج تم نے استعفا ردا خل کیا اور کل روسی ہرات پر قابض۔ وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین تم وقت گذر جانے کے بعد گُدی کی طرف چوٹی ڈہونڈہتے ہو۔ وہ دو قدم آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پہرتی اور چالاکی اور استواری سے پکڑتے ہین۔ جیسے ہمارے مسٹر ٹیپو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجۂ محبوبہ کے جہونٹے۔ جب وہ شخص ازراہ غمزہ و عشوہ کسی دن اوسکے واسطے کہانا نہین پکاتی۔

اچہا اب مصر سے چلو۔ واقعی اگر تم مین کچہہ انصاف و شرم و کانشنس ہے

پولیٹکل قربانی

اسمعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہے

تو تمھارا دل ہی جانتا ہوگا کہ اس ذراسی پہنسی نے کیسا دل باندھا ہے اور زمانۂ تہذیب مین کیا کیا سفاکیان کرائی ہین - اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ پہنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی - مگر موضع اور موقع کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پھوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے - مصر بجاے خود کچھہ نہ سہی - اوسکی سوزرائین یا دریعنی سلطان کچھہ تو اپنے ہاتھون اور کچھہ خودغرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین مگر یہ بھی معلوم رہے کہ تمھاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ بخرہ لگانے کو موجود ہین - وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی - دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی - کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوا لڑتا تھا - تم جانو جہان کنکوا لڑتا ہی - کٹے کنکوے جھٹانے یو نہین ہاتھہ کی صفائی دکھانی کو بازاری لونڈے لاڑی بھی ارد گرد اپنی دمڑچی اور ڈھیلچی لنگیان بڑہائے رہا کرتے ہین - ایک صاحب اس بلا کے جلد باز اور عجلت پسند تھی کہ جب تک دوسری طرف جھپکے آپ اونہین کنکیون سے اولجھہ جائین - اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے - اچھے اچھے ڈھ کنکوے اور نفیس مانجھا سب اسی مین صرف ہو گیا ہی - اور جب اودھر کا سر یہ تڑتڑایا تو حضرت ہاتھہ لگانے کی جگہہ ہاتھہ ملنے لگے -

بس مصر کی کارروائی بہت کچھہ اس سے مشابہ ہی -

ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمھاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین یہ قضیہ بھی گذشتہ وزارت نے ترکہ چھوڑا ہی - اور تم بیپاری کے سر پڑا

لیکن یہ بہی تو سمجہہ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے تمکو قلمدان وزارت دلوایا۔ اور تم نے قبول کیا۔

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین واقع ہوئین۔ بہلا جنرل گارڈن کو بہیجکر تم خاموش ہو رہے۔ پہر اوس بیچارے کی خبر بہی نہ لی۔ آخر مروا ڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی اب بہی دیکہکر تو سر بیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جہلاّ رہے ہین۔ دیکہو جتنا تمہارا فرقہ کشت وخون سے محترز تہا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی۔

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے۔ اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے۔ خداوند کریم تم کو عقل اور ناصحان مشفق کی بات پر توجہ دے۔ تو سب کچہہ درست ہو جائے۔

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک کوئی نہین کرسکتا۔ اجی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکہا جاے۔ وہان سرے سی متزلزل اور مبہم کارروائی تہی۔ مقاصد بہی اوسیطرح پورے ہوتے رہے۔ پس اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی۔ اب تم اپنی فوج ٹہکانے پہونچاؤ ٹرکی کو اول تو اس لائق نہ رکہا۔ دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو گے کہ اسکی فوج وہان بہیجوا دو کہ وہ بہی حیران پریشان ہوتی پہرے۔ تو یہ سمجہہ لو کہ تم وہی غلطی پہر کروگے جو اس فتنۂ عظیم کی بنا ہے۔

شائد تم اپنی بطی الفہمی سے اس بلیغ جملے کو فوراً نہ سمجہو گے۔ مگر مجھے سردست صراحۃً منظور نہین۔ مناسب ہوا پہر کبہی بتا دونگا۔

اب رہی کوئی اور یورپ مین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب - ابتو برابر والون
کے ساتھہ یہ حال ہے ؎

سی خاطر تو قتل عاشقان سی منع کرد تو
اکیلے پہر رہے ہو یوسف بی کاروان ہو کر

ہان ایک اٹلی ہی - سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار - عقلا کے نزدیک کچھہ نہ سہی - مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی - فرانسیسی اخبار بند کروا کر مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تہا - مگر تم سی ہمکو اول روز وزارت سے ایسی ہی امیدین تہین - وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے کہا بدے - جنیوا مین چند چلتے پرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو الباما کا تاوان دینا پڑا -

وزارت حال پر آنے کے کچھہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سست کہا تہا - منسٹری نصیب ہونے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا -

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

پس تمنے تو بار باشا سے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی - جسنے اپنی ٹوپی اوتار لی اوسکو اور کا کیا خیال -

لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکھتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی اسپر میرا صاد ہے - مین اس کارروائی کا مخالف نہین - واقعی ایسا ہی چاہیے تہا - کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکھے - جس ڈہن اور ڈہرے پر ہو اسی پر قائم رہو -

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہ۔ آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلابازیان کھارہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کھلین۔ اور کون انکے شگوفے سربلند کرین۔ اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اور سن لو۔ اور اپنا راستہ پکڑو۔ باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا۔ جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب مہلت موقع پائیگا اپنی علت غائی پوری کریگا۔

تم سمجھو۔ مہدی۔ عثمان دیغنا۔ زار روس۔ اور اوسکے ارکان سلطنت ارنیل جرنیل۔ علی خانوف۔ کمروف۔ بیوقوف جنکی بے ایمانی پر ذوف۔ آخر عالم اسباب مین جھگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین کہ میری آپ کی طرح علوم۔ فنون۔ حکمت۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ ترقی کے واسطے جان کھپانے کو شش کرنے۔ یہ مانا کہ تم نے درگذر کرکے معاملہ مختصر کیا۔ مگر حرامزادے کی رسی دراز۔ سردست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا۔ پس جو بات کرو زمانے کے موافق۔ مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکھدی ہی کہ اگر تم مصر کے جھگڑے کو یون چھوڑ بھاگے تو بڑی خطا کی۔ جنکا جنکا بھرم سا تھا مین نے اونکی قلعی بھی کھولدی۔ پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگریسو پالیسی یعنی فتاحی کی حکمت عملی بالکل ترک کیجائے۔

مہدی و عثمان دیغا وغیرہ کی عداوت سینۂ بے کینہ سے آزاد ہو۔ اب جسقدر
قبض و تصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔
اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول
پیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی۔ اگر حملہ کرو تو دفاعی۔ مقابلہ کرو حفاظتی۔
ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدا نے بتایا
اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔ اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب
محفوظ پر جمع رکھو۔ کہ مصر والون کے کام بھی لا سکو اور سرحد ہندوستان
کے جھگڑے مین بھی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کیساتھ
حسن عقیدت ہوا کرتا ہی۔ کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی
کہ سراسر خلاف ترصد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی۔ کوئی
بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسی کی جانب سے وہ حسن ظن (زن نہین) رکھتی ہین
کہ آیت حدیث غلط۔ سہ

حکم جورو جی بہ از حکم خداست انچہ جورو جی بفرماید رواست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ و سنان
کر رہے۔ خدا گنج کی نو آبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بھیج رہے ہین
مگر یہان مسیحائے دوران حضرت ہی ہین۔ کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان
ہی۔ کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان ہمارے عالم کا
قانون انھین کی نوک زبان پر ہی۔ بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہو جاتا ہی۔

کہ ساری دنیا مہمل گوئی پر ملامت کنان ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و مطبوع۔ پس اسی طرح سمجھ لو تمکو بہی روس کے ساتھ حسن عقیدت ہی۔ تمہارا دل و دماغ اتنا وسیع ہی نہین کہ روس کی چالاکیون اور فریب کے دفتر کا ایک حرف بہی اوسمین سما سکے۔ تم بیچارے اوسکے فتنۂ وفساد کا ادراک ہی نہین کرسکتے۔ تم مین فرو بودیت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتے۔ آن سلطنت۔ صولت وشوکت شہنشاہی۔ شکوہ وشان قیصری کیا ہی۔ پہر اوسکی کمی بیشی کا اندازہ تمکو کیا خاک پتہ مل سکتا ہی۔

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچا رکہا ہی۔ علاوہ اسکے دو حماقتین تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا۔ اول تو مختلف تعصبات مذہبی۔ قابو پرستی۔ تنگ نظری کی بدولت تمہاری دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کردیا کہ روس کے ساتھ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا۔ یونان کی بادشاہت نئے سرے سے قائم ہوگئی۔ کرسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تہی وہ قوت مین کم ہوئی۔ مگر یہ بہی سمجھ لو تم نے ایک دوست کے ساتھ گہاٹ کے وقت پر کنائی کاٹی۔ سلطنت وشہنشاہی کے خلاف کیا۔ یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو مذہبی سلطنت سمجھتے ہو۔ اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے۔ تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد و عداوت کو ہادی بنایا۔ حال کی جنگ روم و روس مین اگرچہ کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت تہی۔ اور جو امر فروگذاشت

ہوا اوسکا عذاب تو اب اوسکی گردن پر۔ مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین کیسے شریک غالب رہے۔ جھوٹ یا سچ جو کچھہ وہ کرنے والے تھے تمنے ہفتہ ہفتہ بہر مین دو دو ولمبے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو بازر کہا۔ بلگیریا کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم روان دوان تہا۔ مگر اب فرمائیے بارہ سو افغان سرحد پر کٹ گیا۔ آپکی کمیشن کی توہین ہوئی۔ اوسکے ساتھہ کے لوگ بے رحمی فصل سے کہیت رہے۔ جاڑے پالے کے مارے ٹھنڈے ٹھنڈے ملک عدم کا راستہ ناپنے لگے۔ مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کرا ڈالی اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی۔ ؎

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست بس جان بلب آمد کہ برو کس نہ گریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا۔ پہر اسکا نتیجہ کھلا ہی رکھا ہی کہ وسط ایشیا مین کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکھو تو کیا۔ ابھی روس ذرا ذراسی بات پر اونکو دہمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کرسکتا ہی۔ بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا۔ اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بہگتنا پڑیگا۔ تمہاری قوم جسقدر رٹر کی سی مغائرت کرتی جائیگی۔ اوسیقدر غرور لایعنی اور تبختر فضول کی ثمرے اوٹھائیگی۔

دوسری خطایہ ہوئی کہ جب معلوم تہا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین رکھ سکتے۔ اوسمین آمدنی نہ منافعہ۔ قوم پرورش پاسکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی تو پہر شیر علی خان سے لڑنا۔ اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تہا۔ اسمین اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے۔ لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

تمہارے ہی سر پڑی - ادہمین تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی کالعدم کردی - حالانکہ قندہار پر قبضہ رکھنا لازم تھا - خیر جو ہونا تھا ہوگیا - اب روس نے قدم بڑہایا - اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی - مین اس جگہہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان ہوئین - مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلے - اگر کوئی اچھی سوجہی بہی تو انجام بخوش اسلوبی نہو سکا کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تہی کہ باید وشاید - مگر وہی دم کی کسر رہ گئی - جسکا اعادہ فضول ہی -

اب بعد قبضۂ پنجدیہ و مرو چک و چرا بی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹہرا ہے - اسکی نسبت بہی کچہہ نہ کہونگا - جو ہونا تہا ہوگیا - تمنے میرے اشارات پر عمل نہ کیا - تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجھ لیگا - اب واقعی انگریزی عظمت وحشیون کی نظر مین کم کرادی - سر پیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے پیدا ہی نہین کیا - اب سے

قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع   صاحب غیرت شود یا زیرک ڈپلومسٹ

سر بعنی صاحب نہین بلکہ یہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی میناروں اور وسط ایشیا کے لق و دق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین - اور پیٹر معنے پیٹنے والا (از علامت فاعل) لمس معنی چھونا - ڈن یا دن آواز توپ بندوق - پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چھوٹ جاتا ہی - آدمی کا ہے کو چاندی کی بارود ہے - خشکی کا تار پیڈ و ہی - مگر افسوس تمہاری

کاہلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔ کمیشن سمیت بیچارہ جہنک کر رہگیا۔ اور اب اگرچہ چھوٹا بہی تو کمیشن سے مستعفی ہوکر۔ بم کے گولے کی طرح سیدہا اپنے گہر کی طرف راہی ہوا۔ اب اس سگہڑ بہلائی کو تہ کر رکہیئے اور سارے کمیشن کو بلاتیجیے۔ لندن ہو یا ڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔ اسکے بعد جب قضئیہ زمین برسر زمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تو اپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس بہیجیے۔ کیونکہ پولیٹکل معاملات۔ ایک طرف یون بہی دو شخص جب کسی جگہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سی خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔ یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلس کو بیاہی ہین۔ دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔ مگر تم اسقدر ضرور سمجہلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی۔ مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تہا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جہیزون وغیرہ مین دے دلاکر مختصر کر رکہا ہی۔ وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچہتا ہون اوسکی نظرون مین روس و انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو۔ کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔ اوسی طرح ہماری قیصر ہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔ تو البتہ مین بہی برابر سمجہون۔ ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہو کر مقصد اصلی کو اس طرح سٹ سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ امیر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا ۳۰ مارچ کو بیع کر چکے۔ اور تم سے دام بہی راولپنڈی مین وصول کر چکے۔ اونکو پرواہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔ تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑہنے دیتے ہو تو خیر۔ جلال آباد۔ قطع۔ پیشاور۔ ڈیرہ جات پر فوج جماکر منتظر روس بیٹھو۔ پہر امیر کی اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ اور اگر ہمسائگی روس نہین چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات (جسپر وہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی) روس کی سرحد ہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دونو نکے اپنے خزانے سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی۔ سمجھ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی۔ اگرچہ جانتا ہون تم میری باتونکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پہر بتاؤنگا کہ یہ سامان طیاری انواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دبیگا۔ افاغنہ تالیان اور بغلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔ چونکہ یہ اخیر خط تہا کسیقدر طویل ہو گیا۔ اب مجھے اور شاگردونکو تعلیم دینا ہی۔ تمکو چندے کوئی خط نہ لکھونگا۔

لکر اینکے ان اہم معاملات کی علاوہ اور جو چھوٹی چھوٹی خرخشے ہین وہ بھی لیڈی ستی کی ساتھہ خود درست ہوجائینگے

کھلے خطوط اور سربند مضامین

نمبر ۴

بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ہند

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا - اگرچہ تمہارے ملک وحشم کے آئین وقوانین ملکداری رفتہ رفتہ ایسے ڈہرے پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام مہام مین خودسری وخودرائی کے مُنہ زور رہوا پر سواری کی نوبت نہین آتی - اور محض زمانہ کی ہوا - قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کرلینا ہوتی ہی سلطنت ایک ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ - چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سی واقف ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکھنا اور ٹرین چلانا صرف کاریست کہ فراست حاکم میخواہد - اور باقی دنیا کے سارے بکھیڑے جھنجھٹ پارلیمنٹ کے سر اور وزرا کے حوالے - مگر پھر بھی بندۂ بشر گہوارۂ عالم کے نشیب وفراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کرتی ہی - چونکہ میرے علم ویقین مین تم بھی انسان اشرف البنیان ہو - لہذا تمکو بھی ایسے خرخشون سے معرا ومبرا نہین پاتا - اور ضرورت دیکھتا ہون کہ بعد تعلیم وتلقین گلیڈاسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچادون -

آجکل معاملات کا قوام بہت کچھہ بگڑا معلوم ہوتا ہی - اگر فعالۂ اولوالعزمی کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑھکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکھائی تو چندان ناگوار نہین گذرتا - کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسۂ دماغ مین گھُٹ گھٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکھاتی ہی - مگر صلح اور امن کی حالت

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ادنی سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی۔ جب کوئی فعل درجۂ لازمی سے گذر کر متعدی ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے امور کا وقوع ایک کو ناپسند ہو۔ مگر ضرور نہین کہ دوسرا بھی اوسیقدر کراہت کرے۔ پس انسان لامحالہ چارناچار طوعًا و کرھًا بہت سے افعال اسی وجہ سے کرتا ہے۔ تم بھی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم اور ضروری کام عمومًا حاکمون اور خصوصًا تمہارے واسطے زمانے اور قوم کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی۔ چستی اور سستی عارضی امور ہین مگر میل ور رجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا یکمشت زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندھی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہو جاتی ہی اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کمی پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مادر گیتی اس دفعہ بڑے بڑے گھن گرج جھول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور انجام بین ہر وقت چوکنا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بھی ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمہاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان سے اسقدر مغرور اور متکبر ہو گئی ہی کہ اب بلا خوض و فکر اور داہنے بائین دیکھی دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلی اور افضل سمجھتی ہی۔ اس کے علاوہ

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ و نامطبوع سے سامنا ہو جاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کر سکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کارہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹہی یا چہڑی۔

مگر کون کہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹہی موجب زحمت نہوگی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونون ایک اور ایک ہی دو ہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ وسمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کی ساتہہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔ حیات و ممات صحت و عارضہ ترقی و تنزل چولی دامن کا ساتہہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کر چکی اب اوسکو سنبہلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکہنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کسیقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات مین شریک یورپ نہو سکا۔ اب عنایت خدا سی تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد و گرم ہوا کچہہ نہ کچہہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اُسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت برکنارست

پر عمل کرکے پہونک پہونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولیٹکل مباحث بے شک مجہی پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضرور ری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی ہین بوجہ تکابر وغرور قومی۔ اور لاپروائی کسبی۔ و دیگر اسباب خفیف وعظیم معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کی ساتہون ساتہ تمہارے انگلستان ہین مذہب کی خیالی باغ وبوستان کی ہری بہری سبز وشاداب تنا ور درخت سموم علم نظری وظاہری کی جھونکون سی جڑ سی اُکہڑ اُکہڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تہوڑے سے لنڈ منڈ تنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی۔ سو وہ بہی امروز فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری ومعنوی طور سی خود سر وآزاد ہوکر بادشاہی کو اچھی نظر سی نہین دیکہہ سکتی جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجہہ سر سے پہینکدیا وہ حاکم مجازی کو بہلی سلام کر چکا مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس وتسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہو چکی ہی۔ اگر کچہہ ہی تو تقدس کی جگہہ وضعداری۔

خلقی و نیچرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کرسکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بہی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکہونگا۔

اب تم جاؤ زار روس کو خط بہیجو۔ مین بہی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۵

ملکہ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکھیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جھگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچہ ہوا اور تم نے اور گلیڈاسٹن نے کیا وہ تو ہو چکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کہ بجز مورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجھتا۔ تم نے سالسبری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ برا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسرویٹیو فرقہ اب ایسا بے سر اور بے ٹکا ہو رہا ہی کہ کوئی ٹھکانا نہین۔ بس یہی اندھون مین کانے راجا تھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا (جن مین شخصی سلطنت بہی شامل ہی) حامی ہو بادشاہون کی ذات کے واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بد قسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کم سنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم ہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے مملو۔ یہ سمجھ لو کہ آزادگی

اور شوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکھنے کا صندوقچہ ہندوستان ہی ہی۔ اگر تنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے بارے مین قوم کی خست بہت کچھہ سُجھاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے جگرے ہین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔

بھلا کچھہ تو ہی کہ ہر اولوالعزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بھی وسعت دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ نہین۔ مگر در اصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس ملک کی خوبیان مجھپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہوکر ادہر کا قصد کیا تھا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو ہوا اوس سے میرا یا سکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تھا۔ جب تک ہندوستان انگلستان کا ضمیمہ و دُم چھلا بنا رہیگا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا گیند دہڑکا ہوگا۔ وہان کا ادنیٰ سے ادنیٰ گورا ہندوستان مین دیوتا بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکھہ روپیہ کی بات تمکو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ بس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک ہندوستان ہی۔ جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے مار آستین۔ حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل مین لانا نیکی نہین۔ اور اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہی۔

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی حورون پہ مر رہا ہے یہ ....ست ہی

اصلی نیکی وہ ہی جو از خود بلا ارادہ سرزد ہو۔ پس مہذب دوستی ہرگز طمع اور نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی۔ تم مہذبون کے جو لمبے چوڑے عہدنامے اقرارنامے۔ اسٹامپ۔ رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو بجنسہٖ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ۔ ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو انگریزی صابون سے عارض با صفا کو دہو کر آنکھون کے پپوٹے سیاہ کر ڈالتی ہے۔

پس نتیجہ سخن یہ ہی کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہی۔ انگریزی مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی۔ (خدا پر بھروسا کر اور بارود خشک رکھو۔) پر عمل کرو اور دیکھو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے۔

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا زیادہ نہو۔ یہی حال سلاطین کے جبروت وسطوت کا ہی۔ گلیڈ اسٹن اور آرام طلب قوم نے خون صالح اور طاقت اصلی بہت کچھ فضول فصدون اور مسہلون مین نکال ڈالی ہی۔

مثل مشہور ہی آپ کاج مہا کاج۔ تمہاری قوم بڑی خود غرض اور

خود مطلب تمسے توچاہتی ہی کہ خدمت لی۔ مگر تمہاری خدمت پر چوں وچرا کرتی ہی
پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون۔ اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔
ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا
تو تم جانو تمہارا کام جانے۔ اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان
جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کردکہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ
پہونچاؤ جسنے اورنگ زیب سی دوستی کے واسطے لیا۔ اور کاٹ چھانٹ کر
ستیاناس کیا۔ اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ۔ اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنواور
اوسمین وہ جواہر لگاکر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو۔ ہم خوش ہمارا خدا خوش
الکنایۃ ابلغ من التصریح۔

کھلے خط اور سربستہ مضامین

نمبر ۶

بنام مہراجہ کشمیر

مہراجہ صاحب۔ آجکل طویلۂ عالم مین وہ لتیا ہج۔ عرصۂ کائنات مین وہ
گم ہج ہی کہ ہر متنفس محتاج پند و اندرز نظر آتا ہی۔ مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو
ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین۔ اور خاصکر جب محل ورموقع دیکھا ہی۔
اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی۔ اسواسطے
آج تمہین سے لگا لگاتا ہون۔ تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے
زیادہ ہی۔ شائد بھڑک مٹا کر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سننے دے۔
یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسے باپون کا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت۔ ریاست۔

سلطنت چھوڑ جانے والے ہون دنیا مین چندان رنج و تاسف نہین پیدا کرتا۔ بعض جگہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تھی۔ اور اودہر صاحبزادہ بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے۔ ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے باپ کو اسی بات پر مار ڈالا کہ تم تو مروگے نہین۔ ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہین لطف ریاست کب اوٹھائین گے۔ پس اب نہ تو میری صلاح ہی۔ اور نہ غالباً تمہارا دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا۔ مضیٰ مامضی۔ اب ریاست کا جھگڑا۔ ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی۔

تمنے جو کچھ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ و فلاح کے احکام جاری کیے۔ اوس سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مدت کے سوچے ہوئے ہین۔ بلکہ اسکا بھی پتا چلتا ہی کہ آجکل کی مصلحت کے موافق بیہودہ دستور اور لایعنی تکلیف وہ مراسم کی قدر اوسیقدر تمہارے ذہن مین ہی جتنی ہونا چاہیے۔ بات تو اچھی ہی بشرطیکہ تمہارے دماغ سے نکلی ہو۔

تمہارا ملک دستکاری۔ نفاست میوہ جات۔ لطافت۔ موسم۔ خوبی۔ آب وہوا مین ضرب المثل۔ مگر ساتھ ہی اوسکے بدانتظامی و بدحالی مین شہرۂ آفاق ہی۔ تمہارے خوشامدیون نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظر بن بیش کرکے نیچی آنکھہ اوپر اوٹھوا دی۔ عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھدیا۔ تو اس سے نہ شالبافون نے گاڑہی کمائی کا پورا اجورہ پایا۔ نہ مفلوک اور کنگال مسلمان خوش ہوئے۔

آجکل کی تہذیب کی کنجی یہ مثل ہی۔

ہاتھہ پانؤن بچائے اور موذی کو ٹرخائے

جب تک اسپر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلمرغ مین جشن اوڑاؤ۔ کس نے پرسد کہ بہیّا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھہ تمہین کو بیم ورجا مین نہین رکہتا۔ سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکر کود مچاتا پہرتا ہی۔ ہندؤن مین سانڈ چھوڑ دیتے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پہرتا ہی۔ بازار مین جدہر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑا کر نو دو گیارہ ہوگئی۔ پس اسی طرح سمجھہ لو علۃ العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ شیرینی الفت مین چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی داند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبۃ النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ درختون سے گر کر۔ کنؤون مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہوًا و عمدًا گھوڑون پر سے گر گر پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ بندہی ٹکی وضعداری۔ سلاست روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی ہاتھہ سے جانے نپائے۔ روس اودہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھہ لو۔ ٹیکے کا ڈر شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑانے۔ یا پانی گندلی کا بہانہ تو بآسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمہاری جو حالت نہو

وہ کم ہی۔ برمحل کارروائی کرنے والے توگہات کے منتظر ہی رہتے ہین۔ والیان ملک کچھ آئے دن تو مرتے ہی نہین۔ غالبًا کوہا گرم ہی پیٹا جائے۔ مگر تم کو مین ایک گُر بتائے دیتا ہون۔ تم سب کرنا مگر اوسان نہ کھونا۔ قیام رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجھ کے۔

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجھکر ہو وہ حماقت و نادانی نہین ہے

من نگویم کہ این مکن آن کن　　　مصلحت بین و کار آسان کن

اب مین تم سے رخصت ہوتا۔ اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون۔ چند نکتے مین نے بتا دیے ہین۔ اور باقی مفصل مشورے تمہاری اباجان کو اودہ پنچ نے سالہا سال دیے ہین۔ اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹھاؤگے ورنہ ما بخیر شما بسلامت ع

بر رسولان بلاغ باشد و بس

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام حضور نظام دکن

ڈیر۔ یہ تو مجھے معلوم ہی۔ آپ نے اورون کے نام خط دیکھکر کسیقدر شک کہایا ہوگا۔ مگر تم جانو یہ پُرانا خرانٹ ناصح بہت کچھ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی۔ جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کارروائی کرتا ہی یہ سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی اور آج سے نہین جب سے تمہارے وزیر با تدبیر سر سالار جنگ اس جہان سی سدہارے

اور بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دہتوری رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت
در سگہڑ بیلا ئی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلو تہی کیجیے۔
نا دانستہ غفلت کی لیجیے کچہہ نہ کچہہ بیش ہی ہو سکتی ہی۔ اس لیے اگر مین یہ صحیح
اور واقعی بات کہون کہ مجہہ پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال
دریافت ہونا مقدم تہا تو کچہہ بیجا نہو گی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے
یہ مقصد پورا ہو گیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور
ور انسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہو گا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع
و خلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک بہی پہونچ جاتی ہی۔
لیکن مین اوسکو بہی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب لزام نہین سمجہتا۔ کیا وجہ
کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ
نہین رہ سکتے۔ خصوص ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ
کی جگہہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ
مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل و مصارف خزانہ
بغیر عینک کے دیکہو۔ اور پہر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر
عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدر دانی
ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی۔ سب کچہہ کر گزرے۔ اور واقعی

نمک حلال۔ وفادار۔ خیر خواہ۔ عقیل۔ عالی دماغ دیوان کے حقوق کو خوب ادا کیا۔ مگر ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

لاپروائی۔ استغنا۔ گستاخی۔ جو بعض اوقات بےادبی کی حد تک پہونچ جاتی ہی۔ سب خاک مین ملا دیتی ہی۔ تم تو اپنی سی کر گذرے۔ آگے جو جیسا کرے گا۔ ویسا پائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ سکہائے پوت (یعنے بیٹے) دربار نہین جاتے۔ قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تہا۔ بادشاہ بہی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے۔ وزیر انجام بین نے اپنی اولاد کی آیندہ بہبود۔ اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجہا کہ میرا لڑکا حین حیات اگر دربارشاہی مین حاضر ہوکر کاربار سیکہا کرے۔ تو غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو دقت نہ پڑے۔ وزارت بہی بلاتکلف خاندان مین قائم رہے۔ مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے صاحبزادے ہی تھے۔ باپ تو ریاست کے وزیر تھے۔ صاحبزادے احمقون کے بادشاہ نکلے۔ تاہم وزیر پُرتدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر اطمینان کرکے خیال کیا کہ کچہ نہ کچہ میرے جیتے جی سیکہ جائین گے۔ آگے کام چل نکلے گا۔ چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کرکے خود تو دربار نہ گئے۔ مگر صاحبزادے کو بہیجدیا۔ اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑہا دیے۔

اول۔ پہلے بادشاہ۔ اور پہر ولیعہد کو نہایت ادب اور محبت سے سلام کرنا۔ کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چہوٹے خواجہ ہین۔

دوسرے۔ چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو۔ کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا۔ جب بادشاہ اشارہ کرین کسی اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

تیسرے۔ اگر کوئی بات بادشاہ پوچھین تو نہایت نرم اور میٹھی باتین کرنا۔

اب سنیے حضرت داخل دربار ہو کر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہین۔ کہ پہلے جاتے کے ساتھہ ہی باآواز بلند پکارے "بڑے کھوجنیا تھکا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہو گا (تجھے بھی) سلام۔

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈھنے۔ آخر ایک گوشے مین سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی۔ آپ اوچک کر اُسپر بیٹھہ گئے۔ بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا۔ جواب ملا۔ "روئی ریشم۔ سمور۔ قاقم"

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہے۔ ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا۔ برفی"

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا۔ حکم دیا۔ اس مردود مجنون کو نکال دو دربار سے۔

گھر پر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کہو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہین۔ اجی بہئی جائیے ابا۔ آپ نے کس دیوانے کے پاس مجہی بہیجا تھا۔ جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا۔ مگر بادشاہ ہین کہ کسی طرح خوش ہی نہین ہوتے پہلے تو ہمنے دونون کو سلام کیا۔ آپ نے خواجہ کہا تھا ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا۔ بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہہ تھی نہین۔ ایک چوکی بچھی تھی۔ اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے۔ زیادہ گنجائش نہ تھی۔ آخر کار بعد تلاش ایک کونے مین دیوٹ سب سے بلند رکھی تھی مین اوسپر اوچک گیا۔

مزاج پوچھا۔ مین نے کہا روئی۔ ریشم۔ سمور۔ قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی۔ وہی مین نے بتایا۔ مشغلہ پوچھا لڈو۔ پیڑا۔ برفی کہا۔ اسپر بادشاہ بہت خفا ہوئے۔ آپ ہی فرمائیے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہی"

وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا واقعی سکھائے پوت دربار نہین جاتے۔ نتیجہ سخن یہ ہی تم نے بھی سلام لیا۔ اور باوجود مخالفت بٹھایا۔ مزاج پوچھا۔ مشغلہ دریافت کیا۔ بعد حد ہوچکی۔ آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔

اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔ مگر کبھی کبھی نہین بھی ہوتین۔ ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کے واسطے جابجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔ وزیرون کو کون پوچھتا ہی۔

اس موقع پر یہ بھی گوش گذار کرنا ضرور ہی۔ کہ جو کچھہ کرنا اپنے بہروسے پر کرنا۔ قدیم فرتوت پیرانہ سالی اور بوڑھاپے کے مارے سست تدبیر ہورہا ہی سوچتا بہت ہی۔ کر کچھہ نہین سکتا۔ ڈاک کے گھوڑے۔ کری تلوارین۔ سردیا سے پڑاتے کام نہین دے سکتے۔

دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔ مگر تھوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہو گئی ہے۔ دو چار چلتے پرزون کی بدولت۔ اونہین کے پھیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔ احکام کی خوبی وبدی۔ ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہی۔ انقلاب مین نفع ذاتی وصفاتی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختہ انتظامی اُلٹا کرتے ہین۔ اُنکو دوزخ جنت سے کام نہین۔ اپنی حلوی مانڈے سے مطلب ہے۔

گھوڑ دوڑ۔ تفریح امرا اور رؤسا کی واسطے مردانہ کھیل ہی۔ مگر وہی "بوقت فرصت" ہم نے یہ بھی سُنا ہی بعض بعض لوگ عہدونکی سوداگری کرتے ہین۔ اور غالبًا یہی وجہ اور بھی بار بار انتظام بدلنے کی ہوگی۔ خیر سر دست اور کچھ نہین۔ اس تجارت پر محصول جنگی تو تم بھی قائم کردو۔

اور بھی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین۔ انشاءاللہ دوسرے خط مین لکھے جائینگے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

ڈیر۔ مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکھہ چکا ہون۔ کہ تمکو اپنے ہی دل سے استخارہ کرنا چاہیے۔ اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق تمہاری قلمرو مین باقی نہین رہا۔ نہین۔ ہین۔ اور متعدد ہین۔ مگر اون کو پہچاننا۔ اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے راے لینا اور اوس راے کو میزان عقل مین تولنا تمہارا کام ہی۔ دیکھو تمہارے وزیر مرحوم نے کیسے کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے۔ مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تھا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تی۔ یہ سمجھہ لو جسقدر تیز جست چالاک گھوڑا ہوگا۔ اوسیقدر سوار کو اور بھی ہوشیار بیٹھنا ہوگا۔ مین تمکو ایک لٹکا فقیر دن کا بتاتا ہون۔ گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے کی وجہ سے تم قدر نہ کرو۔ مگر سمجھہ لو کہ کشود کار۔ سرانجام مہمات۔ حصول مقصد

کے واسطے منتر ہی تو ہی - اور خزانۂ ترقی کے لیے کلید ہی تو ہی یعنے جب غور کرلیا کہ یہ امر ہماری ذات و صفات کے واسطے مفید ہی - اور اسکو تکمیل تک پہونچانا ضروری - تو پھر ہر وقت ہر لمحہ - ہر جگہ اوسکا خیال رکھنا فرض ہے - اسی کا نام دُھن ہی - جب تک اسمین پکے نہوگے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا - تمہارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دہنین تھین جنمین وہ سوتے جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تھے - تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا - پس وہ فکرین ہی اسی طرح کی تھین کہ جہان تمکو اور تمہارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بھی کرتین - پس اب اون حضرات نے موقع اور گھات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جھگڑے بکھیڑے شروع کردیے کہ تمکو ریاست ملنے پر دُھن نہ بندھنے پائے - گو تم کم سن تھے مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی واپسی برار کی خبر نہ سنتے ہو - اوس کو مرتے مرتے یہی دہن رہی - اب انصاف کرو - اوسکے بعد پھر بھی کبھی اسکا چرچا ہوا - ملک وہی - والی ملک وہی - برار وہی - سرکار وہی - مگر افسوس انگریزی مثل "دوکوشش کرو کوشش کرو - اور پھر کوشش کرو" پر عمل کرنیوالا نہین - ممکن ہی تمہارے دلپر ایسا اثر ڈالا گیا ہو - کہ واپسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہون - یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو - مگر سمجھ لو اگر تم کچھ کہوگے تو ایسے ہی مہمات سر کرنے سے ورنہ کٹھ پتلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی -

ایک اور بات اخیر مین کہتا ہون - کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض خواص خدا کیون مانگتے ہین - صرف یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر مختار

اور کسی قدر مجبور پاتے ہین - اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے
اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو بہمہ وجوہ مکمل اختیارات
رکھتی ہو - پس وہی ذات خدا ہی - غرض یہ کہ جو کچھہ ہین یہی لوگ حضرت اختیار
صاحب ہین - جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنی ہی اختیارات
وسیع رکھا کرتے ہین - تمہاری طبیعت نے بہی دانستہ یا نادانستہ تمکو اسی وادی
پر پہونچایا ہی - اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گھوڑ دوڑ کے
چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکھو - اور کسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو
یا وزیر کا بہائی - عزیز ہو یا قریب - کسی کو نہ دو - میری صلاح تو یہانتک ہی -
اگر ملک غارت ہی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لٹا دو تو اپنی اختیار سے -
کسی پیادے کو نوکر رکھو اپنی اختیار سے - غرضکہ جو کچھہ چاہیے کرو اپنی اختیار سے -
ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی ویسا ہی -
مگر اہل سیف کی جانب بہی تمکو توجہ چاہیے - پرانے اور قدیم طریقے نے تمہارے
خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا - نہ تمہارے صندوقون مین رکھا - بلکہ
اکثر جمعدارون کے پیٹ کی پیٹ مین اولجھایا - اسکا انتظام بلطائف الحیل
نہایت سہولیت سے کرنا چاہیے - کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بہی چند امور باقی ہین - اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گذار
کیے جائینگے -

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ مین نے جو آپ کے نام خطون کی بہرمار شروع کردی ہی۔ اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچہہ دنون یاد کیجیے۔ جسقدر کم توجہی کی شکایت تہی غالبًا وہ رفع ہوگئی ہوگی۔ اور کچہہ کچہہ آنکہین کہلی ہونگی۔ کہ ابتک مین نے کیا کیا۔ اور کیا کرنے کو باقی ہی لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر ایسا مضطرب الحال بنائے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچھے نظر پہیر دیتا ہی۔ خیر یہ تو امور اتفاقی ہین۔ چارہ ہی کیا ہی۔ اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی۔ اور ہمیشہ پہیلیان بجہایا کیے۔ کہ وہ کیا ہی۔ کہ بہت ہے اور پہر نہین۔ یعنے انسان۔ مگر خدا کی عنایت سے کوئی نہ ملا۔ اس سے یہ نہ سمجہنا چاہیے کہ اوسوقت کوئی بھی انسان نہ تہا۔ بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ مل سکا۔ اسپر کوئی کام اونکا رک رہا نہ انتظام ملتوی۔ ایک نے سلطنت کی شاخین۔ انتظام کی سختیان ڈہر تک پہونچا دین۔ دوسرے نے ایک جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی پس اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رُکے نہ رہو کسی نہ کسی طرح جہگڑا

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تہا۔ اگر لوگ پوچہتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکہتا ہون تمہارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین اور دیگر امور مین کلیہ یاد رکہو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق و معشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑ لیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولہن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹہساٹہس بند ہونا۔ وہ گوند کی چار چار تہین۔ وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزوٗن۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطحہ معشوق نوخیز کے سینہ و بازو کی طرح اوبہرے اور بہرے بہرے۔ وہ اعلی درجے کا کاغذ وہ انتہا کی خوش خطی۔ وہ خوشبوؤن مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت الفت شکوہ و شکایت۔ راز بتاتے۔ لب اور پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑ لیتے ہین لفافہ دیکہکر

پس ہندوستانی رئیسون کے ساتہہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا۔ وہ مراسلہ لانا۔ وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان۔ وہ اخفا مین اہتمام۔ جو کچھہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی۔ ہان (سر ہلاکر) اچھا تو ہی۔ تمہاری خاطر کسکو منظور نہین۔ خصوص جب تم ناراض بھی نہ کرو۔ امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ۔ مشرق کے جانیوالے کو سمجھہ لینا چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا۔

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمہارے مدار المہام کے چھوٹے بھائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمہارا خاص مشغلہ ہی) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور خود بازی جیتے۔ اونکو اور تمکو مبارک۔ اگر حیدرآباد کی مدار المہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پھر کیا تھا۔ ترقی و تنزل مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتھہ امور اتفاقی لازمی ہین۔ پس یہ بھی اونہین امور اتفاقی سے ہی۔

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی۔ پارسی نہ مدراسی۔ انگریزی نہ ارمنی۔ مین تو باشندۂ دنیا ہون۔ میری نظر وسیع مین سب یکسان۔ پس میری صلاح و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہوسکتا۔ فی الحال ہندوستانیون دکنیون کا چڑھاؤ اوتار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی۔ تم کو لازم ہی سب مین اپنا مطلب مقدم رکھو۔ نہ وہ افراط کہ ادھر سے کوئی بھی بال کترا فیر ہو دے جھاڑن کا کوٹ پتلون پہن۔ کھرے گھاٹ نیچری بن۔ سید صاحب پیالہ پی چھٹی کے چادر گھاٹ جا اوترا۔ اور آنکھہ بند کر تمہارے یہان سے تنخواہ۔ عمدہ جگہہ۔ کام۔ سب بگٹٹ چلا آتا ہی۔ بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکھا نہین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی۔ عہدے نے سلامی اوتاری۔ اور ترقی کی چوکڑی پر یہ جا وہ جا۔

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ ہندوستانی نکالی جائین۔ ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ ایک دوست نے پہلیندرے کہلائے۔ ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا۔ پوچھا کہان پیدا ہوتا ہی۔ اَمُ کو آنجا لے چلے تو برا مُہربانی ہو۔ دوست صاحب نے ایک پہلیندرے کے درخت کے نیچے جاکر دکہا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین۔ جتنے کہائے جائین کہاؤ۔ آغا صاحب لگے ذوق شوق سے کہانے۔ اتفاق پہلیندرون کے ساتھہ مین کئی بہونرے بہی مرے پڑے تھے۔ آپ ایک آدہ وہ بہی چکہ گئے۔ وہ جب دانت کے نیچے پہونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی۔ آغا صاحب فرماتے کیا ہین "تم چاہی جرکرے چاہے مرکرے کالا کالا ہم ایک نہین چہوڑے گا۔ بس کچہہ ضرور نہین ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چہوڑے۔ ہان افراط تفریط ہر شخص کے نزدیک معیوب ہی۔

خیر یہ تو ہو چکا۔ ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ خط ختم کرتا۔ اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون۔

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی۔ اگر اپنی طبیعت درست مزاج صحیح ہے۔ تو ریاست سلطنت عیش عشرت۔ شراب کباب۔ سیر تماشے سب کا لطف ہی۔ بہلا معشوقان پری تمثال۔ ومہوشان خوشخصال

نائے ونوش مستی کا جوش وخروش - کیا مزا دیگا۔ جب ہم پڑے پڑے
مسہری پر بالسم کپیبا۔ اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیرا بلا
رہے ہین۔ تاج پر زر۔ لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بہلا معلوم ہوگا
جسکو فساد خون نے تہیج سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور بے نظیر کو
اندرسبہا اور مثنوی میر حسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر
اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسہ ارادہ وغیرہ) کے
افعال پر جو کچھ پڑتا ہی طب وحکمت گواہ ہین۔ واجد علی شاہ باوجود لحیم و
شحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے۔ اسکی وجہ علی نقی خان
اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچھو۔

شائد تم فساد خون مین شہزادۂ بسمارک کی مثال پیش کرو۔ مگر اتنا
بہی سمجھ لو کہ یورپ مین طرز تعلیم۔ وخیالات۔ وسعت معلومات اور کندی جذبات
انسانی وہان کیسی ہی۔ اوسپر بہی دیکھ لو فساد خون کو فساد عالم اسباب
مین کسقدر دخل ہی۔ جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ
وہنگامہ پیدا کرتی ہی۔

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا۔ غالبًا۔ اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ۔ اور دل مین

سو جو اقبال کا بدل بھوپال کیسا۔ سو اسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمہاری ذات
مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی
واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ۔ اور ٹھونس ٹھونس کر بھری ہین
تمہارے حق مین ایسی دعا تحصیل لاحاصل ہی۔ رہی بھوپال کی تخصیص وہ
خمیر زمانہ دیکھتی ہی۔ اسمین بُرا ماننے کی بات نہین۔ خدانخواستہ کوئی
بد شگونی ہی نہ بد فالی۔ صرف احتیاطاً زمانے کا رجحان یاد دلادینا ہی۔
مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون۔ مگر کوئی زمانہ تھا کہ شجیع اور
بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا۔ قوت فعالہ و منفعلہ موجبہ سالبہ۔
اکٹو پیسیو۔ پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت۔ جنس مذکر و مؤنث کی
منزلت سے ازروے فلسفہ و منطق۔ و مذہب۔ و قواعد زبان بخوبی آگاہ۔
اور ایک دوسرے کے مرتبے و التزام۔ میلان طبعی۔ و خواہشات نفسانی سے
بہمہ وجوہ واقف۔ زمانہ نزاکت محسوسات۔ و ضلالت استبداد۔ و ضعف عقل
و قوت جذبات کو اچھی طرح جانتا۔ اور مردانہ شجاعت اور خاطرداری کماحقہ
پہچانتا ہون۔ پس جو کچھہ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکھکر۔ تمام باریکیان سمجھکر۔
خدا کی عنایت اور تمہاری اور تمہارے بزرگون کی لیاقت سی تمہاری
ریاست اپنی طاقت اعلیٰ سے اچھا برتاؤ رکھا کی ہی۔ تمنے بھی شخصی اور ذاتی
طور سے کچھہ ہی کیا۔ مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے
مردون سے نہو سکا۔ مین تم کو تہِ دل سے سراہتا اور دست اشراقی سے
تمہاری پیٹھہ ٹھونکتا ہون۔ مگر تم جانو۔ سہ

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ　　　معلوم ہوگیا ہمین لیل و نہار سے

بڑے سے بڑے درخت - اور چھوٹی سی چھوٹی گھاس - ہوا کے جھوکون یا گرد و غبار کے ہاتھون - صدمہ اوٹھاتے یا تکلیف سہتی ہین مستحکم مکانات کی چھتین - اور سڑے پھوس کی جھوپڑیان - یکسان ٹپک نکلتی ہین - رفیع مہیب عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین آتشی مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہو جاتے ہین - پس اگر معاملات کا اولجھاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان متردد و متفکر نہونا چاہیے ؎

ز رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم　　　کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہو یا لائق عفو - مگر سر دست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی مضی ما مضیٰ - ہان جو کچھہ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض نہین پاتا - حاکمانہ اور معشوقانہ اداؤن مین ابہام اجمال و راخفا کے ذریعے سے ایسے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طی ہونا دوسری طرح سے ممکن ہی نہین - پس سر لیپل گریفن اور سید صدیق حسن کے ساتھہ جو کچھہ برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی - دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے - اول تو آجکل اسی کی فصل ہی - دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کی موافق مزاج و سرشت بھی ہی - عملدرآمد مین بہت کچھہ تکلف بھی نکرنا پڑے گا -

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کھڑے کئے ہوئے ہین -

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھہ تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پر پہلے غور کرلینا چاہیے کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھہ کس طرح پیش آتے ہین تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے۔ بیس بسوے تو وہ نوبت ہی اسکی نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرما شرمی مڈبھیڑ ہوگئی تو اہل غرض ٹپے گاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔ ع

بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازِاو　　کہ شرحِ حکمۃ العین ست مژگانِ درازِاو

مدت سی میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہے کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلی سے اسفل کی جانب نزول ہوتا ہی۔ اگر تمہارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک تنفس کی گردش چشم کے ساتھہ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ بندہ بشر ہو۔ کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بھوپال کے پولیٹکل شوہر شخصی طور سے جو چاہو کرو۔ مگر پولیٹکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبھالنا۔ انسانی ہمدردی اور جرات کا کام ہی۔ مگر دو مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف اگر ہے رحمدلی کجا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدھر۔ اسی طرح۔ خود غرض-

جابر۔ متعصب۔ شوہر کی اطاعت مین۔ حق رسانی۔ رعایا نوازی۔ معدلت مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر خوص کرو۔ آیندہ اور ضروری امور مین مشورہ دیا جائیگا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا۔ پہلے خط مین مین تمکو چند ابتدائی امور سمجہا اور سُنا چکا ہون کچہہ مضامین باقی رہ گئے تہے۔ جب تک وہ بہی گوش گزار نہ کرلون نہ مجھے چین نہ تمہین تسکین کی امید ہوسکتی ہی۔

جو کچہہ ویسراے کی ملاقات کی نسبت میری راے تہی غالبًا اوسکا حال بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا۔ اب تم اندازہ کرسکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بہی میرے خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین۔

دنیا مین کم و بیش ہر جگہہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت زیادہ ہوا کرتی ہی۔ مگر ساتہہ ہی اوسکے قرائن وہواس ظاہری کی غلطی بعض اوقات ایسے مغالطے پیدا کردیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی۔ عرب کے وسیع کف دست میدان بالو کے سمندر یعنی ریگستان مین جہان منزلون بجز خاک کے پانی کا نام و نشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلتا بھنتا آفتاب مسافر بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پٹریان جمی ہوئین۔ حلق مین کانٹے پڑے ہوئے پانی کی تلاش مین آنکھین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکھہ رہا ہی۔ کہ دور سے ایک بڑی لمبی چوڑی جھیل صاف شفاف نتھرے ہوئے موتی سی پانی سے لبالب نظر آتی ہی۔ وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا سایہ اور عکس۔ آنکھون مین تراوٹ۔ دل مین ڈہارس۔ پیدا کرتا ہی۔ اور وہ بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہی۔ مگر وائے نادانی وہان پہونچکر معلوم ہوتا ہی کہ سراب ہی۔ بجھے دل۔ ٹوٹی ہمت۔ اور مایوس خاطر سے آہستہ آہستہ۔ آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف۔ اور غلطی پر خجل ہوتا ہے۔

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول لینا چاہیے۔ کہ آیا یہ بیل منڈہے چڑہے گی یا نہین۔ دنیا کے معاملات مختلف طور سے مختلف مقدار توجہ کے محتاج ہوا کرتے ہین۔ ممکن ہی کہ ایک لاابالی اپنا اہم سے اہم کام۔

نالہ کرتا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے   وہ مثل ہی کہ لگا تیر نہین تکا ہی

پر عمل کرکے اول جلول طور سے آنکھہ بند کرکے انجام دینے کی کوشش کرے۔ اگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندھا دھند کارروائی سے کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے۔

پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلے سوچ لو۔ یہ کام ہونیوالا ہی یا نہین

نپولین کا یہ مقدر صحیح ہی۔ کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین۔ مگر یہ بھی صحیح ہی کہ کوئی امر یقینی نہین۔ یونانیون کی ایک مثل ہی کہ جام شراب ور لب کے ما بین بہت سی کھنڈتین ہین۔ جو بات اچھی یا بُری رضامندی یا خوشی سے کسی قوم پر عرصے تک مُسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہو جاتی ہی۔ العادت کالطبیعۃ الثانیہ مشہور ہی۔ پس اسی وجہ سے ہندوستان مین عموماً گھر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہر اوا بدل مرغوب ہوتی ہے۔ مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر تو کونہ موکو چولہے مین جھوکو کے مطابق ہی۔ حیدر آباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی پکار ہی تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا۔ نالائق مدار المہام مین مردم شناسی کا نہونا۔ نوجوان رئیس کا انیلا ہونا موجب ہی۔ تم تو خدا کی عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو۔ بخوبی تمام تمیز کرسکتی ہو کہ معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سی واقف۔ جذبات و تعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی۔ کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی۔

یہ بھی بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی زبردستی مسوڑھے دباکر پھر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتی تھے تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذرا سی ٹھیس پر

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگرچہرے کی رونق اور زیبایش کا ایسا ہی خیال ہی تاروں سے بند ہوا لو یا کمانی بنوالو۔ سگھڑ بہلائی ہو جائےگی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلّا (صلاح)

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴

بنام لارڈ ڈفرن

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا
کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔

جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کرلیا جائے۔ اور کچھ لحاظ نہ رہے کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام وتفہیم گنجایش پند و اندرز اس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیبا یا ہندوستان سی اتفاق۔ مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل یہان نہین وہان۔ ضرور بالضرور سہ ضرور کچھہ نہ کچھہ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے آہ ونالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین حالت خستہ کی طرف سے آنکھہ پہیرلی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ع۔

بہوش باش کہ عالم رواروی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سی چراغ

جلتا تھا۔ اور اب اونکا نام و نشان تک باقی نہین۔ اونکی جگہہ خدا جانے کس کس وساوس کا ریزہ۔ کس کس جنگل کا بہا لو۔ کس کس ملک کا جانگلو۔ کس کس اقلیم کا انسان، آکر حاکم بنا۔ وہان ایک ویسراے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس شمار قطار مین ہی۔ پس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبھی کسی زمان و مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد و گرم چشیدہ بوڑھے کے۔ یہ دو جملے محض بیکار اور بیفائدہ ہونگے۔ اب رہی یہ اسوقت بالفعل۔ در نیولا۔ ضرورت اظہار خیالات۔ اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کار امروز بفردا نگذار پر عمل کرنے والا۔ جو مبحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی کرنیوالا ہون۔ جو کچھہ کہنا ہے کہے دیتا ہون۔ اپنی وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا۔ اور مین اپنے اوسوقات کے مباحث مین مشغول رہونگا۔

طلب الکل فوت الکل مشہور ہی۔ جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو نہین خوش کرسکتا۔ مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیے کہ جنسے تمکو مطلب ظاہری تہا۔ جنکی خوشی و ناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تہی اون سب کو اپنی باری سے خوش رکہا۔ مگر یہ سمجھہ لو۔ ایمان و انصاف۔ کانشنس۔ ذری بیڈہب ہین۔ جمہور رعا کا دل کارروائیون کا فوٹو ہی۔ اگر وہان کا عالم خوش۔ اور یہ دل دعا گو۔ اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی۔ تو البتہ موجب فخر و نازش ہی۔ ورنہ مدقوق کے چہرے پر تو مرتے دم تک روپ روغن رہتا۔ دماغ مین تا دم واپسین قوت باقی رہتی ہی۔ اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہی۔ ایک عاشق

اپنی معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہہ گیا ہے۔ شعر

اُنکے دیکھے سے جو آجاتی ہی منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی

رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبریہ سیاست کی ٹرین ہانک دی۔ اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زبردست کو آئے دن مبتلاے زحمت رکھا ع

قول ہی مشہور مطلب کے سو مطلب کے دو

اگرچہ امور زمانہ کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے۔ اور فرش انتظام مین جھرسین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جھونڈ کا النا تمہارے سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے۔ یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے ہاتھون سے با اتفاقات کا کیا علاج۔

جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

تمہاری مستعدی اور جودت بیشک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو نقصان نہ پہونچے۔ اوسکے واسطے چٹکی بجاتے فوج فراہم کر لو۔ مگر جھٹ پٹ ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے۔ جس ترکیب اور عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو دیکھتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے۔ کیا وجہ کہ ولایت کے کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا۔ نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا۔ اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید ممکن ہی نہین۔ فوج کی ترقی۔ افغانستان کی پرورش۔ شہنشاہی

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہو چکا۔ پہر آخر روپیہ آئے تو
کہان سے۔ اور کام چلے تو کیونکر۔ تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین دیسی
نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی۔ تم گہاٹ گہاٹ
کا پانی پئے ہوئے مختلف سلطنتون کے دربارون مین پولیٹکل کُشتیان
لڑے ہوئے۔ دیسی ریاستون سے برسرِحساب رہا کرتے ہو۔ برہما۔ کشمیر
بہوپال۔ نیپال۔ کی کارروائیان کچہ کرنے والے ہاتہہ اور سوچنے والے دل
اور متفکر دماغ کے پورے چربے ہین۔ حیدرآباد دکن کے معاملات ژولیدہ
سے چشم پوشی عقل دوراندیش کی معابازی کا پتا بتاتی ہی۔ جمہور ہندوستان
کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست
و درشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہی جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت
و صولت اپنی ہمراہ رکاب لاتی ہی۔ جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی و منطقی حجت
و اعتراض نہین کر سکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہہ پانچ یا تین نہین ثابت
کر سکتا۔ یا مثلث کے دو ضلعے بقیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین
کہہ سکتا۔ اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا۔ ممکن ہی
جائز ناجائز کوششون مناسب غیر مناسب تدبیرون سے برائے چندے کسی
نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو۔ مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہو جائے
یا ہمیشہ کے لیے ملتوی رہے۔ پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی
پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک
نہ ایک دن ضرور بالضرور ظاہر ہونگے۔ اون کے مخالف تدابیر کرنا

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکڑون سے ہٹانے کی کوشش کرنا۔
"پنجہ بسیمین خود رانجہ" کرنا ہی۔

مین تمہاری خوش قسمتی پر مبارکبا د دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ
نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان
مین کسی اعلیٰ عہدہ دار کی آئی ہون۔

اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر و ایمان کی روشنی مین معائنہ
اشباہ کی ہدایت کرتا ہون۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۵

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایاے دکن کے دس لاکہ روپیہ چپٹ
کرنے پر ہمت باندہی۔ ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے۔
دو ایک سست تدبیر بیست ہمت بہی بستر پاس سے اوٹہہ بیٹھے۔ شہر مین
ظاہری صفائی۔ فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کچہریون کی
ہانڈی چڑہی۔ دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی پٹ سی ہوشیاری کا پوڈر
لگایا گیا۔ تو بہلا یہ تمہارا بوڑہا۔ خرانٹ۔ خیرخواہ۔ کیونکر نہ سمجھے کہ تم اوسکی صلاح
دوستانہ اور مشورۂ مشفقانہ کی آجکل محتاج ہو۔

انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بہی) ایک گروہ
گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی۔ کہین کا معاملہ ہو۔ کسی جگہ کا مقدمہ ہو۔

کسی زمانے سے متعلق ہو۔ یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے گواہی دینے کو موجود۔ اور اکثر حاکم عدالت کو ان جہوٹی گواہیون سے مغالطہ عظیم واقع ہوا ہی۔

پس بعض اوقات اسی طرح عدالت مجمہ مین حاکم دماغ بہی حواس خمسہ ظاہریہ کی جہوٹی شہادت سے دہوکا کہا جاتا ہی۔ جو لوگ اس گُر سے واقف ہین وہ نمایشی ترکیبون دہوم دہڑکے کی چاٹ دیگران پانچون گواہون سے اپنے موافق گواہی دلوا لیتے یا اور کچہہ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرا لیتے ہین کہ اپنا مطلب حاصل ہوجاتا ہی۔ یقین ہی تم فضول آرایش وزیبایش۔ ناچ۔ دعوت تہیٹر۔ گہوڑ دوڑ مین ایسے اولجہ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تہوڑی دیر کو بہول جاؤ۔ یا جو چوٹ مدت سے تمہارے دلپر ہی اوس مین خفت وکمی گوارا کرو اور اگر ان سب مہمات کے مقابل مین ثابت قدم بہی رہو تو پردۂ غیظ وغضب تدابیر سے آنکہونپر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نا معقول مین تمیز نہ کرسکو۔ تمہارے عادات تمہارے مشاغل۔ تمہارا سن۔ تمہاری گپ چپ۔ یا پاسیو ennmmaP مشیردن سے مجہے ہرگز ہرگز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کرسکو۔ اسیواسطے مین نے آج یہ زحمت گوارا کی۔ ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت ہوئی مین تمکو سمجہا چکا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہی۔ حصول مطلب کے واسطے کوشش معقول ومناسب اور ہمت مستقل شرط ہی۔ نپولین سے پلے چہوا وسکے نزدیک کوئی چیز محال نہین۔ پس مین کیونکر فرض کرسکون کہ تمہارے

مقاصد ملکی پورے نہوں گے۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے تمہارے طفلانہ مزاج۔ اور
عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی۔
مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلیٰ تر
رایون پر یہ امر حالی نہ کرسکے کہ تمہارے اور تمہاری والد بزرگوار اور میر لایق علیخان
اور میر تراب علیخان سر سالار جنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات۔
فہم و فراست۔ خبط و حماقت مین آسمان و زمین کا فرق ہی۔ تمکو ثابت کرنا چاہیے
کہ سب وہان پنیری نہین ہوتے۔ نہ سب مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ[۱]
کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہوسکتی ہی۔
نہ ہر گھینگے[۲] والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہوسکتا ہی۔
ایک بات ضروری گذارش کردینا اور باقی ہی۔ اگر جامۂ ریاست تمہاری قامت
زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنا یا

---

۱ ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر پہچانی
اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقا ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہین۔ آپ نے
زجر و توبیخ شروع کردی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے۔ وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے جب وسنے پوچھا
کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے۔ تو فرمانے لگے تمنے نمدا کھالیا۔ ا۔ ا۔ ر

۲ ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خدا جانے کون عارضہ
ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرایا اور دانہ پانی موقوف ہے۔ طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا معلوم ہوا
تربوز کے فالیز مین۔ فوراً اوسنے لٹاکر دو چار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوتر گیا
اونٹ اچھا ہوگیا۔
ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے۔ اتفاقاً کسی روز ایک گھینگھے والا شخص ملا۔ آپ نے اوسکو لٹاکر
حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا۔ ا۔ ا۔ ر

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تہا۔ مگر اب تمہارا منصب ادرہی تمکو یہ امر ہر حال
مین ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتھہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرین
اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دنیا بہی فرض ہی۔ مگر افسوس دل تو
نازک اور اہم معاملات کی تمکو فرصت ہی کسدن تہی۔ دوسرے سب کام
تن تنہا (دیوان کے ہوتے ہوئے) تم کر ہی نہین سکتے۔ اگر ہر ایک ایسا ہی
ہو تو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب دیوان حکومت
کر لیجا یا کرین اوسپر طرّہ یہ کہ حضرت دیوان کچھہ بہی نہ نکلے۔ ڈہول کے اندر خول۔
اعلیٰ درجہ کے مباحث جو بڑے بڑے مدبّرون کو چکر مین ڈالے ہوے تھے۔
اب خواب و خیال مین بہی نہین۔ بقول احمد مرحوم ع

وہ بات کوہ کن کی گئی کوہکن کے ساتھہ

اب تمکو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کرکے ریاست
کی ٹوپی سنبھالو۔ زمانہ بُرا ہی۔ وہ تو کیے بہلے کو دکن مین آرام سے بیٹھے ہو۔
اگر سرحد شمالی کے قرب وجوار مین ہوتے والئی کشمیر کی طرح لو کہلاتے ہی
رہا کرتے۔ کونسل آتا اسٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکھتی ہے
اوسکے واسطے دستور العمل مناسب بننے کی کوشش اور کمال سختی کے ساتھہ اوسکی
تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔ مگر خرابی تو یہ ہی۔ افیون کی پینکی جب مہلت دی۔
بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباچہ۔ تمہید براعتہ الاستہلال تہا۔
بیلی صاحب بلاشبہہ حیدرآباد کی مٹی سے بنے ہین۔ اونکی کارروائیان ویسی ہی
ٹہس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب اور عہدون کے نام۔

سُنتے ہین جب گدہون کی کانی تعداد بن چکی اور بہت سا تخم باقی رہا تو ملائک نے خداوند تعالیٰ کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔ حکم ہوا۔ انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر زمین پر برسا دو۔ چنانچہ چار مینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالبًا اونہین مین سے دو چار تمہاری مصاحبت مین آگئے ہین۔ ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے۔ یعنی چہ۔

تمکو یہ بات ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہی نہ عیش و آرام۔ لہو و لعب کے واسطے کسی سے۔ نا چاقی۔ عداوت۔ شکر رنجی۔ کچھ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین۔ انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجاے۔ ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرحت اس طرح فرار ہو جیسے تمہارے دیوان کے دماغ سے تمہاری عظمت۔ تم خفا ہو۔ خوش ہو۔ لڑو جھگڑو۔ جو چاہو کرو۔ مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو۔ اور خدا کے یہان گنہگار نہو۔ مردم شناسی کرو۔ قدر دانی مین مشق بڑھاؤ۔ ملک کے رنج و راحت کو اپنا رنج و راحت بناؤ۔ تب حق سے ادا ہوگے۔ ورنہ پولو مین کرتب دکھانے یا گھوڑ دوڑ مین بازی جیتنے سے کچھ نہین ہوتا۔ تم رئیس ہو نہ سوار و سائیس۔

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کے عزیز بھائی خدا تمکو نیک راہ پر چلائے جس مین تمہاری بہن شرمندہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکھا کرین افسوس تمہاری بیکاری اور اُسپر شادی کی خواستگاری تمہاری بہن کو تو بڑی خوشی ہے کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بھاوج ملیگی مگر بھائی مین ایک سلیچ ملنے کی آرزو مین سالی کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمہارے گلے مین سنت نبی کا طوق پڑنا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کھانا جو مین نے چھوڑ دیا ہے تو سخت گلوریون کی تمنا نہین رہی۔ سلیچ اور نندوئی کے مزاحون کو بھی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش ہوتا کہ کبھی کبھی دو مُنہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بھی نہین دکھایا کہ سلیچ اوسکے غور و پرداخت مین ہاتھ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچھ زیادہ کر سکین جب یہ کچھ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری فعل ہے خدا کی ودیعت اُس سے بڑھتی ہے۔ مرد کو گھر کے کامون سے چھٹی ملتی ہے کمانے مین جی لگتا ہے۔ گھر کا بندوبست ٹھیک ہوتا ہے مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیئے کہ جب پہلی کا وقت گذر جاتا ہو اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابھی خیر سے بالغ ہونے مین بھی مشتبہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ کہتا ہے اور یون بھی پیر نابالغ نہین کہے جاتے۔ ابھی تو تیئس برس تک تم خدا کی ودیعت اور نبی کی امت کو بڑھا سکوگے پھر عجلت کیا ہے رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپ کی بہی نہین انتظام کا ہیکا ہوگا ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیئے۔ پھر تم پہلے گھر تو بنالو گھروالی بھی ملجائے گی۔ مین تو کبھی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بھوجن ہو یا نہو مگر وہ ہو!!!

لاجلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا مین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی
کہ انسان کا کوئی ایسا سربراہکار ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اوسکی ذات کے خرچ
کر سکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہی اور اُس مال کو خرچ کرنے مین
حفاظت کرنمین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل مین داروغہ خانسامان کی ضرورت
پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھ کرین اپنا مال نہین سمجھ سکتے ہان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی
رسم کے بموجب ارد ہنگ[1] کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی
بھی ہوتی ہی یہ حق رکھتی ہی پس جب انسان کے گھر اور مال ہو تو ضرور شادی کرلے۔
بھائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہو یا نہین ۔ اگر نہین ہو تو اپنے ساتھ ایک اور نیک بخت کو
کیون خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا سینٹ کی . . . . . بنا ہی تو ہو مرے کر دس دنکے بعد
اونکو پڑوسیون کے سپرد کرکے نوکری کی تلاش مین نکلو جہیز کا زیور زادراہ کیواسطے
کافی ہوگا سال بھر مین وہ بارہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدرآباد اور گوالیار کا سفر جب زادراہ
چُک جائیگا تھکے ماندے گھر مین آنا نکٹھو تو خدا بنا ہی دیگا۔ بی بی گٹھری ٹٹول کر نوٹون کے
دہوکے مین امیدواری کی عرضیون کے صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی
مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تھا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً کہین
اور جائے گا وہ پھر اوسی مصیبت مین مبتلا اس شادی سے تو کسی . . . . تو تم
دو دن کے بعد جس مصیبت مین پڑنا تھا پڑتے وہ تو چین سے رہتی ۔ شادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ
دونون پریشان ۔ نہ خدا کی ودیعت بڑھی نہ گھر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی
خواہش ہی تو لکھنؤ مین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون
نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کرلو۔

[1] نصف جسم یعنے جزو ۱۲

جلد معاش حاصل کرنیکا یہی منشا ہی کہ اوہر ڈپلومہ لو اودہر مخطوبہ رات دن پڑہنے کی
جگہہ کچہری اور سونے کے ٹکرے مین اپنے اور بی بی دونون کے پیٹ بہرنے کی کوشش
کرو پہر دیکہو کیسا جلد دولت والے گہروالے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی
ودیعت بدیعت کے بڑہانے والے مشہور ہو جاؤ گے اور اس حالت مین تو مین ہرگز
شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بہی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی
تب بہی مین باپ کی توت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکہیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل
کے پلے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جہکا تو تحت الثری
سے بہی پلے پار۔ اوپر کو اوٹہا تو گنبد گردون پر جیتر بن گیا۔ چہتر منزل کی کیفیت
دکہادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکہیے ایک ایک دو دو کی جگہہ
چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا چوہی کی اولاد ہوگئی
اس کثرت وارادت کو دیکہکر مرد بیچارے لگے چوہیا کا بل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح
گہبرائے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بہائی مارے گہبراہٹ کا
عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گہس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکہیے
کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوا موفی کا فور ہونے کا دہڑکا تو یورپ
اور امریکہ کی ترقیان دیکہہ دیکہہ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بہرمار سے اور
بہی رہے سہے حواس پیترے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہوتا ہی
تو عزرائیل نے بہی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ ایکی سال بیٹ مین بچہ

گیا رہا ملک الموت حلول کر گئے - جان سولی پر ہو گئی - زچہ جی گیا بچی گویا بچے کے
ساتھون ساتھہ خود بھی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی - اور جو گئی تو قصہ پاک - حکیمونکا
قول ہے - کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی - تو اوسمین
اپنی جان ڈال دیتی ہی - بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ ہروقت بارور ہونے
یا بچہ پیدا ہونے اور پہل پک جانے کے مرجاتے ہین - ایک دفعہ پہل لانے والے
درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی - پس اس طرح
انسان بھی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی - جب تک دورۂ قوانین
قدرت کی روسے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنادن ہوا کیے - کڑیان
جھیل لین - اب انحطاط کا دور دورہ ہے - ابتو عورت کاہیکو سچ مچ کی بچھو ہے -
کیا سبب کہ بچھو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اوسکا پیٹ پھٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی -
علاوہ اسکے یون بھی مرد کی سرمایۂ راحت ہی - اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھہ
نیش رنج بھی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت - گلاب مین کانٹا - پس اسطرح
بھی ان ذات شریف مین نیش موجود - تیسرے بوجہ قربت قرب بھی کہی جاسکتی ہین
الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچھو کے معنے لیجیے - اب فرمایئے انمین اور بچھو مین کیا
فرق - طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضاے طبیعت کا ثبوت ہی - یہی سمجھہ قانون قدرت
نے بھی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کر لی - اور بھی ایک بات اور بھی ہے
بڑی بوڑھیان تو آپ جانیے پاؤ تولہ باون رتی تلی ہوئی بات کہا کرتی ہین
اگر غور کر کے دیکھیے تو معلوم ہوگا - جہان کسی کے بچون کو ایک دو تین کر کے
گنو - اونکو وسواس ہو گیا - بدشگونی ٹھہرادی - آپ دیکھیے تہذیب اور

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بے وقت
جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا
رہی ہی۔ بتاؤ تمہارے گہر مین کے آدمی۔ کے بچے۔ کے بوڑھے۔ کے جوان
کے لڑکے۔ کے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھالیا
اور دفتر پر چڑھاکے .... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین
دن۔ ٹو۔ تھری۔ جوڑ جاڑ تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا
پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانون مین اتنے مرد
اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوتی ہین
پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی
آخر کسی نہ کسی کی نظر ہو گئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو
دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار
درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے
کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر
چھری پھیرنا شروع کردی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے مینڈکون
کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہوگا۔ نہ مردم شماری کے
نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بہر لیا سو دوسو
برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کرلی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا
یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہوگا۔ الغرض بیان مصائب
اہل بیت آسان نہ۔

مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی

(عبدالرحمن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کی خیالات ہم تک کیونکر پہونچے
مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرنیسے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹرک ایسڈ
مین چاندی۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے۔

امیر عبدالرحمن خان

لاحول ولا قوۃ۔ عجب مخمصے مین جان ہی۔ پای رفتن نہ جای ماندن۔ اس ملکداری کی ہوس اور
دوستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھے بٹھائے یہ عذاب اپنے سر لیا اپنی مزے سے بسر ہوتی تھی
اللہ رازق تھا ہر حال مین دیتا کچھہ آرزو بہی نہ باقی رہی تھی سبطرح کے مزے لے چکے تھے ؎

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

جی چاہا ادہر اُدہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی تخت و تاج کے جھگڑے دیکھے تسبیح مصلے کے
جلوے نظر آئے دنیا کے بکھیڑون سے مطلب ہی نہ تہا۔ روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا۔
انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بہگایا۔ مارا چہ۔ مگر اس طمع کو کیا کیا جائے
نہ رہا گیا ملک خالی ملا۔ گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہوجائے۔ مثل مشہور ہی "خانۂ خالی را
دیو میگیرد"، چلو بہئی تم بہی قسمت آزمائی کرو۔ یہان یہ کیا معلوم تہا انگریز لوگ بیکار سمجھکر سر سے بوجھہ
اوتار نیوالے ہین۔ لو صاحب مجھہ بیچارے کی گردن پہنسا ہی تو دی۔ واہ خوب سلوک کیا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید — قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اب ایک طرف انگریزون کی احسانات اور دہمکیان۔ کہین۔ ادتر آؤ۔ اودھر جاؤ۔
لفٹ۔ رائٹ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ ایک بولی تین کام یہ کیون نہ ہوا! وہ کیون ہوا!۔

تمہاری سلطنت میں ریچھ کیون آیا۔ لومڑی نے کیون ماند بنایا۔ یا اللہ کیا ضغطے مین جان پڑی
چلواس سے تھوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبرا یوب دور سے غرّے ڈبتے بتانے لگا۔ رعایا ہی
کہ مجھہ بھکوے کی ایک نہین سنتی۔ ای لو یہ سب کچھہ تو تھا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجھتی ہی
مردبیرآ جھے۔ .... ہندوستانی بوکھلاگو۔ کوئی تو کہتا ہے
ہرات پر روس قبضہ کریگا تو انگریز قندہار لینگے۔ کچھہ حصہ ایران دبائیگا۔ ارے یارو مجھہ
بیچارے کو کیون بوکھلادیا ہی۔ میرا ملک نہوا تمہارے بابا کا مال ہوا۔ اگر روس درانگریز دونین
چشمک ہی اپنے سمجھوتہ کرلین میرے ملک پر کیون دست درازی ہے۔ وہی مثل ہوئی
دد کھسیانی بلّی کھمبا نوچے مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون۔ روس سے ملتا ہون تو انگریز دو ہی
دن مین چھٹی کا دودھ یاد دلائینگے۔ نہین تو روسی ملک چھینے لیتے ہین۔ بھئی واہ۔ ع

دونونکی ضد نے خاک مین ہمکو ملادیا

گھوڑے گھوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ لے بھلا پوچھیے۔ مجھے ان باتون سے کیا مطلب
اپنے انگریز جانین روس جانے ؎ گوش خرد ندان سگ " حیرت مین ہون کیا کرون۔
اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سے استغاثہ کیا جائے۔ اب یہ فرمایئے کس ؎ بارمین داد بیداد مچائی جائے
صرف ایک احکم الحاکمین ہی وہ قیامت کے دن اجلاس کا وعدہ کرتا ہی۔ چلو۔ ع

تا تو ہمن میرسی من بخدا مے رسم

اگر یورپ ہوتا اور ہمعصر ولسنے کہا سنا جاتا۔ یہ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹکل کالج کے ناہموار
طلبا کے واسطے گیند دہڑکے کا میدان ہی۔ جو جی چاہتا ہی کرتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہی نہین۔
اب میرے واسطے سر درست سوا اسکے اور کچھہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے
انگریزون سے روپیہ اینٹھون۔ پھر دیدہ خواہد شد۔ کسکی رہی اور کسکی رہجائیگی۔

انڈے بچے والی چیل چلہار

بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم مین جان تازہ
پھونکنے ۔ چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ
چپ شاہ کی بالکی بنوہی بنی ۔ مُنہ مین گھنگھنیان بہرے بیٹھی رہین ۔ اجی توبہ کیجیے
بولین اور بیچ کہیت بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کہیت مین پہندیت
بٹیر ۔ بلکہ گلا پہاڑ کے ۔ غل مچا کے ۔ سارا شہر سر پر اوٹہا کے ۔ جس مین یہان سے
لندن تک تو خبر ہو جائے کہ لکھنؤ مین بہی کچھہ انٹی بہائی ہین ۔ چنانچہ یون تو عرصے
سے سٹر پٹر جلسے ہوتے تھے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق ادا کرنے یا مستحق بننے کی
کوشش کرتے تھے ۔ مگر جب دیکہا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آپہونچا ادہر
لفٹنٹ گورنر بہادر بہی شہر مین تشریف فرما ہین اودہر حضور ویسرائے بہی عنقریب
دربار فرمانے والے ہین ۔ چہتری سرکس بہی تماشے کر رہا ہی ۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی
بہی آتی ہی ۔ ان حضرات کو بہی مثل عارضہ متعدی پچ بچی چہوٹی ۔ بے چینی بڑہی
مادہ ہیجان مین آہی گیا ۔ اور ایک بار آنکھہ بند کرکے کچکچا کے " عظیم الشان جلسہ
انٹی کانگرس " کا اشتہار دے ہی دیا ۔ کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی ۔ وقت
گزر جاتا ہی ۔ بات رہجاتی ہی ۔ اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو " منجانب
مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۳ ۔ دسمبر ۱۸۹۹ء بمقام بلند باغ کانگرس جلسہ سالانہ
لکھنؤ مین ہونیوالا ہی اوسمین کچھہ تجویزین قرار دی جائین گی اور کہا جائیگا کہ وہ کل
باشندگان شہر کی ہین ۔ حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے

چہ ہند وچہ مسلمان ابتدا سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک ہمیں
لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے
دن مکان انجمن رفاہ عام مین قرار دیا گیا ہے لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام
حضرات اہل سلام...... اس جلسے مین مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کے
شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیرخواہ بنین "

یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن مین اکثر گفتگو ہی مگر ایک
بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو جو تکلیف
دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی۔ کیونکہ اپنے انٹی بہائیون سے کچھ بعید
نہ سمجھیے کہ کنجرون کی طرح مع متعلقین جلسے مین آموجود ہون۔ کیا معنے کہ جب اعزا
و اقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بھی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بھی
غالباً ود المشتہر " خمسہ یعنے خان بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم نواب
آغن صاحب۔ مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری۔ حکیم محمد رضا خان بہادر
شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گھربسی۔ یعنے گھر کے لوگون
یعنے لڑکون کی والدہ یعنے لے جی یعنی بیگم خانم صاحبہ۔ یعنے جورو جی۔ یعنے زوجہ
معظمہ طال اللہ پائنچہا وآنچل لڑو ٹپہا علی رؤس الشوہرین الی یوم الوفات بل
بعد الممات کو کہتے ہین۔ تو ان ذات شریف کا اوٹھ کھڑے ہونے مین کوئی کسر باقی
نہین رہی جس طرح تھیٹر۔ سرکس۔ گھوڑ دوڑ کے جلسون مین اکثر اتفاق ہوتا ہی
اوسی طرح یہان بھی آدھمکینگی اور یہ بھی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گھر یون شریک ہوگا
تو اوس دن ضرورت کا سامان بھی ہمراہ ہوگا۔ خواصین پیش خدمتین شیرخوار بچے

جسکے ابہی ٹیکا لگا ہوگا اور دانہ اوبہرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہو رہا ہوگا- پہر اوسکا گہوارہ - پالنا - جہنجہنا - چُسنی - انا - چہو چہو - مع برادر رضاعی اسکے علاوہ بکری کا بچہ - چند خرگوش اور چینی چوہے - طوطے کا پنجرا جو ریز کم کرتا ہی اور خاص اس مصلحت سے آئے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے - باورچیخانے کا بگلہ انا کے صاحبزادے نطفۂ ناتحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلہ - چہوٹی صاحبزادی کا گلہری کا بچہ - بی گربہ خانم مسماۃ پُسی - کبوترون کی کابک - مرغی کا ٹاپہ - بٹیرون کے تہیلے - بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچہ دان - آفتابہ - آئنہ - اُگالدان - طشت - تسلہ - لُوٹا - ڈہولک - بایان - مجیرے - بچہونے - گاؤ - بچّے کے پوتڑے - نہالچے - لحاف - توشک سلامتی سے سبہی ہوا چاہین - پس معلوم ہونا چاہیے اسکا کیا سامان کیا گیا ہی - اور ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی - یعنے اِن سب کا کرایہ کون ادا کریگا - بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی - دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا معنے متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بہی گہر سے باہر نہ نکلنے پائینگے - پہر اگر مع اعزا واقربا واحباب ومتعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی جانب سے اُن سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے - پہر اللہ نے چاہا تل دہرنے کو جگہہ نہ ملیگی - ہمارے انٹی بہائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کہٹولا لیے موجود جلسہ ہونگے - طاعون والے جلسے مین تو دوکانین بند تہین اس دفعہ چولہے تک گہرون مین نہ گرم ہون تب کی سند - بگڑ جاے اوستاد خالی - ایک بات مشتہر صاحبان بہول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر

رنڈیون۔ خانگیون کا کہین ٹھکانا نہ کیا۔ جو ایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین ہونے کا پیشہ اوٹھائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی جدن۔ بی چودہرائن۔ وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا انٹی بازون کیا بڑون بڑون تک کو ہوگا۔ پس اُن کی طرف سے آنکھین پہیر لینا یعنی یہ۔ مناسب ہے بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگہیان۔ پالکیان۔ ڈولیان ہون وہان یہ پہلے نہ ہون۔ واللہ انٹی ونٹی تو چار دن کی بات ہی۔ سابقہ انہین سے پڑتا ہی۔ اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچہا تو بہتون سے برادری ترک ہو جائیگی اور پہر شادی بیاہ ہونا۔ ناچ گانے کے جلسون مین رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفردائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نمک بہ جراحت ہوگی۔ یہ سمجھ لین انکی پیشوازی گورنمنٹ بہی اندرونی قوت رکہتی ہی۔ انکا سکّہ دلون پر چلتا ہی۔ انکے طبلے کی گمگ نانک متی توپ۔ سارنگی ہنری مارٹنی۔ مجیرے مگزم گن سے زیادہ توڑ رکہتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنا مائٹ یا ٹارپیڈو ہی ہین۔ انکے توڑ کا کیا پوچہنا۔ بلکہ سچ پوچہو تو یہ لوگ سُرنگ ہین جلسے اکثر خاندان کے خاندان اوڑ گئے ہین پس ان کی زد سے ضرور بچنا چاہیے۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

راقم

ساتھ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈکی بھی چلی مدارون کو

مرزا پچھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف مچھو بیگ پنچ کی نامہ نگاروں میں ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث اعلیٰ مرزا عطاء اللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ پادشاہ اودہ کی فوج میں کمیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔ لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کرکے مشغلہ شعر و سخن کی جانب بھی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف میں بھی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی میں آپکا نام اُردو زبان کے اساتذہ اور محققین کی فہرست میں داخل ہو گیا تھا آپ مرزا نسیم کے شاگردوں میں سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح و شدید القویٰ جسم و قوت کے اعتبار سے (بقول حضرت حسرت موہانی) شاعروں میں ناسخ ثانی کے نام کے مستحق تھے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تھا کھلتا ہوا۔ دو پلی ٹوپی انگرکھا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بھی مرغوب تھی لیکن آخر عمر میں کبھی کبھی کوٹ پتلون بھی پہن لیتے تھے۔ لطیف و ظریف خوش بیان و خوش گفتار اپنے چھوٹوں سے بھی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تھے۔ آپکے ملنے والوں میں پرانی وضع کے لوگوں میں اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگوں میں منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر اور منشی محمد سجاد حسین صاحب تھے صلح کل و مرنجان مرنج کی یہ کیفیت تھی کہ مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی لوگوں کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ سنی تھے کہ شیعہ آپکے شاگردوں میں منشی بالمکند گپتا مرحوم اڈیٹر اخبار بھارت

مرزا مچھو بیگ ستم ظریف

انڈین پریس الہ آباد

متر کلکتہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہر دلعزیزی و بے تعصبی کا ثبوت ملتا ہی۔ حضرت حسرت موہانی کہ جنکے لطف وکرم سے یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین ؎

"آپ کے نظم و نثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۵۷ء کے بعد کے ہین۔ مرزا تسیم مرحوم بھی اسی زمانے مین دہلی سے لکھنؤ تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سمند ناز پر تازیانے کا کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روزافزون ترقی کے ساتھ پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتاے روزگار اور سخن سنجی مین استاد قرار پائے۔ لکھنؤ کی مشہور ظریف اخبار اودھ پنج مین اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۲ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے بے مثل و نظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہی۔ تذکرۂ شعرا کے مانند جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بھی مرتب کیے جائین گے اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقۂ اول کے انشاپردازون کی فہرست مین ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنؤ کی زبان اور محاورون کی جتنی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی اسکا اندازہ انکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جاسکتا ہی۔ افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین حصے بھی چھپ جاتے تو اُردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب مجموعہ مرتب ہوجاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولانے علم ادب کے متعلق اودھ پنچ سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمۂ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت مین چھپوادیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہی۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی نیرنگ خیال معروف کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بہ جملہ اصناف سخن آپ کے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہی"

گرما بگذشت و روبکاری ہی وہی

سرما بگذشت و روبکاری ہی وہی

برسات مین سب سے بڑھکے چھیچھالیدر

برما بگذشت و روپکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت ـ کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا بہی بقول جُلاہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گہڑی مین کچہ اور گہڑی مین کچہ یقین ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ابہی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ دسات قرآن درمیان) کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا ـ کس شدت کی کیسی دہوان دہار جلا ہے کی گرمی تہی ـ اے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدھمکے لگا دنا دن مینہ پڑنے پہر لے میرے بہائی ابر ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چوطرفہ سے گہرا چلا آتا ہی پانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسونگا موسلا دہار ـ جہاجون برس رہا ہے ـ چار ہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی ـ نالے ندیان دریا سمندر کا بچہ جدہر دیکہو عالم آب کا م کا جی پسینے کے بدلے مینہ مین شرابور ـ رات کیسی دن کو بجلی بن گہٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین ـ بجلی کی چمک پہر اوسکے بعد گڑگڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتی ہین یا فرشتے عالم بالا کی چتین کوٹتے ہین ـ تاریکی وہ کہ ہاتہہ کو ہاتہہ نہین سوجہتا اچھے خاصے

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظ جی بنے چلے جاتے ہین مکانات ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہاے ڈولے مین تھے۔ اب جو پانی برسا کسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑا ارڑا دھڑیم کرکے پشت بزمین رسید ہوئے۔ اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج معشوق کی طرح ملتے نہین۔ برقنداز بہادر جیسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین اور بھی خون کے پیاسے ہوگئے چالان ہی کیے دیتے ہین۔ دوڑتے دوڑتے پھیپھڑی کیسے ہاتھ پائون تک بھول گئے مگر بارہ بارہ چوبیس کوس مزدور کا پتہ نہ لگا۔ بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان باندھکے رکھیے نہین رکتا پٹا توڑائے بھاگا جاتا ہی۔ سوا گردن ہلنے کے ہونکارا زبان ہی سے نہین نکلتا سوا نہیان کے ارسیان چار آنے آٹھ آنے روپیہ دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے۔ جی نہین اون ہون یہ بھی وکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈبلو آختہ ہوئے۔ لے توبہ استغفراللہ پائون کی طرح زبان بھی پھسل گئی کدہر کی کدہر ہو رہی ہی۔ اب لاحول لاقوۃ الا باللہ ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پُر ملالت مقدمۂ مذکورۂ بالا جس سے بڑھکے کوئی مرض لادوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف کچہری کی اللہ اکبر۔ استغفراللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لیجیے نیت بدھ ہو گئی نماز توڑ نی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے کے ہی کہ فصل کا کچھ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی دورنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھ نہین ہوتا

خوش نصیبون کو اسمین بہی خوشی ہی چین سے گہرون مین بیٹھی ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پہر واہ جی واہ پانچون گھی مین اور سر کڑہائی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے تمتین مرادین مانی جاتی ہین۔ شعرا مین کشتی مےکا
اوتارا برسات ہی کے گہاٹ پر ہوتا ہی۔ جب سنیئے ؎

تند دپر شور وسیہ مست زکوہسار آمد   میکشان مژدہ کہ ابرآمد و بسیار آمد

کا ترانہ۔ اُردو والے ؎

گرہ مین زر ہے رندون کے گہٹا اوٹھی ہی اوترسے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین مین برسے

کے شور غل سے کان پہوڑے ڈالتے ہین۔ نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکھیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین معشوق لوگونکا یہ پیار اُمنہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لئے اوٹھا رکھی جاتی ہین۔ جہان
اک ذراسی گہٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گہر گہر کڑہائی چڑھ گئی۔ چھُنن
مُنن کی آواز آنے لگی۔ کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجاد ہوے
بی منہدی خانم کی قدرو منزلت شاید سال بہرتک ایسی کبھی نہین ہوتی
جب دیکھو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک وحسد سی ہاتہہ ملتے ہین
جہولون پر لہک لہک کے سال بہر کی دل کی بہڑاس نکالی جاتی ہی۔
لہری بندے جب دیکھو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یادش بخیر بقول کسے ؎

ہوس گل کی کبھی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تھا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سب سے بڑھ کے عیش باغ کے میلے جنھین افیونیونکے دلسے پوچھا چاہیے۔ وہ خاکی پریزادونکے بناؤ بیفکرون خوش نصیبون کے جماؤ۔ تنبولنون اور ساقنون کے ہجوم۔ سودے سُلف والون کی دھوما دھوم کہین پٹی دھڑا کا میان بیوی لڑاکا کی پکار۔ کسی طرف شاخین سہال گولیان مزیدار جابجا ہنڈولے گڑے۔ کبڑیون کا ہلڑ۔ ارے میان ملیح آباد لٹادیا ٹپکے ٹپک پڑے کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرماگرم چرپڑے۔ کباب ہین بارہ مسالہ دار دہی کے بڑے۔ بگھیون کے گرد مالی ہار بیچنے کے بہانے آنکھین سینکتے پھرتے ہین۔ جب سنیے۔ ارے میان بیلا یہ پلنگ توڑ بیلا۔ بیلا محبت مین کھلا۔ سونگھا اور گلے پڑا۔ کہین جھولے پر جنتی قمریون کا تانین لگانا۔ مفلس شوقینون کا رانین پیٹ پیٹ کے تلملانا۔ یہ بھی آٹھوین دن کا ڈھکوسلا ہے قسمت درونکو تو برابر چین ہی چین لکھا ہے ہر روز دن عید رات شب برات پھر واہ ری برسات اور واہ ری برسات یہان بلاتشبیہ نقل کفر کفر نباشد بہلے آدمی سے نرے کھرے سائل ہو کے رہگئے۔ جب سنئے سائل یہ چاہتا ہے سائل بعرض کرتا ہے سائل کو اطلاع دو۔ سائل حاضر ہے۔ واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے خطاب بھی ملا تو بھک منگا کنگلون کا سا۔ طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین بلکہ روز لینے کے دینے کچھ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسے اور بندگانِ خدا جو معظمہ مکرمہ بی دیوانی خانم صاحبہ کے چکر سے ننانوے کے

پھیر ہیں بڑے ہین او نہین دن رات وہی جھگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ
وغیرہ کے بکھیڑے جھکڑے کو چرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیحیائی کے
تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی لہنگا وہی ساری جو آگے تہی سو اب بہی ہے
وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچھری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سو اب بہی ہے
وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرج
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سو اب بہی ہے
وہی کپڑون مین کیچڑ کے چھپکے کالی کے دہبے
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تہی سو اب بہی ہے
وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سو اب بہی ہے
اوسی صورت سے ہے ابتک برے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سو اب بہی ہے

قصہ مختصر۔ کچھ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے۔ ادھر کی دنیا چاہے
اودہر ہو جائے اِن مصیبت کے مارون کو وہی ایک دہندہا۔ صبح ہوئی اور موم جامے
کے ٹکڑے مین کا غذات لپیٹ کر مستعد ہو بیٹھے۔ اور مینہ کہلنے کا نام نہین لیتا

سوسلا دہار پانی پڑ رہا ہی۔ گھبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر بنا رہے ہین ٹوٹکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین۔ کبھی رات کے تارے دن کی دھوپ کا وظیفہ۔ کبھی چار مندے چار گندے چار مکر ہارے۔ بدلی گئی پہاٹ پہوٹ تارے نکل آئے۔ کی تسبیح جپنا۔ مگر توبہ بھلی ہی بدلی خانم صاحبہ کا اور گھٹا ٹوپ ہوتا جاتا ہی اب گھڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سیدہی کچہری کی راہ لی۔ مگر قطع شریف اتنی پاک وپاکیزہ کہ مئی جون کے پہننے کا ٹھاٹھہ بہی قربان کیا تھا۔ ١٠ سے واہی واہ۔ پائینچے دونون چڑھے دامن گردانے۔ موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین دوسرے انگریزی وضع بناتے پرانی شریعت کے خلاف چلیے گھوڑے کی گردنی یا پرانی سڑی کملی کا کھڑ ونگا کے دہی مومی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر پٹر کرتے ہوے چلے اب ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکھتے ہین نہ سنتے ہین۔ اکّے والے ہوت اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین۔ جواب کون دے مینہ کے دہاڑم دھاڑ مین کان پڑی آواز تو آتی نہین۔ بڑی بڑائی کسی دلگی باز نے ادہر اودھر کونے کھدرے سے آواز دی بہی تو کیا دوت دوت۔ یہان اوسی کے سہارے ڈوبکیان کہاتے ہوئے رینگ چلے۔ اب ہوا کے سنّاٹے دانت کھٹے کیے دیتی ہین یہان کچہری کا بہوت سوار پیکے سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہین بیکار ہو جائے نہین بشتم پشتم گول دروازے تک پہونچ گئے۔ اب اکے تو جمعرات کی ہی دہن بہت مگر خالی ٹٹو پوشش نچھونا ندارد۔ وہ بہی غنیمت است کہکے بے چکائے

U1274

سوار ہو لئے اور کہا کہ بھائی اکے والے کہان ہو ہمین کچہری لے چلو کے والے
دوکان مین کھڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے لیچلنے کو تو ہم نئی دنیا تک لیچلین
لیکن پہلے آپ آسمان پر جا کے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکہائی نہین دیتی آئے وہان سے لیچلو گے ایسے ہم بید ہے ہین کر بن ناحق
اپنا ہاتہہ منہ توڑ واڈالین - بھائی جان ہمارا مقدمہ ہی ہمین دس بجے ضرور
وہان حاضر ہونا چاہیے رات کے دس بجے تک پہر ُپکار ہو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہی - پہر مقدمہ آپکا ہی ہمین کیا ہم تو بے پانی کہلے خدا بہی ُبلا ئے
تو نہین جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہی تو اور دو قدم ناک کی سیدہ پر
سے چلے نا جائیے ہمین فرصت نہین - اونہہ جہان ستیا ناس وہان ساڑہے
ستیا ناس چلو گاڑی پر چلین - اری بھائی ایک گاڑی کچہری تک لے چلو -
بہت خوب آئیے یہان سائی ہین نکل آئیے اب تو بنا کے بہیگ گئے صورت نہین
پہچانی پڑتی ہی لو ہمارے ُپرانے دہ ہین گو سواریان ہونگی - ار میان اب
تقریرین نہ کرو ہمین جلدی ہی بس ایک سواری اور گھنٹون کا حساب - کیا کہا
گھنٹون کا حساب - تو آپ ضرور کچہری پہونچ میان جی ابہی آغا میر کی ڈیوڑہی تک
کرایہ دو روپیہ کا پہیر دیا کہ بہیا کون اپنے ٹٹوون کی جان لے کہین کچہ اینڈے
بینڈے پانون پڑ گیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جایگا - لیکن آپکی خاطر ہی
خیر دو روپیہ دیجیے لے چلین گے پہر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پانون نہین - اجی تو آئیے میان جی یہ لیجیے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچہ دیجئے گا - کچہ نہین
الکتے ہوئے یہ جا وہ جا سڑک پر سعہ مبالغہ پونی تین قد آدم پانی گنگا جمنا کا دہارا ہو رہی

چلی چین سے کھڑی پیر لگاتی ملاحی کاٹتے - ایک گاڑی ڈوبتی تیرتی پانی
مین خل خل کرتی نظر آئی دی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بہائی
لیچلو گے - وہ تو جان جو کہون بہولی بیوپاری کا مال لٹا دیا بہیک کے شوربہ
ہوہی چکی تہی بڑی ڈپٹ سی بوسے آئیے اور ایک رپاٹا لگائین نگہ چہرہ دار
لگے گا - اجی اور سوا چیٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور اور منظور ہے
چلیئے جہٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیچلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو ٹٹوی ہزار خرابی اس ترکیب سے گھسیٹ لیگئی کہ بادشاہی
زمانے کے سزا ہر ہر قدم پہ پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے آمین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بہر بڑھے تو دو قدم پیچھے کو ہٹے یون بہی جون تون لے
دے کر ریل کا پل نانگھے اتبوسہ نہ ہلد نہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا یا یان ٹٹو اللہ کرکے زمین دوز ہوا - کوچین صاحب نے لاکھہ کوشش
ہزار سر مغزن کی - ہیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لا جنب ولا تجنب جناب
ذرا باہر آکے پہیئے مین ہاتہہ لگا دیجئے - بجا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہوگا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچھہ کام چلے - پہر صاحب عینہ بو ندی مین
آدمی تو گرہی پڑتا ہی جانور کی کون کہے - ہٹ تیری کچہری کی دم مین تہ توڑ
کنوئین کا نل کیا تہا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگہی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسین کوچبان صاحب نے کمر مین ہاتھ
ڈالا کہ ہمارا ہرجہ معہ کرایہ بائین ہاتہہ سے دہر دیجئے اتبو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے محنتانہ بہر دیکیے بہی جار

چہٹتے نظر نہین آتی - بہزار منت خوشامد تہکا فضیحتی آٹھہ آنے دیکے رضامند کیا
اور کچہری کا رستہ لیا - جلدی کا واسطہ گہبراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹھی والی
سڑک تک جا کے پاؤن جو پہسلا لنڈہکری کہائی راستہ صاف تہا اِدہر اودہر
دیکہہ کے اوٹہ بیٹھے کپڑے لت پت کُہنی لُہو لُہان کہڑے قدسے گرنے کا دہچکا ابہی
سیدہے نہوئے تہے کہ دوسری قلابازی کہائی آپ ہی یاعلی مدد کہکے پہر اُٹھے
اور اُتّو کرتے پو قدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے وہان کی کیفیت قابل دید
معہ مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہ بہلا گرمی مین تو ادہر اودہر پکریا
شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا نیچے ٹیک لیتے تہے اب تو بالکل جیسے بوراہا کتا جدہر جائیے
دودت دبک دیکہو پانی ٹپکتا ہوا سے لو کاغذ بہیگ گیا - ہان ہان چہینٹین نہ اوڑانا
غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹہکانا نہین - اسپر طرہ گہڑی دوگہڑی کا واسطہ ہو تو خیر
جہیل ہی ڈالا جائے - نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پر آکے جو ڈٹے تو سات بجے
کی خبر لی بس جی پک گیا اُسپر کبہی ایک مقدمہ پیش ہوا کبہی دو - شام کی بدتہی دستانِ
قسمت سے کہدیا - ذال پیش دو چلدو اپنا سامنہ لیکے پلٹ آئے کہان گئی تہے
کہین نہین کیا کیا خاک دہول بکائن کے پہول کرنا کیسا لکہا پورا کرتے ہین جب
مقدمے والے سے پوچہیئے نت نئی آلہا گاتا ہی یہانتک کہ بعضے دوکہا چندہ کرکے
سرا بنوانے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلاسے اتنی ہی راحت ہو جاے گہر سے
باتراب کرکے یہان آرہین گے کبہی نہ کبہی پیشی کی نوبت آہی جایگی - اور کچہ نہین
تو کہانے پینے سونے بیٹہنے کی تو تکلیف نہوگی چین سے بی بہٹیاری کے یہان ٹکے
رہے جب کبہی وقت بیوقت اندہیرے اوجالی پکار ہوئی جلدی سے حاضر کہکے

جا کھڑے ہوئے اتبو بے موت مرے جاتے ہین خیر لعنت بکار شیطان جب ذرا پیٹ
مین سانس سمائی کپڑے پھر ہرے ہوے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلی ایک آدھے
شناسا سے علیک سلیک کی وہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہوئی تھی وہین پیشاب
پانی ہو گیا اب جلے پاؤن کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکھا ادہر تلاش کی
وہ سلامتی سے چھلاوا بڑی جستجو اور تگا پو سے بانسون مین کنوئین اور کنوون مین
بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی۔ غضب ہو گیا قہر ہوا
دیکھتے ہی ساون بھادون سے بڑھ کے برس پڑے۔ ایک گھڑکی بتائی کہ واہ وا
صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو۔ نکلنے کا نام ہی نہین لیتے۔
وہ تو کہیں خداسازبات مین اپنی چند مقدمات کا نقصان کرکے آج سویرے منہ اندہیرے
آیا حاکم ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا۔ تخلیہ تو تہا ہی پوچھا
کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے۔ بس مین لی اوڑا۔ چنان وچنین حضور خداوند غریب نواز
بات کو بڑہا وادیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کم بخت بدنصیب
ناشدنی ابہی تک نہین حاضر ہوا۔ وکیل ہون لیکن ابہی تک سوا محنتانہ لینے کے
اور کچہ نہین سمجہا اور نہ آج تیار ہوکے آیا وہ ہوتا تو خیر کچہ کام چل ہی جاتا آپ
مہربانی سے اسکی تاریخ بڑھا دیجئے کیونکہ مدعی کا بہی کوئی وکیل حاضر نہین آیا
پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پھر فرمایا کہ اچھا برخاست کے وقت دیکھا جائیگا
پھر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتھہ پاؤن باندھے مگر کچہ جواب ندیا اچھا کہا
کیئے۔ بس جناب اس حاضرباشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجئے نہین آج ہی
سیدہے جہنم واصل تحت الثریٰ کے اندر چلے جاتے۔ بس مجھے کمشنری جانا ہے وہان سے

اور ایک جگہہ وہان سے اور کئی مقام پر تم تاریخ پیشی دریافت کرکی معہ رقم محنتانہ و شکرانہ مکان پر آنا
لیجیے بندگی۔ چلیے وہ سبکدوش ہوئی یہان پر ہزار ہزار مرتبہ دروازیکی صدقی ہوتی پہرتے ہین خالی
میدان نہ آج ہوتا ہی نہ کل۔ مگر ہان ایک بات ضروریات سی قابل گذارش ہی کہ پانی بوندی
کی سیلن سی ذرا مقدمات کی گرما گرمی جو سرد یا گئی تہی تو جیسے دیکہیے وہ بہوک پائی کبوتر کیطرح
کندے تولی مستعد بیٹہا ہی جدہر سنیئے اللہ بہیج مولا بہیج کا وظیفہ جپا جاتا ہی جس سے دو چار
ہوئی بڑی لمبی چوڑی مہربانی سی۔ اللہ کہان تہی آج کتنے دنونکے بعد کہائی پڑی۔ تمہارے
کاغذات تیار رکہی ہین۔ واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکہی اور نہ ہو ڈالی۔ اجی حضرت
آپکا ترجمہ رکہا ہی اسے تو لیے جائیے بہت خوب بہت اچہا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش
بندہ پروری۔ مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہی۔ ہم تو بکر ید کو دن مکان پر جاکے گہوم آئے
خیر صاحب کہڑے کہڑی سر کا لہو پانوئین اوتر آیا خالی ایری پہیری پوچہا گچھی کتر بیونت
جہیل جہال مین چار بجے پانچ بجے۔ اب تو چہکے چہوٹ گئی۔ بھوک کا غلبہ جدا۔ پاخانے
پیشاب کی ضبط کرنیسے جی بولایا ہوا۔ بواسیر کا مرض ہوا کہڑے کہڑی شدت سی درد ہونی لگا
بھیگنے کی زحمت نی حرارت کی سی کیفیت پیدا کی۔ ادہر تو برسات کی فصل ادہر رات
ہو چلی ہوا کی خنکی اور بھی ناگوار ہونی لگی بالکل شام کی قریب اتنا حکم ہوا کہ اس مقدمی کی تاریخ
دس مہینے کم سال بہر کو بڑہا دیگئی۔ سائل فریق ثانی کی اطلاع دہی کا خرچہ داخل کری ثبوت کے
کاغذات ملاحظہ کرنیکو تاریخ اور مقرر ہوگی۔ بالفعل متفرقات کی پیشی مین نواب خان بہادر کی پوشش
ضروری کی واگذاری کی گئی فقط سب سے بڑہ کی پوشش کی لفظ سمجہہ مین نہین آتی آج تک بگہی گاڑی
میز کرسی کی پوشش سنی تہی نواب صاحب بہادر پر کونسی پوشش پڑتی ہی تو بعد دریافت حال بسیار
اتنی اصلیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد (پوشاک ضروری) باقی پہر انشاء اللہ بعد پیشی دپیشی

ہو گیا زندگی سے جی بیزار
وقنا ربنا عذاب النار

توبہ سوبہ تلاّ پلاّ دوہائی تہائی چوتھائی۔ داد بیداد فریاد الغیاث وغیرہ وغیرہ۔ با اینہمہ کان پکڑکے اوٹھا بیٹھی بعد ملاحظہ نظر ثانی پھر توبہ کر بندے اس گندے روزگار سے۔ کیا کیجیے اور کیا نہ کیجیے۔ آجتک معہ مبالغہ پونے پانچ کرور برس ہوئے کہ اس عذاب النّار کا مطلب سمجھ کے بیچا پیچ مین نہین آتا۔ بعضے عذاب النار کے یہی معنے بھاڑ چولھے کی آگ کہتے ہین۔ بہتیرے مُلّا قل آعوذیئے نار دوزخ جو ہمارے معزز مولانا سے عربی کے بقول یونہین سا ایک دوہڑ ہنکا ڈراوے دہمکاوے کا آلہ ہے۔ مان بیٹی ہین۔ اکثر سٹو مر بھکے پیٹ کی آگ یعنے بھوک پیاس کا عذاب سمجھے ہوئے ہین۔ بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی بندوق کی نلی سے تعبیر کرتے ہین۔ غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایساہی کہ نہین پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جو ایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم و سرد چشیدہ پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چُپکے سے کہی تہی کہ بہیا نارسی مراد عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بہی مانگے نہین ملتی۔ غرض یہ کہ چھٹکارا ہی نہین۔ بھاگے سے بھی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ مین تھوڑا تھوڑا سا ذکر بھی کردون پورا مرقع اوتارنے مین تو شاید کم سے کم کوئی سوا لاکھ جزو کی کتاب ہو ہان دو ایک جلے پتے نشان کے طور پر وہ بھی لب لباب کہدونگا۔ ہان لے اب پڑھیے۔ کیا (وقنا ربنا عذاب النار) ای حضرت پہلی قسم

بڑھیا معاملہ چندہ جور و عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میان جیسے چاند کے گرد چکور انتہا کے پینگ بڑہے ہوئے اخلاص میل جول
ساری دنیا داری کی باتین ات گت ساتھ دنیاوی سب کام بند میان بی مصرف
محض۔ گھر مین حوالات کا مزا مجال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بہی زیادہ بیوپار تجارت گھر کی چار دیواری مین تو ممکن نہین بے دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کھائین کسکے گھر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خرچ ون بر چون کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سارا ٹبر لادے کل اثالہ ساتھ لیے ممکن نہین
پھر کچے نیچے جینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاء اللہ ہو سننے والے کی آنکھون مین خاک روز بروز ترقی پر
روزمرہ مین بہاڑ کی کیفیت جو پایا جہان سے جو کچھ ملا جہونک دیا آخر تا بکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسیان توڑاتے ہین۔ ای صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک سی بات ذرا مشکل ہی۔ اگلی ہی کیفیت ہی نگاہ تھی۔
اے مشکلکشا کی قسم وہ آنکھ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسیان
تڑاتے ہین گندے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکہ باہر اڑھ جاؤن

کب نظر نیچے کہ ہوا ہون توبہ ہے ہمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی - جب دیکھو کبوتر
اوسکے گرد پھرتا ہی چونچ سے کھینچے جاتا ہی چونچ دیکھتا ہی - اور تو اور اپنے
پیٹ کا دانا اوسکے منہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پھر یہ ایک پیار
اخلاص ہی نہین - بچے پالے - تنکے چونچ مین اوٹھا لاکے دربے مین گھر بنائے
انڈے سیا کرے بچون کو پھرائے کبوتری ذرا باہر نکلی اور غون غون - یہ اپنی
زبان مین بلاتا ہی - زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون تکلیف کرتی ہے
یہین چین سے بیٹھی رہو - اور مزا یہ کہ وہ قطاً مہ اودھر رُخ نہین کرتی ہاں گئی ہی
دس دفعہ کی خوشامد درآمد مین ایک دفعہ شاید یہ بھی چونچ سے چونچ ملا دیتی ہوگی
اور بڑی بڑائی ادہر کی اودہر اترائی اترائی دم لٹکائے پھرتی پھرتی ہین -
ابھی کل کی بات ہی - کتنا مرتبہ مین نے خود کہا کہ کیون صاحب تمنے تو اب
سب کہین کا آنا جانا اوٹھنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا - دن رات گھر مین کھونٹے سے
لگے بیٹھے رہتے ہو - گھڑی بھر کو ٹانگین سیدھی کر لیا کرو - اسیوجہ سے کھانا ہضم
نہین ہوتا - ٹل ٹلی چلا کرتی ہی - تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سنو باہر تم
جا نہین سکتین اب تمہارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گھڑی بھر مین
تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہو جاے کچھ بن پڑتا ہے -
چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان
سدہارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے - اوس بندۂ خدا نے پھر کے
کروٹ بھی نہین لی یہ بھی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسپر کیا بنی اسنے
کچھ کھایا پیا یا ہمارے انتظار مین یون ہی بھوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہی لگے آگ

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی- بیوی بے دید بے مروت آج کے سوا لعنت اللہ ہی جو انکا رستہ دیکھے اور بھوکون مرے- مین تو اپنی پیارے دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہا پی مگن ہو کے بیٹھونگی- پھر یہ بھی میری ناحق کی بات ہی مان نہ مان مین تیرا مہمان اونہین اسکی پروا ہی کیا ہے وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے مونچھون پر تاؤ دیتے ہونگے- مگر آج نہ وہ وقت ہی ایسی باتون پر یہ جبھی تک ہی کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالا رے نہین تو ذرا سے مین آدمی کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی- دنکو تارے نظر آتے ہین-

عورت اگر بر ضدی پر آئے تو مردوئے کو ناک چنے چبوا دے اور میری ہاتھ مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابھی کہو تو کل ہی سے تگنی کا ناچ نچوا دون کچھ بنائے نہ بنے- آنکھون سے دیکھین اور کرم کرم جلا کرین- ایک ادنی سی بات کل سوار ہو کے باجی امان کے بہانے سے چھوٹی پھوپھی کے یہان جاؤن اور پندرہ دن کا غوطہ مارون سواری پر سواری جائے اور خالی پھر آئے- یونہین اکیلے پڑے مکھیان مارا کرین- پھر آپ سے آپ دوئی توبہ پھٹکارہی میری باتون پر لے لو وہی سیدہی سمجھ کے ننہی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھر والے کا ایک گھر نگھرے کے سو گھر- وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین یہ دفع دفعان ہو تو کھل کھیلون رات رات بھر غائب رہون- لچ آگ لگے ایسے خاوند جورو کو کلیجے مین ہیپ پڑ گئی آئے دن کی موئی سوختی- اس گھرداری کو لوکا- سات جھپرون کا پھونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہو گئی- سب سے بڑی مصیبت

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی سہی اب بدگمانی بھی لازم و ملزوم بلکہ ضروریات شعر مین سے کہنا چاہیے۔ لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے جی متلائے دِل بُرا ہونے آنے لگے۔ یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا۔ حق ناحق کی تن بھن قسما قسمی ہو رہی ہے قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہے۔ شامت کی مار کسی دوست نے بلوایا یا کہین سے کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا۔ چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین پھر کنے لگین الٰہی شکر اچلو اچھا ہوا۔ یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھر سے دوست پیدا ہوئے۔ اِنکا حکم اِتنی دیر بھی گھر والے مین بیٹھنے کا نہین۔ پھر تازی تازی دوستی ہے نا ملاقات کے معنی بھی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسری کی ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا۔ ہمنے تو یہی دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم وراہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار تج دیا۔ جورو بچون کو استعفا دے اونھین کے دروازے پر دھونی رما بیٹھے لکیر کے فقیر ہو گئے۔ گلے وقت کی وہ مثل سُنی تھی کہ شادی مبارک نوکری ندارد یہان اولٹی گنگا بہی ہے۔ دوستی مبارک گھرداری ندارد۔ بلکہ جورو جاتا بال بچے سب برخاست۔ ماما او چھوٹی اتنا ذرا جا کے ان آدمی صاحب سے اتنا پوچھہ آئے کہ بھائی کہان بلایا ہے کیا کام ہے کچھہ خیریت تو ہے۔ بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ قباحت تو نہین۔ خط چاہے کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا نقط یہان کے پتے سے آیا ہے پھر کچھ ہی کیون نہو بغیر کھولے اور پڑھ لیے چین کہان سب سے بڑھ کے شامت کی مار اگر کہین تیرے پیاری دوست (تہذیب چال کا فقرہ)

یا جانمن فدایت باد کسی بے اٹکل خانمان خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس بیوی صاحبہ معصیہ آیا تو زمین آسمان کے قُلّابے ملگئے - بہت بڑی بڑی موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھتی ہین کہ یہ خط کسی عورت کا ہی - پائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین او دل تو بنا کے احمد محمود لکھدیا دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتی ہین صاحب علیجان امیر صاحب وزیر صاحب پیاری صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جائے - باقی جب قلم ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے تو بہی پیارے پیارے ننھے مُنّے نام ہوتے ہین - اب لڑائی کیا لینے جانا ہی آٹھ آٹھ دن تک ہنڈیا چولھا اوندھا پڑا ہی - ہزار دقت بڑی منت خوشامد سے جب سعی سفارش ہوئی تو اس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن کی تو تو مین مین - پھر ہانڈی کا سا اوبال ایک مورچہ ہو چکا تہا کہ دوسرا قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دہبا کیون لگا ہی - کل یہ گلوریان کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا - جبتک جان عطر کیونکر نہ لگائے ہون ابتو گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین - بالون مین کنگھی نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین بہنے لگین - کپڑے گرمی مین دوسرے دن نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ رہجائے - پناہ بذات خدا اب سنیئے خدا راس لائے - یہ نکہار یہ چکن ہٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین - ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دولھن پٹیان بنتی ہین گلوری سے منہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین بغلین سونگھ کے

تازے پہولون کی خوشبو آتی ہی اور اوڑہنا کہان ملا گیا مائیون ہی بیٹھے تہی
یہ تو اب جو ہر کہلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم ہین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آؤ
تو نہ مانون کچہ نہ کچہ دال ہین کالا ضرور ہی۔ نیند کسی دن شام سے آتی تہی
کبہی دو دو بجے تک آنکہ نہین لگتی۔ ٹھنڈی سانس اکثر اوقات بلا ضرورت
بہی نکل جاتی ہی۔ شعر کا پڑہنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچہہ اختیاری
بات نہین اور نہ کچہہ ایسی قباحت ہی بہو کہ یہ کچہہ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہا ہوا کرے سوتے ہین آدمی بدخواب بہی ہوتا ہے
برّاتا بہی ہی۔ مشکوک مزاج کو اکثر دہری پرنالی کی چہینٹ سے بہی بغیر نہائے
چارہ نہین۔ نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی۔ آنکہین محرورہ مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل ہین یا کسی گرم غذا کے کہانے سے سُرخ بہی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبہی گدگدی
ہین آدمی رو دیتا ہی کبہی جہُرپان کہاتا ہی اور ٹہٹہے لگاتا ہی سوتے ہین
کروٹ کا اِدہر سے اُدہر ہو جانا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پہر سوا موا
برابر مثل مشہور ہی۔ لیکن توبہ توبہ العظمت للہ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دفعات مندرجۂ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین سی جو پہنسی ہر
وہ ایسا دل باندہتی ہی جسکی حد نہین۔ وہ اولجہنین ہوتی ہین کہ مہینون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مومنین ہوا چاہین
پہر ایک شہر کی سکونت اور کچہہ نہ سہی تو خالی علیک سلیک صاحب سلامت ہی ہر

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین۔ طوائفون پر سب سی زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ حصہ کیونکر نہ آئے۔ اب ادہر آدمی نے پکارا کہ ماما جی حصہ لیجاؤ۔ یہ بی آبادی کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گہر کی قفلی ہی اور قیامت قائم ہوئی سیچ مچ ٹیڑہی کھیر ہوگئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ نا نگنے پاے مزدوری دستوری چہ معنی دار دبلا تشبیہ تبرک کی ذروشا ہونے لگی۔ سب سے بڑی اہم لڑائی پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اہاری کہاری ایک آدہے گننے سے درست سنون سے اتری ہوئی نہوئی اور گہر کا مالک سمجھکے کام کاج بہی ہہک دہک کے کیا پہر کیا پوچھنا لے میرے بہائی کہڑی کہڑے شہر بدر تو نہین گہر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہی تو پیزار کی نوک سے۔ ہزارون لاکھون قسمون پر تسکین نہین۔ دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہی۔ غصہ مین اگر کبہی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نوبتے پانی بلند پہانسی دلوا دینا اور قتل کرا دینا باقی رہجاتا ہی۔ غرضکہ زندگی تلخ۔ یہ پہلا وزن نہایت چاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا بقول شخصے ؎

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو اوٹھکھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم۔ ہانٹ کی اینٹ چورا ہے کا روڑا۔ بہانمتی نے کنبہ جوڑا۔ زبردستی پکڑ دہکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی اوسپر بیوی جی بیوقوف وبدمزاج۔ اپنے گہر کے لاڈون کی پلی ہوئی۔ پہلی بسم اللہ ہی کے

پھلی نہین چھوڑتین۔ لڑاکا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ
ہلائے اور پکڑ ہو گئی۔ کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالی
کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین۔ چولھے مین جائے ایسا پتلا شروا۔ بو ہائی بے مرچ
کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پھیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹھیک ہلدی
کی کچاہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاؤزبانین لنبی تانت سی چلی جاتی ہین
او سیر چھد ہائی دہوئین کی بو آٹا بطخون کے کھلانے کا یا موا گھوڑے کا اردوا
ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے۔ کپڑا نہ کبھی پسند آیا ہی نہ آئیگا۔ گلبدن۔ شروع
کہاد ے بدتر ٹانکین چلی جاتی ہین پھپھولے پڑ گئے۔ ململ۔ تنزیب جھونا
کتے کا کفن سوت کی تار برابر ملتے ہی نہین۔ اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی
جھرجھری پتلی بنی جانے لگی۔ جسمین روئین تک دکھائی دیتے ہین۔ میان کی
عزت کا پوچھنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانا مرگ کا خطاب۔ ذرا بات کی اور
کاٹ کھایا۔ مارپیٹ شرفا کا شیوا نہین۔ چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ
بے مارے توبہ یونہین کوسم کاٹا بہتان لگائے جاتے ہین۔ مثلاً چلے بہنے کسی وجہ سے
گھر مین آئے۔ پکانے والی ہمیشہ کی پچپانی اُسپر بیگم صاحبہ کی منہ لگی ہوئی۔ ہر بات
مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی منہ سے نکل گیا کہ خبردار منہ سے
چڑھ پڑ نکیا کر جھاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین منہ مین بواسیر ہو گئی
ہی وقت دیکھتی ہی نہ بیوقت جب دیکھو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج
دیکھنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تھوڑا بہت مزاج کو چراغ پائون
کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری درجے کو۔ چل چپ رہو۔ نہ زیادہ

بک بک نہ لگا عورت سمجھ کے بن کچھ نہین کہتا نہین تو ایسا ٹھیک بنا تا کہ یاد کرتی
چل میرے بھیّا اب آؤ تو جاؤ کہان بیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین۔ رونا درکنار کھڑی اور بیٹھی پیٹ رہی ہین ہی ہی میرے
آدمی پہ رکھکے مجھے ذلیل کیا بُرا بھلا کہا۔ اپنی مان کی ہڈیان چباؤن جو آج
اس گھر مین کھڑے پانی پیون۔ میانہ نکلواؤ کہارون کو بلواؤ کیا مجھکو ئی یسی
ویسی بیوارثی مقرر کیا۔ ای توبہ مین اون مین نہین ہون او بد مہری کی بچّی
مالزادی بیسوا اشتّا کھڑی ہوئی دیگڑے کا مُنہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بُلائے
جا جلدی سواری لگوا۔ مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملا دون۔
گھر بار یون ملیا میٹ کر دون۔ لو صاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مُجھسے
یہ بدزبانیان یہ ذلتین کا ہے کو اوٹھین گی۔ چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک و بد سے خبر نہین دن دن بھر جہان چاہین یہ ہنڈلتے
پھرین ہم ہین اور گھر کی چار دیواری سارا دن کوئی ٹھکانا دالان کی دھنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ بُرے کے چُپ چاپ دم سادھے بُرے کے
جند ڑے کو رو تے ہین اُسپر یہ غرّے ڈبتے گھر مین کیا قدم رکھا کہ مُوا ہلا کو گھسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود۔ کیونکر مُنہ مین چھو پا لگائے ہون سے
تون نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دھجیان اوڑائین ایک من کے بھتر
تن کیے۔ کل کو مجھے جوتیان لگائینگے اِس سے پیچ پی ہزار نعمت کہائی بس
ہو چکا چھوڑ دبی بلّی مرغا لنڈورا ہو کے جیے گا ایسے خصم کو جھلسا مجھ مین اب
کوفت کہانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی۔ آج ہی تک کا

ساتھ تھا۔ چلو چھٹکارا ہوا خانہ آباد دولت ایزاد۔ تمہاری یہ راہ تو ہماری وہ راہ۔ مین کہتی ہون یہ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔ جہان بیٹھ جائین اور چار کو دیکے کھائین ایسے کچھ ناخون نہین گر گئی۔ لو صاحب جب تک مین کچھ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہی کہ خیلا پنے سے اپنے خراب ہون بہزار خرابی تیرے میرے کہنے سے تہوڑی بہت تھو تھو ہوئی نہین تو چراغ پاؤن ہو کے ہتھے پر سے اوکھڑی جاتی تہین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین رات ذراسی بات مین شکائتین ہین کہ پڑی بازارون مین کودتی پہرتی ہین محلے کی کوئی پچپانی آئی اور خلا ملا کر کے سر پر اٹہا لیا۔ اور شکایتون کے طومار کا دفتر کھلا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دو بھر ہی کیا کرون کیا نہ کرون کدہر سر پیٹ کے نکل جاؤن دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور سر بھر انکل کھڑی ہون خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ زمین آسمان سر پر اوٹہا لیا کبھی سیدہی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین جہانتے کہ دو گھڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پھوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دھیلے کی مسّی لائے ہون سرمہ خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹوکرون بھر بھر کے مٹھائی پھولون کا گہنا خوشی خوشی گھر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا۔ پھر مجال نہین کہ منہ سے آدھی بات تو نکالو۔ ذرا ہون سے تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

کسی نے نہین بند کیا یہان جمّا جمّا (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ ہوا اتوار دس پیر
گیارہ منگل بارہ بُدھ تیرا جمعرات چودہ دن ہوئے کہ بھابی امّان کی کچھ خیر
خبر تک نہین معلوم کل کہین مجھ بدبختی کے مُنہ سے نکل گیا کہ میرا دل بہت گھبراتا
ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا کھڑے کھڑے ہو آؤن پھر چہگوئیان تھین کہ
اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کللح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین
بیشک ٹھیک بہت دن گذر گئے - اُخوہ پھر تمہارے گھر والے کہ ہمیشہ کو عاشق زار
جب دیکھیے دن مین بارہ بارہ آدمی خیراتم کو چلے آتے ہین تل پھوٹتی خیر صلاح
منگائی جاتی ہی- لاحول ولا قوۃ توبہ کرکے کہتا ہون مین تو کبھی ایسون کے
نام پر جوتی بھی نہ مارون میرے باپ پیسے ہوتے تو ایتھا (یحییٰ) گنج مین بدلوا ڈالتا
یا نخاس مین ٹکے پنسیری کھڑا کرکے بیچتا-

پھر بہن بولو مجھے بُرا لگے کہ نہ لگے مین ساری پیری بن آگ جلون کہ نہ جلون
لے اب فرمائیے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی-

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD

پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم

پنڈت تربھون ناتھ صاحب سپرو متخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت شمبھو ناتھ صاحب سپرو متخلص بہ ساحر تھا۔ حضرت ہجر سنہ ۱۸۵۸ء مین تحصیل چھبیا مین پیدا ہوے تھے۔ مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب مین حاصل کی انگریزی مین کیننگ کالج لکھنؤ مین ایف۔ اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا۔ اس سلسلہ کو ترک کرنا مناسب سمجھا۔ بعد ازان فکر معاش مین اودھ کے مختلف ضلعون مین گھومتے رہے۔ آخرکار گونڈہ مین مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر گردش تقدیر نے وہین نہ رہنے دیا۔ دو سال گذرے تھے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی مرض نے نہایت طول کھینچا مجبور ہوکر فیض آباد علاج کے لیے واپس آنا پڑا۔ یہان چھ مہینہ بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا۔ تخمیناً ۵۴ سال کی عمر پائی۔

حضرت ہجر ان چند حضرات مین ہین جنکی شہرت کا آفتاب اودھ پنچ کے مطلع سے چمکا۔ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ اودھ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تھے اور سال بھر تک قریب قریب ہر پرچہ مین آپکے ایک دو مضامین شائع ہوا کئے۔

اودھ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون مین لکھا کرتے تھے یہ امتیاز زیادہ تر رسالہ کشمیر مرۃ الہند۔ وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تھا۔ "ماہیت خواب" "نفس امارہ" "مشرقی تہذیب" "مسلم و ہدایت" وغیرہ پر اکثر ہجر کے مضامین لکھے جنکو زبان کی سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کیوجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا۔

حضرت ہجر کو شاعری کا بھی مذاق تھا۔ قدر بلگرامی (نوراللہ مرقدہ) کے شاگرد تھے اردو سے تو انکو خاص انس تھا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ فارسی کا کلام انکا خوب ہوتا تھا۔ اکثر احباب کے جمگھٹے دریا کنارے ہوتے تھے وہان حضرت ہجر برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تھے۔ غزل کم کہتے تھے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تھا۔ اس قسم کی نظمون مین لسان الغیب کشمیر۔ کجا چھا۔ نوحہ کشمیر و فغان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی مگر افسوس ہے کہ انہون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب اپنے جوہر کی قدر نہین کرتے۔ انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس طرح قدر تجھے اپنی سخن کی ہو نہیں — مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

چنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تھا نظم کا کلام ازبر رہتا تھا۔ شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو۔ لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ وہندوستانی نے کچھہ انکا کلام جمع کرکے ترتیب دیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہوگیا۔ ایک مسدس انکا موسوم بہ کچا چٹھا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہی۔ یہ وہ نظم ہے جو کہ انہون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تھی اسکے پڑہنے سے انکی زباندانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہی اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہی نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہی سیدھی سیدھی باتین ہین مگر گرمی تاثیر سے مالامال۔ چند بند ہدیۂ ناظرین ہین۔

عداوت کے شعلے کو بھڑکانے والو — جہالت کی زنجیر کھڑکانے والو
دلون کو ضعیفون کے دھڑکانے والو — نیا روز اک جوڑ بھڑکانے والو
یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین
یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر بگڑ کر کہتے ہین ع

اگر لکھنؤ مین تمہین یا خدا تھے — بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے
اگر قوم مین تم ہی دہرم آتما تھے — بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے
تو بہتر تہا گھربار سب تیاگ دیتے
چلے جاتے کاشی مین سنیاس لیتے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین۔

ہر اک قدم مین صید رنج و محن ہے — نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے
بدی پر بہم اسال چرخِ کہن ہے — نہ ہے جوش قومی نہ حبّ وطن ہے
محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی
پڑی قوم مین پہر ہے نا اتفاقی

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہی — غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہی
گردون کو اگر ہی سرکشی کا غرّہ — ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہی

یاحضرت! ذری ادھر مخاطب ہو جیے۔ واللہ۔ واہ مانتا ہون۔کیون نہو۔ ہم بر تاب گدھے سے ننگے پاؤن نہار منھ سر پر بھوسا اڑاتے۔خاک بھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے منھ مین گھنگنیان بھرے۔کانون مین تیل ڈالے۔لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔اے سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو۔ لے آپ کو واللہ ہی۔ اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا۔ اسے ہی آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے انٹا غفیل ہوتا ہی تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا۔ اور پھر ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا تھکے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون۔کہان سے آنا ہوا۔ الحمد للہ آپ خیر سے جاگے تو مسافر کا پتا نشان کیا۔

گو صورتِ دریا ہمہ تن جوش ہون مین — لب خشک ہین چشم تر ہی۔خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا — مانند حباب خانہ بر دوش ہون مین

آخ آہ آپ ہین۔بسم اللہ۔آئیے بغلگیر تو ہو لین۔حضرت یہ محرم مین سفر (صفر) کیسا۔جی یہ زمانہ ہی اُلٹا نسی ہی بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاءاللہ کیا اجتماع ضدّین ہوا ہی۔ ہان یہ تو فرمائیے کیونکر آئے نہ سان

نہ گمان کھٹ سے موجود۔ ای حضرت یہ نہ پوچھیے۔ آیئے تو اس طرح سے آیئے جیسے سمندر مین جوار بھاٹا۔ زمین مین زلزلہ۔ ہندوستان مین ادبار۔ مدراس مین قحط۔ سلطنت عثمانیہ مین زوال۔ کابل مین روسیون کی سفارت۔ ویسی اخبارون مین اکٹ نوبشتم بدور آپ کی آمد آمد نہوئی قیامت ہوئی۔ مرگ مفاجات ہوئی۔ آئین یہ کیا؟ حضرت۔

قدم نامبارک مسعود   گر بدریا رود برآرد دود

ابھی کل کی بات ہی اینجانب پرتاب گڑھ مین بیٹھے عید الضحی کی خوشیان منا رہے تھے۔ لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اترتے ہی چھینک ہوئی۔ پہلے ہی پہل حضرت محرم سے معانقہ کرنا پڑا۔ اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل مین دعائین بھی دیتے ہونگے کہ اچھے آئے تمام شہر مین کہرام ہوگیا۔ محلون مین ٹپس پڑ گئی۔ ہر سمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگین۔ جس کوچے مین نکل جایئے رونا پیٹنا مچا ہوا ہی۔ کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی۔ اشعار بھی پڑھے جاتے ہین تو سوز اور درد کے اب بھی گھر سے ساعت واعت بچار کے چلا کرینگے۔ لے اس دکھڑے کو تو دل ہی مین تہ کر رکھیے۔ اور یہ فرمایئے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے۔ کیا کیا مزیداریان دیکھین۔

بھئی لکھنؤ کا بھی محرم یادر ہے۔ ہم خرما وہم ثواب۔ دنیا اور عقبی دونون کے فائدے۔ زیارتون مین قند مکرر کی حلاوت۔ روحانی اور جسمانی دونون لذتین۔ اور ہمکو تو آپ بخوبی جانتے ہین۔

دارم ز کفر و دین بہر یک قدم دو سیر   من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ وپتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لے سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آناً فاناً مین دن سے نجف اشرف داخل۔ ای سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا۔ سڑکین صاف اور ستھری دو طرفہ سٹیون پر گلاس روشن۔ مقام پاک و مقدس ہر ایک چیز موزون و مختصر اور پھر کیون نہو۔

ہمشان نجف نہ عرش اللہ ٹھہرا | میزان مین یہ بھاری وہ سبک ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف اور اس پلے مین عرش | پہونچا وہ فلک پر یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جو آگے بڑھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھیئے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے اچھا نام روشن کیا تھا۔ سو بیچ کھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوہ نور دمک رہا ہی۔ وہان سے جو طرّارہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دوکانین سجی ہوئین۔ ایک طرف کولے۔ نارنگی۔ امرود۔ کیلون کے ڈھیر لگے ہوئے دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے۔ کشمش۔ منقے خوبانی۔ انگور کی قطیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرما گرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ کرارے دار پوڑیان مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات۔ بعنوانِ شایستہ چنے ہوئے۔ ایک عجیب لطف دے رہے تھے۔ "نو بہار گوٹا" صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ اژدہام تھا کہ معاذ اللہ۔ سڑکین کھچا کھچ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

چھلتا تھا۔ تِل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سروں ہی پر جاتی اور رائی چھٹکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کارسپانڈنٹ بھیڑ مین پہونچتے ہی۔ اوپر اُچکا۔ اُچکنے ہی کی دیر تھی کہ پھر گیا۔ چڑھ مار گولر پا کے۔ چڈھیسان لیتا ہوا آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے کچومبر نکل گیا۔ وہ دھکّم دھکّا ریلم ریلا تھی کہ الٰہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانون اُٹھ گیا۔ بس ہاتھوں ہاتھ معلق جارہا ہے اِس مقام پر اکثر اصحاب کو ہمنے اِدھر اُدھر دست شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن بہتے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔

دہان سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور نئے محل کی زیارت کرتے ہوے پچھلے پاؤن پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُنے۔ کیا کیا چھوٹیں لی ہین کہ واہ جی وا۔ وہ رکھب گندہار لڑتی ہوئین ٹیپ کی تانین تھین کہ سُبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم مین مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیرون کی چھاؤن دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آتی۔ ایسا گلے کا لوچ اور آواز مین سوز و گداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان مین آئی کہ کیسی

پھرتے ہین جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوٹے ۔۔۔۔ تاکے کس مہ جبین کو کس کو گھورے
آؤ آؤ حسین آباد چلین ۔۔۔۔ وان ہوتے ہین سال بھر کے وعدے پورے

حسین آباد کے کیا کہنے ہین۔ روشنی چشم بد دور۔ نورٌ علیٰ نور تھی۔ ہر در و دیوار پر کنول روشن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیان۔ ہانڈی گلاس جگمگا رہے تھے۔

ز شکن کی اب حاجت ہی کیا ہے۔

دو سنہرے پُتلون کے ہاتھ مین زنجیر اور اُنمین روشنی کے گلاس تیل بتی سے درست اس طرح آویزان تھے۔ کہ شب یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے کنوئین پر پتلیونکا وہ نکھار اور رنگ و روغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاء اللہ وہ تھا کہ صلّے و جلّے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی رنگ و روپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیرین دکھین۔ انگے کی ضریح میان خدابخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہے۔ کاظمین اور تال کٹورے کے جمگھٹے بھی مدتون یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اُسی دن دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج والم کا تو نام ہی نام تھا۔ یار لوگون کے اندھیرے اُجالے مطلب براری خوب ہوئی۔

بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے پھول گرنٹ کا انگرکھا سبز اطلس کا چست گھٹنا ؎

بر مین تھی لباس چُست معقول کانون مین سیاہ تھے کرن پھول
ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کریب کی گوٹدار رضائی عجب ستم ڈھاتی تھی۔

لے حضت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہے۔

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسی دُکھ نے گھیرا پھر کرا ہا دلِ بیمار خدا خیر کرے

اب لکھنا وِکھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاء اللہ دیکھا جائے گا۔

؎ ذری بالتعجیر پڑھیے گا۔ ؎ واللہ واہ بخوط بھی کیسر ہوا ہے۔

نشہ کی ترنگ

مہنگا کر آٹا اور سستی کر افیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای جناب اودھ پنچ صاحب ۔ واللہ ہی کل مکتب مین کیا جی خوش ہوا ہی کہ قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے منّے مرزا کو ایک دم چھاتی سے جدا نکرون ۔ بخدا کسینے سچ کہا ہی تخم تاثیر صحبت اثر ۔ باپت پوت پیرا پت گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا ۔ پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادی ہین ماشاءاللہ سے وہ بلا کی طبیعت پائی ہی کہ حضرت کیا عرض کرون مجھ تو رہ رہ کی یہی خیال آتا ہی کہ یہ دن سن ۔ نام خدا اُٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر آسمان پیما خدا چشم زخم زمانہ سی بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہی کہ سبحان اللہ بجمدہ باوجود صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنی ہاتھ سے چلم بھر دیتی ہین اور پھر ہین اُس چلم کی کیا تعریف کرون جسمین تلے اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک جلا دوسرا سوجود ہر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہوالاول ہوالآخر ۔ ہاے لال لال بیچے کوہون کو اس ترکیب سی جماتی ہین کہ تحریر اقلیدس کی جس شکل سے چاہیے بھڑا لیجیے اگر سر مو فرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیے ایک حقّہ ہی نہین چانڈو کا قوام وہ پرہ یا تیار کرتی ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لے ۔ اور بھی اُنکی سی محنت کوئی کر تو لے جناب سید الشہدا کی قسم کہا کی کہتا ہون کہ افیون کو پانات کی ٹکڑے ہین کم سے کم دو سو مرتبہ تو مقطر کرتے ہین اُسوقت اُسکی رنگت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہی

ہو بہو خون کبوتر بو باس صلّے و جلّے واللہ ہی ایک مرتبہ لگاہ پہر کی دیکھ لیجئے دو دن تک چسکی کی حاجت نہو اور پہر مین آپ سے کہون وہ اُنکی تباسے کی پیٹ ڈالدینا ستم ہی برپا کر دیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رُکے تو۔ ایک دم مین طبیعت باغ باغ ہو جاسے خیر یہ تو اُنکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو اُنکے حصے مین پڑی ہی ادھر آپ نی شعر پڑھا اور اُدھر جواب لیجیے۔ اور تو اور شیخ سعدی کی کلام کی تصحیح کر ڈالی۔ اور پہر کیسے کیسے مصرعے چسپان کئی ہین کہ جنکا جواب نہین۔ اعجاز کہئیے تو بجا ہی حضرت آپ پسند کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نی تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عیوض یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگی جس سے دنیا و عقبیٰ دونون ہاتھ لگین۔ حضرت فرماتی ہین۔ کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا — کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا
مزا کِرکرا ہو گیا دے چرس — ندارم غیر از تو فریاد رس
خوش از چانڈو بازی دگر کار نیست — وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مسِ قلب را کیمیاست — کہ افیون ہمہ درد ہا را دواست
اگر چانڈو بازی تو کرا ختیار — شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمر خم نہین — نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست — تواضع ز گردن فرازان نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سنبھل — زند سوز او شعلہ در آب و گل
ادھر لاؤ حقّہ لگا لون نہ دم — کہ ناگہ شود سر بسر کالعدم
جو افیون پیئے ہے وُہی آدمی — نزیبد ز مردم بجز مردمی
میان ہجر پینک مین آٹھون پہر — بغفلت مبر عمر در وے بسر

لسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کھونیوالے زمانے مین تخمِ حسد بونے والے
جہالت کی چشمے سے مُنہ دھونیوالے خبر دار او بے خبر سونے والے
گھٹا کی طرح چھا رہی ہے تباہی
تری قوم پر آ رہی ہے تباہی

ترے ساتھ کیا قوم نے کی بُرائی جو گمنام فہرست ہر جا گھمائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی چھٹے باپ سے بیٹے بھائی سے بھائی
بھلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے

تری قوم کو اس عداوت نے کھویا جہالت نے کھویا حماقت نے کھویا
بنا گھر ترا تیری عادت نے کھویا تجھے فخرِ بیجا کی شامت نے کھویا
وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہ آپ سے اب ادبھرنا ہے مشکل

یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین جو شاخین نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے کچھ بھی حیف ہر ایک گھر مین لڑائی ٹھنی ہے پدر اور پسر مین
جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پھر قوم کا بس ہے اللہ والی

یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک یہ پندار یہ عُجب نرددت کہا تک

یگانون سے اپنے یہ نفرت کہانتک ۔ یہ مینڈھے لڑانے کی عادت کہانتک

ذرا کھول کر کان سن اس سخن کو

ہے درپیش چہ آخر شش جاہ کن کو

یہ انصاف سے تو نے کیون منہ کو موڑا ۔ یہ آغوا کا کیون تو نے طوفان جوڑا

خور و نوش کیون اپنے بہائی کا چہوڑا ۔ یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا

یہ نفسانیت کیا سمائی ہے سر مین

یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین

بہلا پنڈتون سے بوستہا بہی لی تہی ۔ جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تہی

کمیٹی مین پستک بہی کوئی کہلی تہی ۔ کچہہ انصاف بہی ان تہایا دل لگی تہی

یہی طور پنچایتون کا اگر ہے

سزاوار اخراج پہر ہر بشر ہے

جہان مل گئے چار ہمقوم بہائی ۔ شکایت کسی نے کسیکی سنائی

تو پہر کسکا اظہار کسکی صفائی ۔ وہین فرد اخراج دستخط کرائی

ہوئی گشت شہرون مین اور سب نے جانا

کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا

یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ ۔ کہانی رہی یہ ۔ یہی گر فسانہ

تو آتا ہے نزدیک وہ بہی زمانہ ۔ کہ اوٹھیگا کل قوم کا آب ودانہ

مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو

یونہین قوم مین تعمیر تخرجہ ہو

مری قوم کے پیارے کشمیری بھائی   یہ ہٹ دھرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گھٹا خوف کی کیون ہی آنکھون پہ چھائی   سمجھ بوجھکر کیون ہے بے اعتنائی

ذرا دل مین سوچو تو للہ صاحب
زبان پر ہی کچھہ دلمین کچھہ واہ صاحب

مجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی   بزرگون پہ الزام دھرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی   مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی

وہی ہوگا قسمت مین جو کچھہ بدا ہی
رضاے خدا راستی مین سدا ہی

یہ غالب ہوئی دنیوی تم پہ عبرت   کہ دنیا کو عقبیٰ پہ دی تونے سبقت
بڑہی ایسی تخویف بیجا کی عزت   گھٹائی نگاہون سے ایمانکی وقعت

نہ ہے اور نہوگا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دہریہ پن تمھارا

کھلے بندون ہوٹل مین جانا روا ہی   گلاسون کا منہ سے لگانا روا ہی
برانڈی کی بوتل لنڈھانا روا ہی   مٹن چاپ کٹلٹ کا کھانا روا ہی

پیؤ برف بے کھٹکے اسٹیشنو پر
اوڑاؤ لیمونیڈ سوڈا و جنجر

کرو سر کو جھپ جھپ کے گر خم تو جائز   عبادت کرو الٹی دائم تو جائز
جو گھر ڈال لو کوئی خانم تو جائز   شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز
وہی کرتی ہین جنکی کچھہ حوصلی ہین   جو سچ پوچھو دولت کی سب چوچلی ہین

طوائف سے ہو گر مجوشی تو واجب بہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیروں کی ہو خیر کوشی تو واجب جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب
مدکٹ چانڈو افیون سے تم کو جائز
دوا ہر اک چیز ہے تم کو جائز

ان افعال پر نکتہ چینی خطا ہی رئیسوں کو ہر فعل کرنا روا ہی
نہ معلوم کیا کیا دلوں مین بھرا ہی اس اخراج کا اور ہی مدعا ہی
کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوش قومی کہاں ہی کدھر ہی یہ کیا ہو رہا دیکھ شام و سحر ہی
کبھی تیری انصاف پر بھی نظر ہی تری قوم کی دیکھ حالت تبہ ہی
جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحب زر
نگاہوں مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا دباغت یہ کب ہو گی تجھکو گوارا
اگر تو بھی اسوقت ہمت کو ہارا چنین خوف بیجا مبارک شمارا
یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بھی اخراج ایسا سُنا ہی کبھی ایسا کشمیریوں مین ہوا ہی
سمجھنے کے قابل یہ کُل ماجرا ہے یہ ذاتی عداوت نہین ہی تو کیا ہی
بجھاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی صدا بھی نہین سنتی ہم مدعی کی

یہی آجکل چارسو گفتگو ہے   کہ یہ قوم بھی حیف کیا جنگجو ہے
کٹے مرتے آپس مین ہین ایسی خو ہے   بھلا کیون نہو آخرش لکھنؤ ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دے وہ خارج

نہ دستخط کرے بند پردہ بھی خارج   مخالف اگر ہے پسردہ بھی خارج
موافق نہین گر پدر وہ بھی خارج   کرے جو اگر یا مگر وہ بھی خارج

یہ اخراج کا مادہ ٹپک رہا ہے
ہر اک "ہر طرف" "ہر طرف" بک رہا ہے

بڑھی اسقدر رنجش نا اتفاقی   گئی چھوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بو تک رہی اب نہ باقی   نہین ہوتے بھائی سے بھائی ملاقی

ہنسی قوم ہی ظلمت ما و من مین
ترقی کا چاند آگیا ہے گہن مین

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی۔ایس۔او

مشرقی بنگال کے ایک سربرآوردہ اور دولتمند خاندان ہی مین سنہ ۱۸۴۲ء مین ڈھاکہ مین پیدا ہوے۔ اوراوئل عمر مین تعلیم بھی وہین پائی فارسی واردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی اصفہانی[۱] مصنف موید برہان کے زیر نگرانی پائی۔ آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردون مین سے تھے۔ اُس زمانہ مین اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسی ہی بہت کم تھا پھر بنگالہ کے مسلمانون مین تو صرف شاذ و نادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک خط مین فرماتے ہین "انگریزی مین مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہین ہے ہمارے وقت مین ہمارے شہر کے مسلمانون کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی مین نے تفنناً چندروز انگریزی پڑھی تھی اور سہ سال کالج بھی گیا تھا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبد اللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت مین کلکتہ مین رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا"۔ سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج طی کرتے ہوے کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور آخر مین انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے۔ دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منجانب گورنمنٹ نامزد ہوی اور آئی۔ایس۔او

---

[۱] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد مین ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب مین آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیز تر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب مین بیان کیا ہے۔

کا خطاب پایا ۱۹۱۲ء میں اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہوکر پنشن لے اور کلکتہ میں تشریف فرما ہیں
اخبار ہینی مضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تھا۔ سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین میں
کہ جو مسلم لٹریری سوسائٹی " کا پرچہ تھا مضمون لکھنے شروع کئے۔ یہ نہایت نومشقی کا زمانہ
تھا رفتہ رفتہ اُردو مین مضمون نگاری کا شوق ہوا۔ سب سے پہلے اودہ اخبار مین لکھنا شروع
کیا اور ۱۸۸۲ء سے یہ سلسلہ برابر قائم رہا۔ اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار۔ دہلی۔ آگرہ اخبار۔
سفیر لودھانہ۔ اخبار الاخبار مین بہی نکلے مگر آپکے شہرت بہی اودہ پنچ کی شہرت
کے ساتھ ہی ہوئی۔ خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو ۱۸۸۶ء مین بطور ناول کے
پنچ مین شایع ہوا تھا نہایت ہی مقبول ہوا۔ علاوہ برین آپ کی ڈکشنری
مہذب نامہ وپیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تھے کہ جنہون نے
کافی شہرت حاصل کی۔ اکثر مضامین آپکے ایک جگہ ترتیب دیکر ایک جلد مین کہ جسکا
نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوئے ہین کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگون نے کی
اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہین۔ انگریزی زبان مین بہی
آپنے مضامین نگاری کی اچھی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبھو چندر ڈے کی
صحبت سے اس بارہ مین بہت ہی نفع اوٹھایا۔ آپ اخبار رئیس و رعیت مین
اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکھا کرتے تھے کہ جو اکثر سرکار و رعایا دونوں کی نگاہ مین
قابل قدر سمجھے گئے۔ غالبًا پنچ کے نامہ نگارون مین یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے
کہ تادم آخر آپ نے حق دوستی نبھایا اور برابر کچھ نہ کچھ لکھتے رہے۔

نواب سید محمد خان بہادر آزاد آئی - ایس - او

انڈین پریس الہ آباد

پورانی روشنی کا نامۂ پیام

لندن۔ رسل۔ ایکوبار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ۔ تسلیم۔ اُس روز آپنے مجھے کانپور کے اسٹیشن پر آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگا رنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر باندھکر خیرباد کہا اور آج دیکھیے بندہ عنایت ایزدی سے لندن مین ایک مکلف اور آراستہ اور ہوادار ہوٹل مین ایک غرور اور مسرت کے زور سے ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اس خط کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے پکے ہین۔ اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے احباب اُسکو تسلیم کرلینگے کہ ہان بعد مدت کے اب اسے ایک شستہ اور تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور راسخ الاعتقادی عقیدہ کا آدمی اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ کرسکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا دوربین بنے گا۔ آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور ادب پورانے خیالات کا کیسا فیض بخش گنجینہ ہی۔ اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والے ہین کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا معنے کہ اپنی وضع مین فرق آسکے

اور انکی قطع بدل جاے یہ تو بہروپیونکا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور اِس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین - بندہ نے ڈوور کے قریب ہی جہاز پر اپنے ڈبل اور پر شوکت اور سایہ دار اورکا مدار چوغہ مین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک ۳۰ فٹ کا شالی کمر بند بھی جڑ دیا اپنی پانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور سبز رنگ کی بلند ایڑی والی کفش کو بھی ڈانٹا بیچر کیا تھا ادھر جہاز سے اُترکر ریل پر سوار ہوے کہ تماشا بنگئے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی آنکھ پڑگئی وہ ہمہ تن حیرت بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے کے پاس آرہے ہین بیسون صاحبان عالیشان گاڑی مین گھسے چلے آتے ہین لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بنا ڈالا اور مین اُن کے اس استعجاب کو دیکھکر ہردم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہی یہانکے انگریزون نے آج تک کسی ایماندار متعصب اور خرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور شان و شوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیرفتگاری کا وہ سامان ہوا کہ جو جزیرہ دان کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے مجھے سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل مین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل مین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ و بمبئی سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین تصور کیے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آدے تاکہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اُسکی اصلی آب و رنگ
اور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سی نہین سکتی ہین
کیونکہ اول تو اُنکو خود بھی اپنی خبر نہین اور ثانیاً انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتدائے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کردی ہی ان وجوہ سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر نوبلیسٹ محرر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر پادری صاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان بانام و نشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کی مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان کے

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس فقیر کی ملاقات کو آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذہوش ہین اور اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی ؎

کند ہمجنس باہمجنس پرواز   کبوتر باکبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئی مہینے دو مہینے کا ہی عرصہ ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم ورواج اور طریق معاشرت و تمدن وغیرہ وغیرہ پر رائے دینے کے لیئے اکڑ کر بیٹھ گیا اور اپنے تیئن کے آدمی وکے پیر شدی کا مصداق بنادیا۔ مگر نہین مجھی اس تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملا ہی ایسا   شاید کسیکو سالہا سال مین نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذرا یسے ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین۔

یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اورریاست کسی چیز کی پروا نہین مگر جہان انکی آزادی کو کسینے اُنگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی کے نشہ سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ اُسکی ترنگ مین اُنھون نے اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے ساتھ بانٹ لیا ہی اور مرد و عورت کی حالت مین کوئی فرق نہین ہی معاذ اللہ یہان عورتین گھوڑا دوڑاتی ہین

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دو کانون مین ٹھُنتی ہین خدا جانے اور کتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آباد ہندوستان کی عورتون سے اگر یہان کی عورتون کی بےپردگی اور بےشرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے تو اُنکو فور اً شرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی حارتپ آجاوے کہ جو مثل شاخ چنار انکو جلادے یہان کے مکانات سواریان سب بےپردہ ہین اور یہان کے لوگون کا قول ہی کہ کھلے مکان مین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے غیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنؤ کے امرا کے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی بارہ دریان نہ ہوادار اور پردہ دار کوٹھے مکانون مین فن عمارت کے اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہی اور بڑے بڑے آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بہی دوسرے سامان آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ کہ ایسی کہ اُنکو اپنے نواب زادگان ہند اور والیان ملک کے مکانات اور ایوانون کے ایرانی قالین مخملی گاؤتکیے فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ دیسکین

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز ظلمات لاآلی باقی ہی کہ مین اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور چاے پانی مکھن اور توس پھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورجی مین رکھکر اور اپنی تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پر آبیٹھا - اور نہایت تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالون اور کیونکر اپنے حلیمانہ خیالات کی مطابق حفظ صحت کی قواعد کو نہ برتون دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمدہ سلہٹ کے فیل ندان کی سیتل پاٹی بچھی ہوئی ہی دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی ہی - اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہین - میز کے قریب آتشدان روشن ہی اور اسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہی اور مین بیور کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانساماں اکثر ہمارے واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہی اور یہودی قصاب کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو یہ حکم دیتے ہین تو وہ مُسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہی یہان کے لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس بجے تک سوتے رہتے ہین اور گویا یہان نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہی کوئی بھلا مانس تو نور کی تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ نئے بچّے کے مثل بولتا ہو -

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگون مین دو وجہون سی نہین ہی ایک تو یہ کہ انگریز لوگ
ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے
چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور
رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی
مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجد و نمین
جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہنے اور خوشبو لگا کر جا رہے ہونگے
اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہو گا کوئی وظیفہ مین
مصروف ہو گا کوئی درود پڑھتا ہو گا کوئی سجدۂ شکرانہ بجا لا رہا ہو گا اور
کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہو گا۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ یہان ہر طبقہ اور
درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام
مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب
کے قلعہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین۔ یہان ہر فشن اور پیشہ کے لوگون
کے تمام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علیحدہ ہین مثل فوجی
قانونی وزیری سفیری فرانسیسی اور جرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کی
اور شام کے بعد سے تھیٹرون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ
جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی
تفریح مین مصروف ہو جاتے ہین۔ تماشا خانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش
شطرنج اور میز کے اسنٹ کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہی اور ایسے ایسے سور کھلاڑی
ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

ناجائز ذریعہ سے لاکھون ہی لاکھ کماتے اور اڑاتے ہین کسی ہوٹل کے کسی
کمرے مین دو چار یار تاش کھیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی
طرف انڈے کی میز پر کھٹا کھٹ انٹی دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہو رہی ہے
کہین کافی اوڑ رہی ہی اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہی علاوہ اسکے
وضعدار اور طرحدار مالدار اور رؤسا خاتون اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین
خاص خاص دعوت کے جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچہ احباب مین مسائل
تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہی اور بڑی گرمجوشی سے تبادلۂ خیالات
اور آرا ہوتا ہی اور ہر شخص روزانہ صحبتون اور خاص جلسون مین راے دینے اور گفتگو
کرنیکے لیے تیار رہتا ہی اور اخبارونسے اپنی تحویل دماغ مین ہر قسم کے معلومات کا
خزانہ پیشتر سے جمع کر رکھتا ہی۔ جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ
کی کوٹھی ہی وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشا خانون اور
کلبون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ سہ

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست

پر عمل کرتی ہین۔ سحر خیزی کی مانع جو دو وجوہ میری خیال مین آئی تھے مینے بیان کیے اور شاید
یہ بھی گمان ہو سکتا ہی کہ چونکہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہی اسلیے ہر قسم کے
لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کیلئے بہتر تصور کرتے ہین
یہان کی عام مکانات آرامش درامش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنے کھینچی ہی اسکو
دیکھکر تو آپ پھڑک جائینگے اور علی الخصوص ہماری ملک کی وہ امیرزادی کہ جو شبانہ روز
بوبارہ اور تین کانے کھیتے رہتی ہین انکی دلونمین لندن کی سیر کا شوق بھر جائیگا مگر نہین

یہان کی عام مکانات تفریح اور ہماری ملک کی مدک خانی اور چنڈو خانے اور
عیش خانون سی آسمان و زمین کا فرق ہی اور کبھی کوئی منصفت مزاج اور دوربین ہمارے
ملک کی چانڈو خانے اور عشرت خانی پر یہان کی ہوٹل تماشا خانے اور جوا خانے کو
ترجیح نہین دیگا۔ یہان کارخانہ بہت فوق البھڑک ہی روشنی اچھی سامان اچھے مگر تسکین
آرام راحت اور ہم لوگونکی خیالات کی مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہی۔ ان مکانون
مین سناٹیکا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہی اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کسافت ہی۔
تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اُسکی جگہہ ہی۔ اور خلاصہ یہ کہ گوشۂ عافیت
کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہی غیر اور اجنبی لوگونمین ملنے جلنے سے ذی تکلفانہ تفریح کا
لطف کہان باقی رہتا ہی ہوٹل مین ہر قسم کی لوگ آتی جاتے اور رہتی ہین اور کوئی اُنکو
منع نہین کرسکتا ہی کیونکہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئیگا۔ ہمارے چانڈو خانون
مین گو ظاہر اسامان آرایش کم رہتا ہی مگر گوشۂ عافیت کی پوری تعریف اونپر
صادق آتی ہی اور اُنکو کان و معدن آسایش کہنا بجا ہی۔ ایک نفیس مکان چھوٹے
چھوٹے دروازے اور اُسکے سوا دہوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لیئے سیکڑون سوراخ
بیسیون روشندان پر تکلف فرش بڑے بڑے گاؤ تکیے اور چھوٹے چھوٹے گل تکیے
عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے مین اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ
جلتا ہو۔ اسکے سوا ہر شخص کی سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کی لیے اُگالدان وہانکے
جانیوالونپر بیٹھنا حرام ہو گیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور چنی کے لیئے غریب چانڈو باز
لوگ موجود ہین اُنکی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چھینٹے پر رات بھر خدمت کرین۔
فیرنی کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کہانیکے لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی مہذب بانہ صحبت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ کسیکی ٹانگ اور کسیکا مُنہ کسیکا چوتڑ اور کسیکا سر۔ ہر شخص کے لیے خوشبو کی گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار۔ اُنکی آزادی یہ ولایت کی آزادی نہین ہی بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا و مافیہا کے خیال سی یکایک دل کو دھود ہاکر پاک کردیتی ہی۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کی مصداق بنے ہوئے ہین۔ عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی چینکنے کی آواز تک سڑک کے چلنے والون نے نہین سُنی۔ قانون کی ایسے ماننے اور چاہنے والے کہ مچھر تک پر کبھی بھولے سے ہاتھ نہین اوٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کھانے پر بھی کسیکو نہین مارا امورات تمدن کی ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی راے مین نہین ہوا۔ اور افغانستان کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہین کیا۔ تہیابو کو زولوکا بادشاہ جانتے ہین۔ مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین۔ کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا۔ قانع اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر دن رات بسر کی۔ مردم آزاری کا وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کے خیال سی مہینون کپڑے نہین بدلتے ہین منتظم اور خوش معاملہ اور با مروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پانا بے تکلف ہوجاتے ہین۔ تقدیر پر ایسا تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنی کی خبر سنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا۔ گوشہ نشین ایسے کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا شب بیدار ایسے کہ رات بھر تارے گنا کرتے ہین۔ حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سی بازی لگا کر سوتے ہین۔

پورانی روشنی کا نامہ و پیام

یہان کے تماشا خانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہو روشنی کا اہتمام خوب ہوتا ہو اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پھیر سے سارے مکان کی ہیئت بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہو ابھی ہوٹل تہا ابھی دیوانخانہ ہو ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پھر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشاخانے اور تھیٹر اور اوپرا مین باجا بجتا ہو اور وہ اُسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہو اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دلسے جلد بھاگنے لگتا ہو اور لڑائی کا خوف اور سامان اون کی جگہ آجاتا ہے۔

اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے شیدا لوگ وہان اکثر گانا سننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پردہ آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہو رہے ہین اور اُس روز تو شب مارے وحشت کے بندہ کو نیند نہین آئی - ہائے ہائے جسنے چندر بھاگا نیرین جان ہیرا بدو خان اور تان رس خان کو سُنا ہوگا اور جسکے کان کہ بین سر بین سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اُسکو یہ جنگی باجے کی بھون بھون اور گون گون کی صدا اور چند بے سُری اور بے تالی اور بد اداز قوی ہیکل عورت و مرد کا چلّانا کیا خاک بھائیگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

ہم اور اس سے سہل اور عمدہ طور سے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کر لیجئے کہ جاڑون کی رات مین کسی پورانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش پر چند گیدڑ عالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر سے جو ایک مُہیب اور وحشتناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہی اور دور تک جاتی ہی اور اِرد گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہی اگر اوس آکے باہر سے کھڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو یہی خیال ہو گا کہ بچو کسی قبرگاہ مین مصروف جنگ و جدال ہین۔ دو آدمیونکا باہم ملکر یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علحدہ کودنے اور دوڑنے کا نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کالکا یا بندادین یا ہمارے جہان پناہ کو یہانکے لوگ ناچتے ہوئے دیکھین اور اُنکے توڑے کی آواز انکے کان تک پہونچے تو یہ لوگ کبھی ناچنے کا نام تک نہ لین تبانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سی اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی۔ سفید سفید بدقطع دانتون کا بیموقع نکالنا یہ ایک نخرا ہی۔ ہاتھون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے۔ سر کو جھکا کر پُھرتی سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور انھین بھلوانی ناز و نخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی یہ نہین کہ او مصری مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو چمکایا اور بیس امیرزادے شہید ہو گئے۔ بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا بجلی چمک گئی۔ بی گوہر نے پائچون کو ہاتھ سے اٹھایا اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے۔ بی حیدر نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور پٹنہ کے چند خانہ ساز نواب زادے

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے - بی ننھی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سے ہٹا دیا اور دو چار بابو کو لو ٹولہ مین بگھی سے لڑھک گئے - بی امانی جان نے محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی اور نوج کہکے لبون پر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نے بنارس مین کسی مہاجن بچے یا رئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مُفتری کہا اور وہ اپنے ذہن مین (نایٹ) ہوگیا ہمارے ہندوستان کے معاشیق اور پریوشون کے چلبلے بانکپن سیماب مزاجی - برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدردان کچھ ہمارے ہی ملک کے نازک خیال صاحب دماغ روشن دل اور صاحب مذاق لوگ ہین - یہ بیچارے آلو کے کھانے اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان پھر بھی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہرکس بخیال خویش خبطے دارد

اِسکا خیال بھی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون کے خیالات کے مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ بھی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل اُلٹا پایا گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور اپنے کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا- اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کے تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی اور (باربر) یعنے حجام اور طرح طرح کے رنگین اور زرکار لباس سے بہت کچھ اس خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ اور اسفید سفوف رنگ کے چمکانے اور دمکانے کے لیے چہرہ پر بے انتہا ملا جاتا ہی اور زر کثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اِس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زر ریزِ خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتوی دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور نہ رکھتا ہو اور آئینہ کے
سامنے جاکر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر ہان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اِس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارے مین شورہ
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھیے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کی لوگو نمین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکے امیرزادے ایک سیدھی مانگ کی نکالنے مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور اُنکے بالون کی سنورنی اور درست ہونیمین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے مین کیہر لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کتنے بکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح و شام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی میم لوگ اِن مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کارگیری سی چوڑا چہرہ گہا مرنقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بی ترکیب گات کیونکر درست ہو سکتی ہی اور اِن قدرتی

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک اِنکے چھپانے اور اون کو خوشنما کرکے دکھانے کی ترکیب ہو وہ کی جاتی ہو اور اُس سے فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہی ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا گندمی کُندنی اور سبز رنگ کہ جنہین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرّہ طرّار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین ستوان کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جلجائین اور فرط غیرت اور غصّہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔

یہان کی عورتین اکثر قوی الجسّہ ہین اور اُنکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑلے تو غالبًا کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔

مائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چاء اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب (گو کلاریٹ و بیر ہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہی تمھارا معشوق کے اسٹون وزن مین ہی اِس نئی تعریف کو سُنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشاخانون مین بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہی کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھڑی مین باندھکر اُن کے سپرد کردیا جای تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوس بھر لیجا سکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے توکریب کا دوپٹہ گران ہوتا ہی گرنٹ کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہی آب روان کی کرتی تک اُن کے بدن کو کاٹتی ہی سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہی شال کو کسی بکس مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر ہاتھ سے گر جاتی ہی خاصدان کے اُٹھانے سے جہنون قیفہ اور شانہ پر مومیائی ملی جاتی ہی مخملی تکیہ کی رگڑ سے اکثر رخسار پر خون جم جاتا ہے۔ اپنے دو تین مہینے کے لڑکے گود مین لینے سے دم چڑھ آتا ہی۔ ؎

بہبین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے) بھی تھوڑی سی سُن لیجئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو میم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری یا چھوکریان (کبھی) ساتھ رہتی ہین اور اونکو بھی رنگین لباس پہنایا جاتا ہی اور وہ آہستہ دُم دارگون والی میم کے ساتھ چلتے ہین اور اس لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا پیچدار فانوس یاد آتا ہی اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو رہی ہی اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پھر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کے دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ کامیاب نہوئے اور خود فیشن کو بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہوگئی

مولنا آزاد کی پُرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنے
ہندوستانی بی بی	اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی - اپنے بچّون کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار - انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہولے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم - عزیزون اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ روان ہمیشہ شاداب و ہمیشہ لبریز چشمہ کرم عصمت کے سراپا عزت و حمیت گلستان کی ہزار داستان بلبل - سچّی قناعت - اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادہ گلرنگ کے مینا کی قُلقُل - خالص و بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینہ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ - بالخلقت دوسرون کی وقف خدمت و چارہ سازی - بالطبع عزیزون کے لیئے سرگرم جان نوازی وہ غنچہ کہ ہوائے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دار و مدار ہی - وہ سرسبز اور بار ور شجر جو اپنے سایۂ عنایت و محبت کے جاگزینون پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت او رقید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہی - وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر و قناعت جسکی آبدار تلوار ہی - وہ منتظم جز رسی جسکی پیشین بنی اور داشتہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہی - زندگی کے ہر طوفان بلا نشان اور

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لیئے لنگر کا کام
دینے والی۔ اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی و چارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صاف
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی۔ اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پرواہانہ قطع نظر کرکے پروانہ وار نثار
ہونیوالی روئے اور ضدّی لڑکون کی پراثر اور پرشور و شر آواز کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی۔ وہ انسان
اولاد کی تمنّا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی۔ بے اولادی جسکے لیئے سخت
آفت اور قیامت ہی۔ وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ و تار زندان ہر ہندوستانی کے لیئے روضۂ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانۂ محبّت و ہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی۔ وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان رہتے ہین
وہ عمّان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین پنہان بہتے ہین۔ شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ۔ اونکے چہرۂ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو۔ اور حُسن افزا غازہ۔ وہ نیک کار بندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت۔ وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلّی عادت۔ شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل۔ جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل - ایک عالم کی مصیبت پر رونے کو فطرتی
طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی - وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے
قربان اور نثار ہی - ہزار دن شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی -
وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُر لذت اور بد اطوارون کے لیئے
ایک قسم کی ہلکی پرہیزی - ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری
مین انسداد دزدی کی منادی - غیر محسوس دلپسند اور پُر اثر دردمندانہ اور
قربان پزیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام
بناتی ہی - دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک
پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی - بدنفس و بد عقل ساس نندون کی
بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی - اپنے میکے والونکی
خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی - محل مین ہمچل حمل سے کے حمل
کرنے پر غرور انگیز مسرت کی اداد کھانے والی باوجود صحیح المزاج ہونے
کے جلدی سے صاحب اولاد ہونے کے پُر جنون تمنا مین بیسیون جاہلون
کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی - میان کی بدمزاجیون
کے کاکل پر پیچ و غم کے سُلجھانیکا خوبصورت شانہ - روان خانہ جان خانہ
اہل خانہ - وہ قیدی نواز جبار جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی
کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی - وہ مجنون پرور لیلی جسکے پاگل خانہ کا
دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پر فساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف
جہاد ہی - وہ باغیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مر کر نکلنے پر ناز وہ نازنین

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسّم نیاز ہی۔ اپنے عزیزون کی پیاری اپنے ماباپ کی دُلاری۔ دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس بنانے والی بہشتی ناری۔ لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے کی انا[ا] ہی۔ انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستثنی ہی۔ سوت کے خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی طور سے لڑنے جھگڑنے والی۔ وہ عجیب الخلقت عورت شملہ و نینی تال کی صحت بآب و ہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی۔ ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ جیلخانے مین جو آسایش اور بڑی نازش سے ستر اور اسی برس کی عمر تک ہشاش بشاش زندگی بسر کرتی ہی۔ سن تمیز مین بھی قید خانے اور گھر کی جسکو مطلق تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیر مرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز نہین۔ باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے۔ ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماکا بدل طرفدار ہی۔ مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور ہوا کھانے کا ذکر سنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین۔ محلسرا سے باہر نکلتے بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پانون زمین مین دو دو گز گڑتے ہین گورنمنٹ ہوس مین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح پھڑکتی ہے۔ غیر مرد کی چار چشمی کے تصور سے نو گرفتار جنگلی دیار گھوڑی کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی۔ رسائی اور حکومت کے جنگل کے مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بنکر جسکو

[ا] بہت خوب اڈیٹر

پھنسانا نہین آتا۔ اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خداداد صفتون
کے حُسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین
آتا۔ باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سروسامانی علاج کے بھی
نئو بیمارون کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار۔
شوہر کے دلی دلاتیی ہمسفر دوست سے ڈرائنگ روم مین کھڑے کھڑے
ذرا سا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر میکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور
بے انتہا اصرار۔ وہ جاندار تکیہ جسپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش امارت
اور سخاوت کا تکیہ ہی۔ وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک
درچاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہی۔ وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی
لیدار اور دلکش آوازہ بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہی۔ وہ نازک اندام
موم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہِ محبّت وعنایت بھی جسکے بدن مین شل کانٹے
کے گڑتی ہی۔ وہ چراغ محبت وشرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب
روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائیش اور عافیت کے کاشانے کو دائمی
طور سے پُرنور ہونے دینا محض بے سود جانا۔ وہ آبدار اور آبرودار دُرِ شرافت
وعفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سِلک
ازدواجی مین بہزار تمنّا وخواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر
بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا۔

چودہوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

لفظ	معنے
مہذب بی بی	دلکش - دلربا - اور دلفریب جڑی - میان سے سن مین دس ہبین برس بڑی - حلقۂ اغیار مین اکثر وقتِ جلوہ گری - لباس انسانی مین بے پر کی پری - وہ جادو جو سر چڑھکر بولے - وہ زندہ ترازو جو اپنے پرفسون آنکھونکے پلڑون مین ہر انسان کو تولے - غنچۂ دل جناب کی کھلانے کی ہوائے بہار - ایک انار ۱۰۰ . . . . . عمدہ اور مہذب خانگی شکارگاہ - نزاکت - دلفریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ - مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدا بہار - گل سشبو - سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو - میان کی نہایت معتمد مشیر - ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر - ہمدردی کی کان - محبت کی جان - میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلا نشان - ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا - ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا - میان کی سرتاج - ایک پنتھ اور ہزار کاج - ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال ہونیوالی - میان کی افزایش عزو مراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر - شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو - بے ضرر سحر - پُر لذت کرامت - بے خطا جادو - خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید - چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس - وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دلربا جاسوس - وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف

اور تُند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت ۔ کنبے کی رعایت ۔ مذہبی
حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بُھلا دے ۔ وہ حور وش ۔ تجربہ کار ۔
روشن دماغ اور ادا شناس دایہ جو بڑے بڑے قابل ۔ ہمہ دان ۔ آزاد ۔ اور
وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دو چار تسکین بار تھپکیون
سے مثل شیر خوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سُلا دے ۔ وہ
مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار ۔ جسکی ہر چشمک محبت ریز ۔ اور جسکی ہر
حرکت دلاویز ہے ۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان
جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے
بڑھ کر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہی ۔ مرض بد اقبالی اور ناقابلیت کی
صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین ۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی
کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین ۔ پانی نہین ۔ ہوا نہین ۔ وہ تریاق
جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلود ۔ اور ظلم انگیز حکمت عملی کے
نیشون خیز ۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کر دے ۔ وہ آفت
کار پر کار ۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پُر حکمت اور
سحر تاثیر گردش سے بڑھا کر ہالہ کر دے ۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت
کی مبارک فال ۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال ہر مرض کا
صحت بخش اور سامعہ نواز گلدستہ ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ مین
ہاون عقل کا کافوری دستہ ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور
سازگار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پُر خلش خار ۔ اور باعث ادبار میانکو بلی

کی ریل پیل مین توشۂ عفت و محبت در آغوش بوسہ - مہذب محفل رقص و سرود مین اپنے کرتب سے غرور کا موقع - اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب پرنگالی کا جام دے - گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے - میان کو پرنشن سوائی مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ - ایک برق آفت - ایک شررِ ہزار اخگر در جگر ایک آتش کا پرکالہ - بازار دنیا مین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے میان کے نام کو جگگانے والی - ہزار بار بگڑنے پر اُنکو ہزار بار بنانے والی - اما جان کی شفقت - باجی کی ہمدردی - دادی امان کی نازبرداری - یہ سب اُسمین موجود - بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُسکے سامنے اطلس اطاعت و فرمان برداری مین سر بسجود - ہمیشہ روان چشمۂ فیض - ہمیشہ بہار گلستان - اور ہمیشہ سر سبز بار آور شجرِ طریقۂ عشرت کا ہادی - مسلکِ تہذیب کا بادی - اقلیم شایستگی کا ہنرمند رہبر - کالے بہائیون کو عزت دینے اور ڈرانے کی چیز - سمندِ عقل و ہوش کی جوانی کے لیئے مزہ دار مہمیز - دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست - اتالیق معلّم - اور جانانِ شترِ بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل - ہندوستانی کے لیے مصیبت انگیز اور دائمی ذلیل خوش رنگ اور صحیح القوی لڑکونکے ڈھلنے کی مہذب اور خوشنما مشین[سلہ] مصنوعی آرایشون اور رنگ آمیزیون سے مجسّم ارشنگ چین - مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال - عاشق مزاج مچھلیون کے پھنسانے کا پُرتکلف جال -

سلہ کل

نوچی

نایکا جی کے امید و بیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے لنڈے اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید ریز اور پری وش پر پرواز۔ بڑی بی کے اڑگرے کی خوبصورت بریا بونی کی جوڑی۔ بازاری اکا۔ گزاری کی کشتی کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہاے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزارون طرحکی ذلت و رسوائی کا پیام ہی وہ چنچل جس کے کوتل مین شیطان کی خالا ہی۔ وہ سپاہی جس کا سب سے کارگر اور دل خراش ہتیار نظر کا بہالا ہی۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بیحیائی کا پیالہ اپنے پر بلا حلقے کے رندون کو پلاے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق مین ہزارون سوختہ دلون کو صورت پروانہ جلاے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چھری عشاق کے دلون کی کمزور گردنون پر پل کے پل مین پھر جاتی ہی۔ وہ بیوفاے مروت اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھ اپنے دل دادون کی طرف سے چشم زدن مین پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہانون کی ذلت اور رسوائی کو طشت از بام کر کے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان کے پر اثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کر کے بے لاگ دل کے اندر اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ تماش بینون کی اقلیم قلوب پر جما دیا جعلی محبت کا وہ زر قلب جس نے اپنی عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کی سونے کی قیمت کو کور باطن نوجوانون کی نظر مین گھٹا دیا۔ تماش بینون کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانون کی سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑہاپے مین بڑی بی کی امید اساس

لاٹھی۔ فرسِ قوت بہیمی کی خوبصورت کاٹھی۔ وہ صحت سوز کوچہ جس کی ہوا سم آلود ہی۔ وہ عزت و حمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی۔ وہ اخبار ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی۔ وہ شفا خانہ جس کا دماغی اعتدال سراسر جنون ہی۔ نائکا جی کا دل ربا آلہ جفا کاری مشعل عفت سوز حرامکاری حرامکاری کی اونچی دُکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان۔ بوڑھی تماش بینون کے لیے اُن کے اصول سے حلوان۔ نائکا جی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے وہ شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغن جان سے جلتی ہی۔ وہ مکارہ جو دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی۔ کبھی ڈرتی۔ کبھی بہلتی کبھی چمکتی۔ اور کبھی مچلتی ہے۔ تماش بینون کے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا۔ روسیاہی کا ہوش ربا طپانچا۔ اپنے مطلب کا کھلاڑی۔ .... پرست نوجوان کی ٹھیل گاڑی۔ نائکا جی کے دام کا دانہ۔ کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ۔ وہ سڑی بوٹی جسپر جیفہ خواران خوانِ حرام کاری لڑتے ہین۔ وہ آوارہ اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بے حیائی کی وہ روٹی جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بے تکلف لگتے دیکھا۔ آتش دوزخ کی وہ چنگاری جسکو سوختہ بخت نوجوانون کی باد برباد دی سے اور زیادہ سُلگتے دیکھا۔ ُلچّے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور مہ پارہ۔ واقع مین ذلت کا فوارہ۔ گردش کا سیّارہ۔ جفا کیش عیارہ۔ اور صحت سوز خام پارہ۔ شعراے ہند کی عروس مضامین کی نقل و حرکت کا میا

اُن کے فرس خیال کا پُراثر تازیانہ۔ نائکاجی کی شکارگاہ کا چیتہ۔ تماش بینون کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ فرم ساق پروری مین طاق ابلہ فریبی مین مشاق۔ وہ خودغرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زرکشی کی غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے زائیدہ کسے د.. کسی۔ فرمساؤن کی دیدۂ امید کا بصیرت نواز کاجل ظاہر مین سلام۔ باطن مین پیام اجل۔ چند بے غیرت لونڈون کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کمتر ذی شعور۔

نایکا تماش بینون کے کمزور سرشش کے لیے نزلۂ حار۔ عاشق مزاجون کے فلک آرام واقبال وکامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانون کی دل شکنی اور ایذارسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار حُسن پرست نوخیزون کے دیدۂ امید وتمنا مین کھٹکنے والا نوک دار شیطان کی خاص سواری کا شور پشت کٹر اڑیل ارجل اور بدذات رہوار۔ دجّال کے چار گوشۂ دنیا مین چڑھ کر پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضاشکن اور زندہ ہوادار۔ احسان فراموشی عہدشکنی مکاری اور دغابازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ وتار دہوان دہار اور ادبار۔ بارنجار رندمشربون کے اقالیم قلوب کا نحس نحس اور بربادکرنیوالا آزار۔ حکمت کا وہ زندہ پورٹمنٹو جو خم فلاطون پہ ہنستا ہی۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خودغرض اور خوشامد طلب ڈاین جسکی فتنہ ساز اور خون بار چشمگون سے طرفۃ العین مین سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل بنتا اور بگڑتا ہی۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کے آتشکدۂ آذر کی آگ کی زبان کا مُنہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر بیٹھنے کے قبل تیمناً وتبرکاً اوسکا بدنام اور نافرجام نام بوم لیتا ہے۔

وہ نادر نادر جسکا خراج ناامید حسرت زدون اور مظلوم امیرزادون کے دل کا
خون ہی- وہ اژدر مردم در جسکے بلانوش پُر وسعت اور عمیق غار آتش بار شکم کے
دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی- وہ ڈینگو فیور[1] جو قبر تک مین انسان
کی ہڈی کو جلاتا رہے- وہ دردمند حکیم، جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش
بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے- وہ تپنچہ جسکی
گولی کبھی جگر کے ادھر اڑی نہین- وہ اصفہانی تیغ مہتم جسکی ضرب بجز دل کے
اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین- وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی
گرم و سرد آزمائی سے بیسیون بقراط کو شیشے مین اوتارا ہی- وہ سورپھنکیت
جس نے بڑے بڑے کال پھنکیت اور پٹیت کو دم کے دم مین ہشیار کرکے بے پانی
کے مارا ہی- وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم وبا جسکے بھگانے کی کوئی موثر دعا نہین
وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین - وہ عقرب جسکے
نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی- وہ خونخوار بےمروت اور ظالم جیلر جسکی پُر خشم
پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل ور خصلت کے خویشتن
فراموش دل فروشون کے لیے چاہ بابل ہی- وہ نامہ آفرین کل جس مین رنڈیان
بنتی ترشتی اور ڈہلتی ہی- وہ جادو تاثیر گھر جس مین آفت کی پڑیان
اکسیر بننے کے قبل برسون جلتی ہین- وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو
نامی گرامی ملازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علامہ دہر
جو . . . میم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

[1] ایک قسم کا بخار جس مین ہڈیون تک مین درد ہوتا ہی ۱۲

اور پیارے اپنی بہار دانش مین ساری دنیا کی حکمت بتائے۔ دنیا کے
گنجینۂ حسن کا مار۔ ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔ مفت کے زر و جواہر
تولنے کی عمدہ ترازو بہولی اور انیلی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ
اور قوت بازو۔ وہ گدی نشین بہتر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملاہی
وہ پرانی خونخوار باگھنی جس کی خرش سے جوان مردون اور آکا ؤن کا کلیجا شل
ہید کے ملاہی۔ وہ پیر نابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ مین بحساب تعداد کبہی گہٹی
نہین۔ وہ بدچلن چنچل کہن سال اور بدخصال . . . جس سے معلم الملکوت لیسے
تیز تجربہ کار اداشناس دم باز اور زود آشنا کھلاڑی سے بھی کبہی اچہی طرح
پٹی نہین۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتش دان کو گرم کرنیکا کول۔ شرفا کے افسانۂ
ذلت اور رسوائی کی شہرت دینے کا بڑ ڈول ڈھول عاشقون کے داغ دار دل کے
خوش کرنے کا فراخ پان۔ گلستان فسق و فجور کا ہمیشہ بیدار پاسبان بادیۂ
عشرت کا پرانا غول۔ حسن کے تجارتی جہاز کے پال وڑانے اور لگانے کا مضبوط
مستول۔ ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی پتوار۔ بازار حسن و عشق کا مشہور
دغا باز اور فریبی ساہوکار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ
روان ہی۔ دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس مین نہ بارود ہی نہ دہوان
ہی۔ خونین جگرون کے اشک گلفام کی پرغور موج کے روکنے کا پشتہ۔ حیلہ
و فریب دغا و مکر کا کچا کشتہ۔ عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی
دواؤن کی قرابا دین۔ بیسوا پنے کی بساط کا فرزانہ فرزین (یا میرزادون
کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکہنے کی دوربین) وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

گرداب بلا ہی۔ وہ اخگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے
وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اُڑا نہین۔ وہ بم کا گولا
جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین۔ وہ رہزن جسکی کسی
نیل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین۔ وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین۔
بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرمامیٹر[1] جس مین خطا نہین مریض
درد و الم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[2] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین
وہ مغ جس کے خُم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا۔ وہ سمندر
جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی وہشیاری کو جوش نہین آیا۔ وہ عاشق گر
جس نے اپنی سحر آموز آنکھ کی ایک گردش سے سیکڑون میان مجنون اور ہزارون
فرہاد بنائے۔ وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑ کر کروڑون بتخانۂ بیداد بنائے
وہ بوم جسکا ویرانہ امیرون کا کاشانہ ہی۔ وہ لالچی مرغ زر و جواہر جسکا دانہ ہی۔
عاشقون کے پہلو کا ایذا رسان پھوڑا۔ شور پشت عیاشونکی ادب آموزی کا
کوڑا۔ وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہر نا تجربہ کار شناور دریاے الفت نے
غوطہ کھایا ہی۔ وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا
پایا ہی۔ وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے۔ وہ کھرل جس مین
عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جاے۔ وہ جونک جو دولتمندون
کے بدن مین ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہین۔ وہ فساد کی شیشی
جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہین۔ وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

[1] مقیاس الحرارۃ ۱۲ [2] دوا خانہ ۱۲

OSMANIA UNIVERSITY

کشمش اور کوشش سے دور دور سے رزق تازہ شکار کھینچ لائے۔ وہ ڈبی بیر بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی پلائے۔ وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین۔ وہ پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے بڑھا نہین۔ رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پر نور لیمپ ترم ساقون کے لشکر نحوست پیکر کا محفوظ کمپ۔ رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اُٹھانیکا کفگیر۔ مجسّم ریاست شکنی و تعلقہ لاخراج جاگیر۔ تماش بینون کے سیاہ نامۂ اعمال کا شیرازہ۔ دنیا سے سیدھی دوزخ مین جانیکا وسیع بلند اور کشادہ دروازہ۔ عیاشون کے بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ۔ دنیا مین گنہگارون کے عذاب کے لیے قدرتی شکنجہ۔ مکتب عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال۔ دلدادون کی جان کا جنجال۔ امیرزادون کا منی بیگ۔ غیبی خزانے کی بڑی دیگ.... گرو گھنٹال تماش بینون کی سزائے اعمال۔ خوان حسن کا سرپوش۔ جو نما گندم فروش۔ ایک سیم شحیم لالچی تند خو۔ غضبناک۔ بیباک بے رحم اور بے مروت دلالہ۔ فرعون کی مان شیطان کی خالہ۔

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا

مغربی نسوانی آزادی۔ شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر۔ باوجود بدرنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی کوٹھی مین استعمال پذیر۔ میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار اور خدمت گزار آلہ۔ شدت گرما گرمی اور بیجا بانہ سیماب وشی سے ہمسایگی

عورتون کی نظر مین ایک پر بلا شعلۂ جوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت اور کمیاب چیزون کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ - بابالوگون کے جھولنے اور سونے کا محفوظ اور مضبوط چرمی گھوارہ - برق وشانہ گرم رفتاری و مصنوعی ادا سے ہر ہر قدم پر دم بہ دم سایے کو بھڑکانے والی - غیر معمولی آرام و آزادی کی بیقرارانہ گدگدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بھڑک بھڑک کر کوٹھی کی خانسامانون خدمتگارون اور مشعلچیون کی آتش شوق کو بھڑکانے والی مصیبت - وہ عہدہ دارون کے اکثر برے وقتون مین کام آنیوالی ہندوستانی رؤسا امرا اور عمالون سے ہر ہر پرب اور تیوہار مین معمولی طور سے انعام پانے والی - وہ ہندوستانی ٹیلیفون جو انگریزون کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری رہے - وہ عقرب جس کا نیش ہزارون سنگینون کی چوٹون پر بھاری ہی - وہ سامری جسکے ایک منتر سے ہزارون آفت اور لاکھون بلا ٹلتی ہی - وہ انسان جس کے سایے سے پری تک جلتی ہے - رئیسون کے خاص کمرون مین نسیم سحری کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہی - جسکی ادنی سی بے اعتنائی اور آزردگی بڑے بڑے لوگون کے لیے سبب شامت ہی - اینڑ اوباش ناجنس خواجہ تاشون پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کر کے کبھی کبھی تکلیف اور رسوائی سے بغلگیر اور ہچشمون کی ذلت بار اور جگر فگار چشمکون کے اثر افشان تازیانون کی پے در پے چوٹون سے کبھی کبھی عقد نکاح سے دائمی پا بہ زنجیر اپنی رسائی کو دوسرے کی نظر مین تیز کر کے دکھانی کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے مختلف کمرون سے نہایت ایٹھ ہوئم ہو کر ایک ظاہری بے پردگی کی اداسی

یار بار آنے جانے والی۔ ہر قدم پر ہزار طرح کی نوایجاد اٹھکھیلیون سے جم جم کر
اپنی خوش ادائی اور بانک پن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والون
کے دلون مین جمانے والی۔ ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ
سخن طراز میم صاحبہ کے مُنہ لگ کر دوسرے ملازمون پر خواہ مخواہ زبان دراز۔
مینو کی اکلائی۔ یکرنگے کی گوٹ اور دریس کے لہنگے کی زیبایش وقت خرامش
کن انکھیون سے مضطربانہ دیکھہ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے
ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پر داد کی خواستگار
باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزائش کی پالایش سے مسن
ملازمین کوٹھی اور چپراسیون کے پُھپی۔ خالہ اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ ٹھاٹ
اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار۔ مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن
سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقون مین برت برت کر دکہانے والی۔ یورپ کی
تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند کرکے ہندوستان کے
خس وسفال پوش مکانات مین پرجوش ادا سے لانے والی۔ صاحبان
عالی شان کی ترقی۔ رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کی واسطے
ہوم گزٹ کا پرچہ مستند ہی۔ وہ نیم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین
کے اثر سے مستثنیٰ اور جملہ قسم کی جوابدہیون سے آزاد ہی۔ یوروپین
مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون کے مطلع پر
ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہوکر لٹکتی ہی۔ ساق سیمین کی
نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لہنگے کو ٹانگون سے اوجہا اوچہا کر بار بار ٹپکتی

اور جھنکتی ہے - اپنے شوہرون سے اکثر خانہ جنگی - ہنٹو اور انگریزی بُرے خصائل کی ایک سچی تصویر دورنگی اپنے ہمقوم اور ہمسایے کے خیال مین ذات پات کھو کہاکر کمانے والی - گھر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پہر لوٹکر گھر کم آنے والی - اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بے اعتنائی کی سیلی سے غصے اور رنج مین ڈوب کر ابر سیاہ کی طرح گھر سے نکل جانے والی اکثر ساس نند کی ایذا رسانی اور دلازاری کی تاب نہ لاکر حکام عالی شان کی کوٹھی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے - مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی ہی دستگیر ہے کوٹھی سے روزنادر معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لاکر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی کھلبلی مچانے والی - اپنی فراتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون بہت کچھ واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی - ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی ادا سے اپنا رعب جمانے پر جسنے اودہار کہایا ہے - ہر فصل بہار مین شملے اور نینی تال کی صحت مالا مال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہی اکثر نازک اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دارونکا ٹیکٹ لیجاکر سیکڑون شرفا کو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی - اپنی خاص خاص حسن خدمت کے صلے مین بہت کچھ واجبی انعام و اکرام پانے والی - اکثر امور خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کمتر نیک بخت اور سیدہی - اکثر چالاک اور شریر مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دولاری - بابا لوگون کی ٹہیل گاڑی کی خوش رفتاری سے غیر محسوس طور پر ہندوستانی باپون کو

پرورش اولاد میں ہوا خوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پرتاثیر تعلیم دینے والی - بیمون کی خصلت کی انگریزی کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت ہیمون سرشت مین بے تکلف و تکلیف قبول کر لینے والی - بیسیون ننگ شکاف - الیرٹ اور ٹیلر کو ہوا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی سی ڈراتی ہی اکثر اون کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدھ خوش آیند تان بھی اوڑاتی ہے، - لفٹنٹ گورنر ہونے والے مغرلی پودھون کو اپنے کنار عاطفت کی کیاری مین برسون سچی محبت اور خالص ہمدردی کے آب حیات سے سینچ کر بدلنے والی - لڑکپن کی معصومانہ مدہوشی مین انکو روز بیسیون پر آفت اور پر مصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبھالنے والی - وہ ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی یوروپین سازش ہی - ایک دریس کے لنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہی - آیا آیا کی جان نواز آواز انگلو انڈین کے بچون کے نچانے کا سب سے پراثر ہندوستانی باجا ہے - ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گود مین فرط بے پروائی و آرام و مسرت سے ایک ہندوستانی راجا ہے - وہ ہندوستانی نیمل تالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی مین ہوتی ہی - وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت خیز خیالات کو صاف کر کے ولایتی صابون سے دھوتی ہی - پیرانی کی کرامت کی خوشبو میم صاحبون کے شامے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی - ولایتی عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر انکے اعتماد اور اعتقاد کو گھر سے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیالات لانے لیجانیوالی

نذر و نیاز کے مد خرچ کے لیے میم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور درگاہی حلقون مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیۂ تائیدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی تقریبون مین نہایت سیر چشمی سے سیر کرکے اپنے مہمانون کو کھلاتی ہے۔ ڈاک کے دو ہزارے لینڈو[سلہ] کے مخملی گدے پر نہایت شان و شوکت سے دم سیر بیٹھکر جذبِ حرارت تفاخر کرکے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس سیلون مین میم صاحبہ سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پانے پر مسکرا مسکرا کر اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب و رعب جمانے والی۔ اکثر انگلو انڈین خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑی بحرہ ہے مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک تبحر اور ہمہ دانی کی ادا سے ہمسایے کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے نشے کا ایک مزہ دار سرور ہے۔ گھر سے نکل کر بگڑ کر بننے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور سے تننے والی۔ پنشن لیکر ذات مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین دیکر اکثر حصہ پانی کھلواتی ہی۔ تا دم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کھاتی ہے اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پرورش پنشن پاتی ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

سلہ ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاری ۱۲

بال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک
زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ و تار وحشت آثار اور کلفت کے
درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین بے پروائی
اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز
اور چابکدست محرر کی تجربہ کار اور پرکار در کنار الماسی نوک قلم کے کچوکون
سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوؤن کو بچا جانے والی
ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین معین
ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیجا بانہ ہماری برش
خیال کی پوری زد پر آکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکھانے والی۔

یورپین کنسرٹ (یورپ کے سلاطین کا اتفاق)

ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ
وجدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی
کے بچے کے جھولنے کا ہنڈولا۔ مصنوعی اتفاق۔ پرانی کاوش۔ تاریخی
عداوت۔ اور پر شوکت دھمکی۔ کے جھلانے کا جھولا۔ کمزور کے دبانے کا ہتیار۔
باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار۔ مدبران یورپ کے دریائے عقل
کی بلند سوج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلح نامون کے
شروط یاد دلانے کی تاکید۔ مانٹی نگرو کے واسطے نصرت اثر نوید۔ سلاطین یورپ
کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن۔ مجبور الامیرون
کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مشرقی مسئلے کے حل
کرنے کی کھرل۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو کمزور بنانے کی

ولایتی کل - کمزور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آیندہ ترقی کا نہایت نیک شگون - دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا بہانہ - اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹینی کے لیے دانہ نثار وا اصرار - دشکن دباؤ نا جائز جبر - احمد کا مردہ - محمود کی قبر - اندرونی اختلاف کے ڈہا کنے کا سرپوش - وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سرجوش - شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام - ترکون کی لیے ایک روح افزا - جان پرور اور مسرت بار پیام - پرانے مریض کے لیے نیا نہایت پرسکر نپشن[ا] سلطنت ٹرکی کی انتظامی ریورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست رزولیوشن - مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک بنتھ ہزار کاج -

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی) مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کی قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکہانے کا تہیٹر - وہ پالی جہان کا اصیل اور ٹینی دونون کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ بیچنے والے کی دُکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور - خیالی اور لسانی کُشتی کا مہذب اکہاڑا - تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا کے چت پٹ ہوجانے کا سہارا - مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط دیوار - ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا سنگی حصار - ستم دیدون کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ و نادر داوری گاہ جہان کوئی کالا وکیل نہین - انصاف آموزی کا وہ اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے انسداد کی

[ا] نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔ غل مچانے اور گپ ہانکنے کا بلند زینہ۔ قومی دولت
قومی عزت۔ قومی قوت۔ قومی لیاقت۔ قومی فصاحت اور قومی شوکت
کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ) انگریزی معصوم لفظون کا اولڑ بابا۔ خشک تحسین۔ خشک سلام۔
خشک احسان۔ وہ پائی جسکے اندر صرف ہوا ہی وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش
کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی۔ وہ انعام جو سال بھر
دل ودماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔ وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری
کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔ وہ پُر معنی لفظ جس نے حاتم دلون کی سخاوت
کی داد دی ہی۔ وہ کرامت کی پڑیا جس نے بڑے رجواڑون کے دل و
دماغ کی خبر لی ہی۔ وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا
خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے
خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔ وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا لفافہ
بغیر کمخواب ور زربفت کے درست نہین ہوتا۔ وہ پرتاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان
سے نکلتے ہوے ٹالدے۔ وہ تسخیر باتاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنائے
وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آپ مصفا سے
ربڑ کے تکیے کی طرح پھلا دے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ بابا نغانی کو ایک
آن مین ہنسا دے۔

سلہ ایک قسم کا انگریزی کھانا سرپوشس کی صورت کا ۱۲

پولیسی (حکمت عملی)	خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدون مین نام۔ بانگِ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خودغرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنا فراموشی۔ گیدڑ بھبکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمنٹ کے آپس کا نازونیاز۔ کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو مبالغے سے بیان کرنا۔ اپنے منھ میان مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش۔ خیالی لڑائی مین حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہان مین ہان ملانا۔ مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا۔ کسی کے جلتے ہوے گھر سے تاپنا۔
آنر (عزت)	مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موقر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسون کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقارخانے مین طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیف قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہین جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگون کا دماغ معطر رہتا ہے۔
ٹرسٹ (حقوق)	وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہین۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسرون کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جسپر ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتے اس ہیبت ناک طرح سے لڑین کہ اُن کی آواز سے دوسرون کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال مین پھنستی نہین۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش مین بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوے ہین۔

مه نور می فشاند و سگ بانگ می زند

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی جس مین صفات ذیل ہون۔

(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین۔ مگر جس خاندان سی ہو اُسکے خون مین تازگی ہو۔ اس تازگی کا ثبوت یون ہو سکتا ہی کہ بذریعہ اسناد یا شہادت چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اُسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقۃ اور صحیح المزاج غیر خاندان کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائید سی منتقل کیا گیا تھا۔ (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبّی خیالات سے تازگی خون کا ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس۴۰ اور پچاس۵۰ کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔ قویٰ درست۔ طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت دُبلی نہ بہت فربہ وزن قریب تین مَن کے (جو کہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سارے ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھون کی ضرورت نہین۔ معمولی چھوٹی گربہ نما آنکھین بہت خوشگوار ہون گی صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوای مرض موت کے ڈاکٹر اور حکیم بُلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو کسی قدر معمولی دوا مین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

تعلیم و تربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلی درجے کی تہذیب یافتہ انگلش یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر چل پھر سکے۔ گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو۔ ناچنے مین اگر کمال نہو تو اتنا دم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی تہذیب اور فرحت بخش بالی مین بخوبی تھکا دے۔ گھس بیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پزیر ہونے کے لیے تیار ہو۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ بات ہے۔ اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعوی۔ وہ یا اُس کے قرابت مند زور و شور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسبنامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھ ملا دینا میرا ذمہ۔ اس کا تردد ہرگز نہ کرین) خوش خوراک۔ خوش گپ (خوش ادا۔ اور خوش مزاج ہو) خوش خوراکی سے ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اقل مرتبہ دو تین سیر گوشت دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے ماسوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نہ بہت خشکی ہو نہ بہت تری ہو۔ نئی روشنی کی پھلجھڑی۔ تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی۔ خلاصہ یہ کہ چٹی نیچری ہو۔ گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی آب و ہوا کی سختی کو برداشت کر سکے۔ قانون کے مطابق شادی ہوگی۔ اور رجسٹرار

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بے بہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی توکس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا) کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل و ونسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دھوئی جاسکتی ہی؟ یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کر کسی جنٹلمین کو پھنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمایشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو نمایشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تھا۔

بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کر دے بلکہ لڑکونکے جننے کے شوق سے اوسکا دل و دماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پھول اور پتون سے

مشتہر اپنے مختصر حال سے بھی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا موقع دیتا ہے اور درصورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تفصیلی حالات سے بہی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی۔ فی الحال بفضل نیچر مین
ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمایشی بی بی کو لیکر
آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع
صاف نظر آتا ہی۔ کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا
دور دورہ ہی اور میرا لگا بہی گویا ایک طرح لگ چکا ہی فضل نیچری کے سایے
مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بہی اپنے شہر نیچر آباد کا کالا
ڈیوک بن جاؤن گا اور پہر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے
شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا۔ مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک فرمایشی
میم صاحبہ کے لبھانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج و راحت بنانے
کے لیے کم نہین ہی۔

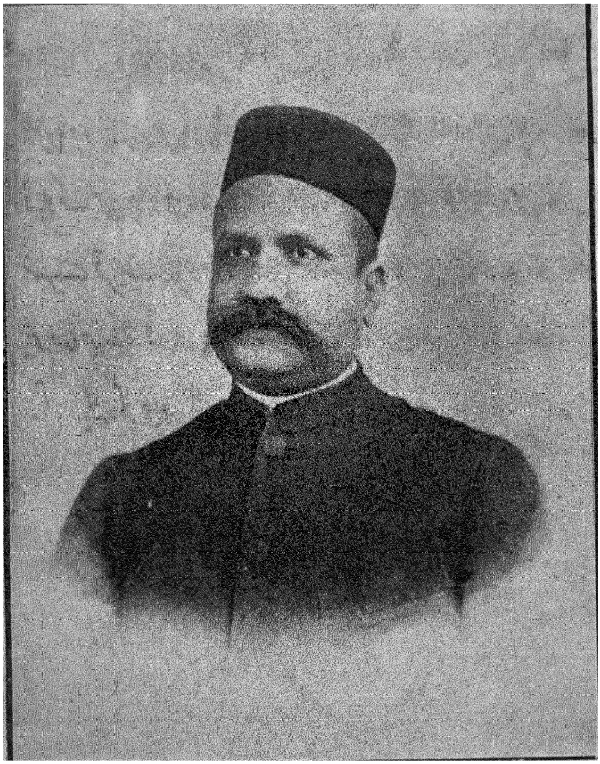

مُنشی جوالا پرشاد برقؔ مرحوم

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ ضلع سیتاپور قصبۂ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔ ۱۸۸۰ء ضلع کھیری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۸۰ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۲ء مین بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۳ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فدائے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۵ء کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کرکے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین خاطر خواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر ایڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ کی جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ مین بعارضہ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔ انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودھ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم بامسمی برقؔ تھے۔ اردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اردو کا مضمون تیرہ برس کے سن مین کالستھ سماچار مین لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑھتا ہے۔ لکھنؤ مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجادؔ حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجرؔ منشی احمد علی شوقؔ سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنھون نے اپنی ابتدا سے اودھ پنچ کی پودھ کو سینچا۔

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زبلندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخنسنجوں میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظموں کے جو اودھ پنچ میں اکثر شائع ہوئیں مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کرومیو جولٹ کا ترجمہ ہی انکی شاعری کے بہترین نمونے ہیں۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سرسید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ ع

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت میں کیا ہی کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سنا کہ ترجمہ میں اصل قصہ کی تازگی موجود ہی۔ بنگالی دلہن۔ پرتاب۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل میں بنگالی زبان کے قصہ ہیں جنکی تصویر اردو زبان میں اتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شکسپیر کے تو یا دس ناٹکونکا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر میں کیا ہی اور اگر زندگی وفا کرتی تو اونکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کر ڈالتی مگر ۱۹۰۸ء میں اس کام کی ابتدا ہوئی اور ۱۹۰۹ء میں اُنکی زندگی کا انسانہ ختم ہو گیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علیصاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستونمیں تھے۔ اودھ پنچ میں دونونکے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکھا ہوا ہی جبکہ قیصر گنج میں پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونوں رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہیں رہی۔ آج کچھ اور ہی کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون میں آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہی۔ زمانے کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہیں۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیوں کو چھوڑ کر نئی زمانا گس طرح پر آرہا ہی۔

مقفیٰ اور مسجّع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی - اہل زبانون کی پیاری پیاری اچھوتے روزمرے سُنکر جی پھڑک اوٹھتا ہی - سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجا تاہی - ع

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم   کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات - جرا نتقال ور طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پہرکس برتے پر تتا پانی - لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس نگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہ بہی مسلف ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادے مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہ سکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی - مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سوای آپکے کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کی مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پہونکی - اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور با اثر کوششون نے اودھ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائداری کے ساتھہ چڑھایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی نہ مغربی خیالات باوجود اپنی ذاتی تبائن کی نہایت خوبصورتی کی بساتھہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتے ہین - مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے -

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی — کس ناز سے ہے بہار آتی
کم سن۔ الھڑ۔ حسین۔ ایلی — چوتھی کی دولھن نئی نویلی
بوٹا سا وہ قد بہار کے دن — اوٹھتی کوپل اوبھار کے دن
گہنا پھولون کا زیب تن کر — دھانی جوڑا نیا پہن کر
گھونگٹ اک ناز سے نکالے — سہرا پھولون کا مُنہ پہ ڈالے
ہریالی بنی وطن مین آئی — اک سبز پری وطن مین آئی
اوتری گلشن مین جب سواری — سورج نے آرتی اوتاری
گل نے زرگل کیا نچھاور — صدقے ہوئی عندلیب اوڑکر
شبنم بھر لائی کورے کورے — شربت سے گلاب کے سکورے
خورشید نے آئینہ دکھایا — کرنون نے مورچھل ہلایا
نہرین ہر پھر کے لائین پانی — سبزے نے بچھایا فرش دھانی
خوشیان اشجار نے منائین — میوون کی ڈالیان لگائین
غنچون نے چٹک کے لین بلائین — بلبل نے چہک کی دین دعائین
مُرغان چمن نے گیت گائے — ہر رنگ کے زمزمے سُنائے
چڑیون نے گا کے دل لبھایا — مورون نے ناچ کر رجھایا
بدلی پھولون نے اپنی وردی — اودی۔ زنگاری۔ لاجوردی
بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی — کوئل نے یہ پھیر دی منادی
معشوقۂ گلعذار آئی — آئی آئی بہار آئی

سُن گُن جو ہین فصل گل کی پائی — سردی گھبرائی سٹ پٹائی
گردش سے دنون کے بیخطر تھی — مطلق نہ بسنت کی خبر تھی
معزولی کی اپنی پاتے ہی چھاؤن — اوترکو کسک چلی دبے پاؤن
رنگ اوڑگیا پہلے جو جما تھا — گھر ہٹ گیا جو بنا ہوا تھا
بیچاری کی کوکھ اوجڑ گئی ہے — پالے پر اوس پڑ گئی ہے
گھرے پہ گھٹا ہے غم کی چھائی — چہرے پہ ہے چھوٹتی ہوائی
پھوٹی قسمت پہ روتی ہے برف — ہستی گھُل گھُل کے کھوتی ہی برف
رنگت ارض و سما کی بدلی — صورت سیرت ہوا کی بدلی
اطراف جہان مین مچ گئی عید — پہونچا خطِ استوا پہ خورشید
چرخ چارم پہ ہے نمایان — فیاض زمان مسیح دوران
چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے — ہے نشو و نما اوسی کے دم سے
نیچر کو شعاعین پالتی ہین — ہر چیز مین جان ڈالتی ہین
کرنون نے گڑی جڑون مین گھُس کر — پیدا کیے یہ نمو کے جوہر
شاخون مین جڑون سی چڑھ کی پہونچین — دوڑین پتون مین بڑھ کی پہونچین
سجنے لگین باغ و بوستان کو — رنگنے لگین تختہ جہان کو
فیروزی ۔ صندلی ۔ گلابی — خاکی ۔ عنّابی ۔ سُرخ ۔ آبی
لاکھی ۔ نارنجی ۔ ارغوانی — طوسی ۔ خشخاشی ۔ آسمانی
کافوری ۔ کاکریزی ۔ لاہی — بادامی ۔ سیاہ ۔ زرد ۔ کاہی
عنّابی ۔ پیازی ۔ زعفرانی — ماشی ۔ زنگاری ۔ سبز ۔ دہانی

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن
پر سبزے پہ ہے بلا کا جوبن

سایہ بھی ہے اور سمین روشنی بھی
گرمی سے ملی جلی ہے سردی

سبزے کا او بہار کیون نہ بہائے
ہر فصل بہار کیون نہ بہائے

او آنکھون کو نور دینے والے
او دل کو سرور دینے والے

کُہسارون پہ توہی ڈھ ڈہایا
گلزارون مین توہی لہلہایا

ساری خلقت ہری ہری تجھ سے
ہر چیز ہری بھری ہے تجھ سے

اللہ ری نمو کی کارسازی
بخشی گلشن کو روح تازی

بادِ سحری چلی جو سن سن
اُبھرا ہر شاخ گل کا جوبن

سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا
ننھی کلیان ہوئین ہویدا

چھیڑا جو صبا نے کسمسائین
کچھ کچھ دبے ہونٹون مُسکرائین

پھر گل پہ نسیم نے کھلایا
بڑھکر پہلو مین گُدگُدایا

سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین
پھولے نہ وہ جامے مین سمائین

باچھین گئین کھل خوشی کے مارے
دم پھول گیا ہنسی کے مارے

خوشبو درج دہن سے نکلی
اترائی ہوئی چمن سے نکلی

کچھ ایسی دماغ مین سمائی
شاخ گل کو ہوا بتائی

اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے
چُہلین کرتی ہوئی ہوا سے

گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے
جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے

ہر موج نسیم تھی معنبر
خوشبو سے جہان ہوا معطر

پیارا پیارا سمان جو دیکھا
خلقت کو شادمان جو دیکھا

گھر سے اپنے کسان نکلے
بوڑھے بالے جوان نکلے

تارون کی چھاؤن منہ اندھیرے
کھیتون مین پہونچ گئے سویرے

گوڑی جوتی زمین کمائی
نیچے کی زمین اوپر آئی

بو جوت کے بیڑیان لگائین
کچھ لوگون نے چرخیان لگائین

پُرسے پانی کسی نے کھینچا
بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا

برہا کوئی سنبھالتا ہے
نالی کوئی نکالتا ہے

مل مل کے دہاتنین ہین گاتی
کھُرپی لیے کھیت مین نراتی

کھیتی پہ نثار ہونے والے
وہ جوتنے والے بونے والے

فارغ ہوئے آج جوت بوکر
پلٹے گھر ہاتھ پائون دھوکر

پانی کھیتون مین بھر چکے وہ
جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ

اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد
اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد

آفت سے اوسے خدا بچائے
اُمید پہ پانی پھر نہ جائے

بیچین ہین سخت ہے تردد
ہر دم کمبخت ہے تردد

دھڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد
کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد

دل مین ہین یہ وسوسے سمائے
گروی گیہون مین لگ نہ جائے

پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد
پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد

پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے
گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے

پیڑون پر ٹڈیان نہ چھا جائین
ہر ہے گور و نہ کھیت کھا جائین

چوہون سے کے کاٹنے کا ڈر ہے
دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے
کھیتی پر اوس پڑ نہ جاے

دل ٹوٹ گیا تھے جو بادل
جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل

پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد
سرسون نہ جمی تو مُنہ ہوا زرد

خورشید حمل سے ہو ہویدا
نیچر مین کر امتزاج پیدا

برہم نہ مزاج آب و گِل ہو
حدّت کرنون کی معتدل ہو

بادل برسادے ابرِ نیسان
دانے موتی سے رولے دہقان

شبنم بڑھ جا تو ڈالیون مین
موتی سے پرو دے بالیون مین

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آؤ
اودی اودی گھٹائین چھاؤ

گھبرا نہ کسان ہی خدا ساتھ
اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ

دنیا کا رفیق تو ہے دہقان
عالم کا شفیق تو ہے دہقان

مُفلس۔ قلاّش۔ بھُوکے محتاج
زردار۔ امیر۔ صاحبِ تاج

سب کا تو نے ہے پیٹ پالا
تیرا ہو جہان مین بول بالا

تیری فیاضیان ہین مشہور
کیونکر نہ ہو تجھپر ہند مغرور

یارب برسادے ابرِ رحمت
لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت

نیت مین ہو پھل جناب باری
محنت ہو سوپھل جناب باری

ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا
شاخین پھولین پھلین خدایا

ہان جوشِ نمو بڑھے الٓہی
یہ بیل منڈھے چڑھے الٓہی

پودے جو نہال ہون تو نجاے
دہقان خوش حال ہون تو نجاے

اے ابر کنون بہ جوش درآ
اے رحمتِ حق بہ جوش درآ

گاڑھی ہے کسان کی کمائی
باشد کہ بر و کرم نمائی

دکھلایا دکھانے یہ نتیجا — آہون سے فلک کا دل پسیجا
نکلا تیزی سے مہر انور — حدّت سے بھڑک اوٹھا سمندر
کرنون کی اودھر بڑھی شرارت — پانی کی اودھر بڑھی حرارت
قلزم کی بدن مین لگ گئی آگ — منہ پر غصے سے آگیا جھاگ
اک جوش مین آیا بحرِ زخار — دل بادلون کے چڑھے دہوان دہار
چھایا بڑھکر فلک پہ مارا — چھانٹا دل کا بخار سارا
خورشید کو بادلون نے گھیرا — عالم مین چھا گیا اندھیرا
کرنون سے ہوا لطیف ہوکر — چلنے لگی بن کے باد صرصر
بادل اڑتے ہوا سے بھاگے — باتین کرتے ہوا سے بھاگے
میدانون مین بڑھ کے آگئے وہ — کہساروں پہ چڑھ کے چھاگئے وہ
ٹکرا کے پہاڑ سے کہین پر — جھلا کے برس پڑے وہین پر
اونچی نیچی پہاڑیون پر — دہارین گرتی ہین لڑکھڑاکر
چشمے کہین زور کر رہے ہین — نالے کہین شور کر رہے ہین
نہرین اٹھلاتی جا رہی ہین — لہرین موجین اوڑا رہی ہین
سبزے سے ہرا ہے دامنِ کوہ — پھولون سے بھرا ہے دامنِ کوہ
تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی — گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی
سبزے کا پہاڑ پر یہ انداز — جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز
گھاٹی پھولون سے رشک گلزار — ڈالی پہ درخت سلسلہ وار
معشوقہ سبزہ رنگ ہے گھاس — ہر پھول مین ہی دو طن کی بوباس
بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر — بندھن واری بندھی ہے در پر

چرتے ہین ہرن ہرے جمائے　　بھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے
مستی مین کلیلین کر رہے ہین　　میدان مین طرارے بھر رہے ہین
کھوہون مین چھپے ہوئے ہین زہاد　　دنیا بھولی ہوئی خدا یاد
چپ بیٹھے ہین دہونیان رمائے　　اللہ سے اپنے لو لگائے
جل پیتے ہین کھا کے جنگلی پھل　　جنگل مین منا رہے ہین منگل
پھل پھول پہ کرتے ہین قناعت　　تنہائی مین کرتے ہین عبادت
صانع کی دیکھتے ہین صنعت　　اللہ کی دیکھتے ہین قدرت
ہر شے سے عیان ہی نور اوسکا　　ہر رنگ مین ہے ظہور اوسکا
افلاک وزمین۔ نجوم وحیوان　　دہات اور نبات۔ جن وانسان
جہیلین۔ دریا۔ پہاڑ۔ چشمے　　اوسکی قدرت کے ہین کرشمے
مرغان چمن سرود مین گاؤ　　توحید کے زمزمے سناؤ
نہرو پھر پھر کے ہو عبادت　　جھرنو گر گر کے ہو عبادت
سر سجدے کو خم کراؤ ثمر تو　　جھک جاؤ شاخ بارور تو
مرغان چمن چہک اوٹھو تم　　گلہائے چمن مہک اوٹھو تم
بلبل کی زبان پہ قال آئے　　پتّی پتّی کو حال آئے
قدرت کے ہتھکنڈے ہین نرالے　　دیکھین آنکھون سے آنکھون والے
تازہ کیا جسم وجان کو اوسنے　　سرسبز کیا جہان کو اوسنے
ہے رشک جنان ہر ایک گلشن　　ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن
رک رک کے نسیم چل رہی ہے　　سبزے پہ ہوا مچل رہی ہے
گیہون کے کھیت دھانی دھانی　　تختے سرسون کے زعفرانی

ایسی کھیتون مین کچھ تو اودی | کچھ سُرمئی اور کچھ کبودی
ٹیسو سے ہے لال لال جنگل | مُنہ پر ہے ملے گلال جنگل
آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین | شاخین آمون کی بور لائین
کوئل کوکی تو آئے بادل | سر پر گلشن کے چھائے بادل
اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے | نیچے پریون کا جمگھٹا ہے
شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی | زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی
سحر انکھڑیون مین زبان مین جادو | نظرون مین فسون بیانمین جادو
مستانی ادا نشیلی آنکھین | تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین
بانکی وہ چھب وہ ترچھی چتون | شوخی۔ طراری۔ چلبلاپن
جو ہے وہی کھیلتی ہے ہنس کر | اک ایک ڈھکیلتی ہے ہنس کر
انداز سے آرہی ہے کوئی | مُنہ پھیر کے جارہی ہے کوئی
ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی | جوڑا پہنے ہوئے بسنتی
کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی | دکھلا کے کسیکو کچھ نشانی
کوئی پڑی آہ کر رہی ہے | کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے
کلیان چن چن کے توڑتی ہین | آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین
کھُل کھیلی ہین راگ لا رہی ہین | مل مل کے بسنت گا رہی ہین
دنیا تو بہار سے ہے مسرور | ہے برق کا سوز دل بدستور
وان دشت وچمن ہری ہوئے ہین | یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

البرٹ بل

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان — طوق زرین ہمہ در گردن خر مے بینم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا۔ ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظر سے اوجھل ہوگیا یکایک بلائے آسمانی پھٹ پڑی۔ ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی۔

پیارا بل ہاتھ سے بے ہاتھ ہوگیا۔ اوسکی پیدایش پر کیا ناز تھے اُسکو والدین نے اُسے کیسے کیسے لاڈ سے پالا۔ بچپن مین کیسی کیسی داشت کی رات کو رات دن کو دن نہ سمجھا۔ مگر دشمنون کی نظر کھا گئی۔ سوتیلی مان کے پالے پڑا۔ ماباپ ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدون کا خون ہوگیا۔

فوج اندوہ والم ٹوٹ پڑی ہو کر مین — آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہوا کیسی کچھ دل پر چوٹ لگی۔ رپن کا زمانہ۔ ہم تو خوشیان مناتے بغلین بجاتے مست پڑے ہوئے تھے آخر کو پالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا۔ مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھون سے اُٹھا تو دور ہوگیا۔ ان اینگلوانڈین سے خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا۔ کمبخت دو کنکار ڈٹ،، نے منحوس شکل دکھائی سخن سازون نے ملکہ معظمہ کے پروکلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے۔ پیارے رپن کو مجبور کیا۔ وہ بھی بُرے پھنسے۔ کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے نقار خانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی۔ آخرش وہ بھی اُنھین کے ساتھ سر ہلانے لگے۔

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہوگیا — بلبل کا حال قابلِ فریاد ہوگیا

کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے　　حسرت اُن غنچون پہ ہی جو بن کھلی مرجھا گئی

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا۔ بغاوت نے نقارۂ فتح کر دم دھڑم بجادیا

ع سچ ہو حرامزادے کی رسّی درازہی پیارے رہن کو ہم کیا کرین۔

بیش بالای تو نازم چہ بصلح و چہ بجنگ — کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ

انتہا رہا مگر برائے نام۔ چوری کی پنچ ہلا کی طرح پیچھے لگی۔ مگر ہمت نہ ہارنا چاہیے پارلیمنٹ مین واویلا ضرور ہو۔ ہندیو دشمنون سے سبق لو کچھ لکھو کے اتنو سیکھو۔ دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہی جسکی لاٹھی اوسکی بھینس اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پر چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے۔ فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا۔ مگر شر ہمارا شیوہ نہین۔ ہم تو سچے خیر خواہ سرکار ہین۔ مگر ہاے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر دولنکا ر ڈٹ کے ایک ہی گولے نے اُنکا صفایا کر دیا۔ جن پر ہمین بھروسا تھا۔ جو ہماری خیر خواہی کا دم بھرتے تھے وہی دغا دے گئے۔ وقت پر نکل کھڑے ہوے۔ کاندھا ڈال دیا۔ گویا ہم بیچ بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے۔ کھانا پکایا۔ دسترخوان بچھایا۔ جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعتہً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین سب غڑاپ سے سمندر مین۔ افوہ۔ دھوکا ہوا تھا۔ وہ جزیرہ نہ تھا وہیل مچھلی کی پشت تھی۔ خیر۔

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر- چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہی- اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچھہ لکھون- ابھی حال مین سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت ۱۸۹۳ء شائع ہوئی جسمین چند ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی- تعداد مقدمات متدائرہ ہر سال بڑہتی جاتی ہی- مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب تغیر ہوگیا- ۱۸۹۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۵۳ لاکھہ کے تہی ۱۸۹۲ء مین ۱۰۶ لاکھہ ہوگئی اور ۱۸۹۳ء مین ۱۴۷ لاکھہ- باوجود اس زیادتی کے ۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تہی- جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابھی حقیقیت کی چہوٹے چہوٹے مقدمات کا تصفیہ نہین ہوا- آخر اسکی وجہ کیا- انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقدارون نے خوب گلچہرے اوڑائے- غریب رعایا کو دباتے رہے- اِدھر دو چار برس سے رعایا کی آنکھین کہلین ذرا دسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر حکومت ہی- اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی- اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی پیشی نہین ہوتی- غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین- الانتظار اشد من الموت سے کشتہ ہوکر انگریزی انصاف کو دعائین دیتے ہین- اب وہ زمانہ لدگیا- جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالۃ العالیہ کا

کام انجام دیتا تہا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل ور ایکزکیٹو شاخون مین علیحدگی ممکن نہ تہی۔ جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول قانون و انصاف پر نہین۔ بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تہا۔ عذر کے بعد جب اودھ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی اور اکزیکٹو طور پر انتظام و فیصلے کرین۔ نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ رکہین۔ اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تہا کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجہاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی ہدایت کرتے۔ بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے ایکزکیٹو انتظام کے نگران تھے۔ مگر اب ع۔

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

ابتو ڈہنگ ہی نرالے ہین۔ امن وامان نے ہاتہہ پیر پہیلائے۔ صوبے کا بندوبست ہوگیا۔ رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجہنے لگی۔ ادس طوفان بے تمیزی کا زمانہ جاتا رہا۔ وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری کی پوری پوری تعمیل ہو۔ انہین خیالات سے ایکٹ ۱۳۔ ۱۸۷۹ء کا نفاذ ہوا۔ جس سے عدالتہای لگان و دیوانی علیحدہ ہوگئین۔ تاکہ جوڈیشل افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین۔ مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچہہ تغیر نہوا۔ نہایت ضروری تہا کہ اس انتظام کے ساتہہ عدالت جوڈیشل کمشنر بہی مثل ہائی کورٹون کے کردیجاتی

جس طرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی۔ اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی۔ اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمۂ قانون و انصاف ہونا چاہیے یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون۔ اور وہ بطور بینچ کے کام کرین۔

الہ آبادی اخبار پاینیر لکھتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑ دی جاوے اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہوا کرین۔ وہ لکھتا ہی کہ اس انتظام سے گورنمنٹ کی کفایت ہوگی۔ اور رعایا کے حق مین اچھا انصاف ہوگا۔ کفایت کی ایک ہی ہوئی۔ مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ ہونگی۔ رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی۔ چھوڑ دہلی بلی چوہا لنڈورا ہی رہیگا۔ پاینیر سمجھتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی۔ اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا کرسی کی ہوا ہی۔ اگر انتخاب عمدہ ہو تو جوڈیشل کمشنر بھی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین۔ غریب رعایاے اودہ لکھنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی۔ اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا۔ در انصاف کا بند کرلیتا ہے۔ پاینیر چاہتا ہے کہ جس طرح چیف کمشنری بٹے کہاتے مین ڈالدی گئی۔ اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بھی نیست ونابود ہوجائے۔ ع

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا — پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکھتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اگزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تھا۔

تو تعلقداران اودھ کچھ کُن مَنائے تھے۔ مگر اب وہ راضی ہین۔ افسوس! موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روئے اوسکو دودھ نہ ملے۔ اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے۔ ہزارون کے دلون مین آرزوؤن کا خون ہوگیا۔ کہ ہم اپنا حال لاٹ صاحب سے کہتے۔ مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بھر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر برا نما نیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبارون پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔ جنگ چین و فرانس۔ جرمن و سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔ اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچّا سچّا حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔ مگر یہان تو معاملہ برعکس ہے۔ اگر اودھ کے اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا اوتارا ہوتا تو آج پاپونیر کی یہ ہمت نہوتی۔ کہ وہ الحاق اودھ سے ہین نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھ لیتا۔ اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی دہمکی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔ کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا منیجر کہلائے یا کچھ روپیہ کما لائے۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو نہین سمجھتے۔ یا اگر سمجھے بھی تو کچھ خبر نہین لیتے۔ وہ پبلک کے دشمن ہین کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔ اگر عوام کو کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیی

آخر یہ عشق ہی کون جانور۔ چرند ہے۔ یا پرند۔ رہتا کس دیس مین ہی۔ کھاتا کیا ہی۔ پیتا کیا ہی۔ بس۔ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات۔ جسکے واسطے کامل کی تلاش۔ کشف نہین۔ کرامات نہین۔ مراقبہ نہین۔ سماع نہین۔ حال و قال نہین۔ مسئلہ تجدّد امثال نہین ؎

کوچۂ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے　　خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ۔ آپ ہین۔ او دھ پنچ کے نامہ نگار۔ چشم بد دور آپ سے بڑھ کے اس معمّے کا حل کرنے والا کون۔ عُلما زاہد خشک صوفی جاہل۔ پنڈت براے نام۔ شعرا بے اعتبار۔ ایک آپ کی ذات ہی۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر سلّا۔ بندہ پرور سُنیئے۔ اگلے زمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے۔ جو جی مین آیا۔ کہہ گذرے۔ جو سُنا مان لیا۔ نہ حجّت۔ نہ دلیل۔ یہ عقل جو اِس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے۔ پہلے اسکی چھانون بھی نہ تھی۔ نہ یہ طریقۂ تعلیم۔ نہ یہ تہذیب۔ نہ یہ اوپچ۔ نہ یہ ایجادین۔ نہ یہ رفتار۔ نہ گفتار۔ نہ یہ لباس۔ نہ قیاس۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی مونہہ کی کھائی۔ ہزار عقل کے گھوڑے بگٹٹ دوڑائے۔ لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے۔ صرف دو قسمین قائم کین۔ ایک مجازی۔ دوسری حقیقی۔ بھلا عشق بازاری۔ عشق خانگی۔ عشق ازدواجی۔ انکا بھی کہین ذکر ہے۔ خاک نہین۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے اُنسے تمام پُرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نوایجاد قسمین۔ اُنکا سمجھانا کون بڑی بات ہی۔ چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین یاے نسبتی تصور فرمائیے۔ چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا سا دن باقی رہا۔ اور لپ جھپ نہا دھو۔ کنگھی سے بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پہ نگاہ کبھی اُس مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین پائے۔ اس کمرے سے لگاوٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی ہوگئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سی زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔ وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ بتّی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ مبٹی رنڈی کے پان لُوٹنا مفت

کیا کھا جائین۔ للّو دار پگڑی والے کو اِشارہ کیا۔ اُسنے جیب سے نکالے۔ اور نائکہ جی کے حوالے کئے۔ بھڑوون نے دیکھا۔ اچھی سونے کی چڑیا پھنسی۔ ساز ملا مجرے کا رنگ جمایا۔ غرض ہیتھڑے سے چھڑانا مشکل۔ دوچار جو گرہ مین تھے۔ وہین چڑھا دیے۔ ہاتھ جھلاتے رخصت ہوئے۔ یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے۔ بڑے مرزا آج تو بی . . . نے وہ خاطر داریان کین کہ واللہ ہے بندہ بے زر بنا لیا۔ بھئی کیا خلیق لوگ ہین۔ جب اُدھر سے ہو نکلے دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہو گیا۔

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے۔ مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھرین۔ ہانپتے کانپتے جا پہونچے۔ چڑیلین نظر پڑین۔ آنکھین ملائین۔ باتین چکنائین۔ دوچار جوتیان۔ دس بیس گالیان کھائین۔ ٹکے حوالے کیے۔ یہ تو عشق بازاری ہوا۔ اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے۔ یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہے۔ اول بلانا۔ دوسرے خود جانا

قسم اول بڑے آدمیون کے حصّے مین ہے۔ این بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ۔ نہین نہین۔ بھیّا روپیے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین۔ اب قسم اول کی تعریف سنیئے۔ دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو۔ گھڑ گھڑ گھڑ بگھی دروازے پہ موجود۔ پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا۔ چودھوین کا چاند نکل آیا۔ تکلف برطرف سے

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے   پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

یہ بات۔ وہ بات۔ لٹیا پسند۔ خاصدان پسند۔ گھڑی پسند۔ اُگالدان پسند
آنا فانا گھر کا تعلیقہ کر لیا۔ فرمایشین مزید بر آن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہی۔
ادھر میان کا دوالا نکلا۔ اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا۔

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوی یہ گھر دیکھا۔ وہ گھر دیکھا آخر ایک مکان مین سبزے کی روش جم گئی۔ اور اُدھر کی بات چیت ہوئی۔ حضرت خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوئے خانم صاحب کو پیاس کی شدت۔ دوسرے مکان کا دروازہ کھلا ہوا۔ پانی پینے کو اُٹھین۔ اور غڑاپ سی اُسی دروازے مین میان ہین کہ امیدوار بودہ بداند یا آلہی زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ ٹونڈے باز آدھمکے۔ ای ہی۔ قیامت نازل ہوئی۔ اوسان خطا ہو گئی۔ پیٹ مین سانس سمائی مشکل پڑ گئی۔ دو چار ڈگ جما کا نٹا سا نکال باہر کیا۔ جی ہی جی مین پچتاتے۔ اپنا سا مُنھ لیے ٹپتے گاتی چلے آتی ہین بہت ترے کی۔ یہ عشق خانگی ہوا رہا عشق ازدواجی۔ اسکی مزی کچھ نہ پوچھیے۔ جو ہین سو ہین۔ یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی حقیقت سنئے۔ ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کر لیے دیکھنا بھالنا۔ اب اگر یون ہی بن دیکھی بھالی عقد کر لیا۔ اور دونون ہین میزان نہ پٹی۔ شادی عذاب جان جور واجیرن۔ زندہ درگور ہوئے۔ اس سی عقلا نے عقد سی پہلی کچھ دنون امتحان لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی۔ چاہا کیا۔ چاہا۔ کھٹ سی الگ ہو رہے۔ تم اپنی راہ ہم اپنی راہ۔ اسے عشق ازدواجی کہتے ہین۔ اور یہ پرا اپنا ہی صاد ہی۔ احمد علی شوق

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزۂ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھئے ؎

چنون پسند مجھی چھانون ہی پہولون کی — عجب بہار ہی ان زرد زرد پہولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوش پر ہے بہر مواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بہرا ہوا طرارے بہر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا - تو ہوا اور جہان - گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی ؎

دیکھکر ٹھنڈک تہونکی سر دہری بہول جاے — دل گرفتہ ہنس پڑیں یان غنچہ آئی پہول جاے

جی گھبرایا اور کمٹ سے نکل کھڑے ہوئے - چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت فی النار والسقر تہی - آپ جانیے رنڈیان معجون دافع خفقان پہر دل مضطر تسکین کیون نہ پائے - گلرویون کی بہار - پہول سے رخسار دیکھکر بیساختہ یہی مُنہ سے نکلتا ہے ؎

قدے چو سرو رخے ہمچو ارغوان داری — مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بہئی کوئی بتاؤ تو - آج ہم ہین کہان - آپ مین تو ہین نہین - ورنہ یہ تہذیب زمانہ - تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پہرتی ہی - ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی - سوانگے جانچے

ترس کھا کے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین
تو ٹوٹی پھوٹی پٹاری سہی۔ بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین۔ بات کرتے سیکڑون
بوٹ۔ بھلا ہم ان خیالون کے آدمی۔ چوک کے گرد پھٹکتا کیسا۔ وہان
ہئی کیا۔ وہی خشک بانکے۔ جو آپی آپ ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین۔ اور
خشک بانکے نہ سہی۔ جنہین خدا نے دیا ہی وہی کیا ہین۔ عقل کے پورے۔
خاص الخاص لکھنؤ کے ٹورے۔ نزاکت اللہ اللہ ؎

اللہ ری نازکی کہ وہ دہرا کے آینہ لگواتے ہین ضمادمہاسون کے عکس پر

اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھا کے۔ بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے چہرے کو
مسطر بنا کے۔ دولتخانے مین جیتھڑون سے بیزار۔ ع

نازکی کہتی ہے یہ بارگران دور رہے

غرقی کافی ہی۔ باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پھلکا۔ انگرکھا ہو تو شربتی
یا ململ کا۔ ٹوپی ہو تو چار اُنگل کی۔ برسات کے دن۔ جو کہین بادل خان
بھربھرا کے برس پڑے۔ تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لولو ہے لولو) سچ بولین
اُن کے دشمن۔ کوئی پشتہا پشت مین نہین بولا۔ سپوت ہین۔ کچھ کپوت تو
ہین نہین۔ جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین۔ نماز کا نام لو تو کان پکڑین۔
نہ پڑھی نہ قضا ہوئی۔ فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا۔ بھولے ایسے
جہان صحبت گرم ہوئی۔ دمبازون نے چھینٹے دیے۔ لگے دہکا دہک چانڈ واڑانے
لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا۔ وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بھر کو ہو گئے۔ کنجوس تو
ہین نہین۔ جو حساب کتاب دیکھین بھالین۔ اور پھر بڑے بڑے ایماندار

ملازمون کو بدظن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی۔
بٹیرون کی وہ لت کہ دن رات ہاتھ مین۔ بھلا ایسے بیفکرونکا دیکھنا ہی کیا۔
لینا ایک نہ دینا دو۔ مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی۔ اس سے یارچ حلوہ تہذیب نگر چلین
مزے اوڑائین۔ کچھ پئین۔ کچھ کھائین۔ یہ کچھ کیا چیز ہے۔ چپ چپ ع
مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی

کہین ایسا نہو۔ کوئی غیرمہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے۔ اینڈورڈاڑھی
تو آپ نے بھی بڑھا رکھی ہے۔ ادھر دیکھو۔ بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی۔ اسمین تمھارا کچھ قصور نہین۔ لیکن جو تمھارے مان باپ ملتی
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین۔ اور تمھین پہ کیا منحصر ہے۔ ہندی
خراب۔ انکی بات چیت خراب۔ انکا چال چلن خراب۔ انکا طریقۂ تعلیم خراب
علم ادب کو جانتے ہی نہین۔ ہی کس دیس کی چڑیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔
وہ اسلّلے تللّے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہوگیا ع
پیٹو شرما کے لکڑ اب کہ گیا سانپ نکل

یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اچھا دماغ کاہے کو چاٹیگا۔
آگے بڑھیے۔ یا وحشت۔ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ۔
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی۔ گھونسلا کیسا۔ ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے۔
اخاہ جنٹلمین اسی بین دہرے رہتے ہین۔ بھلا آدمی ہوتے ہین۔ اے لو اور سنو۔
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین۔ بھئی ہمنے تو کانون ہی سُنا ہی۔ آنکھون سے
دیکھا نہین۔ کیا جانین اجی ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو ؎

جھک کر اُسی رُخ کلاہ کی طرح بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

دہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پٹڑھی پہ کالی بی بی۔ بیچو بیچ کے درمیانین نئے مہذب تگڈا جمع۔ تینون مسالحے اکٹھا۔ تین تلوک جو سنتو آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ نہین کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار نکلی۔

گوری بی بی۔ ڈل آج ہم فٹن پہ ہوا کھانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے رات آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہ خہ خہ خہ۔ ڈل فٹن آپ کا۔ ہم آپ کا۔ جیسے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میان ہم بھی اپنے دولہا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلے پہ سب کو اقانون کریگا۔ ہانکیگا کون۔

گوری بی بی۔ ڈل جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوتا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کہے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاکھانے پیشاب کو جاے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ! کیا کہون سر پھٹا جاتا ہے۔ سر مین درد شدّت سے ہی کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلون۔

نئے مہذب۔ کوب۔ اُدکہان درد ہی لاؤ ہم مُنڈا سے جھاڑ دے۔

گوری بی بی۔ دل ہمارا برش ٹوٹ گیا۔

نئے مہذب۔ ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے۔

کالی بی بی۔ ای میاں ترے صدقے گئی جو خانساماں چوک جاے تو مجھ نجتی کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگا دو اور نہین تو سینگ ہی کی سہی۔

نئے مہذب۔ ست بولو۔ جواب کنگھی ونگھی کا نام سُنا۔ تو ہم بالور کو بُلا کے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا دیگا۔

گوری بی بی۔ دل ہمارا پینے کا پورٹ نہین رہا۔ اب ہم پیٹے کیا۔ تمہارا الہو۔

نئے مہذب (تھر تھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہی۔ بالکل نہین جانتا کہا نساماں بڑا نا ٹی۔ ہمکو خبر نہ کیا۔ برطرف۔ ہم آپ جاکے ابھی لاتا ہی۔

کالی بی بی۔ تو ہمارے لیئے تھوڑی سی لیتے آنا۔

نئے مہذب۔ پاگل۔ تم اپنا مُنھ کالا کرنا مانگتا ہی۔

گوری بی بی۔ یہ سایا کھراب گیا۔ ابکی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمٹی گرنٹ کا۔

نئے مہذب۔ کون بڑا بات ہی۔ ایمان بیچ کے روپیہ آپی کیواسطے جمع کیا ہی۔

کالی بی بی۔ مین صدقے جاؤن۔ ابکی مجھے بھی سنگی کا پاجامہ بنوا دو۔

نئے مہذب۔ ہش۔ تم دیسی آدمی وہ مثل بھول گیا۔ یہ مُنہ اور چار جنگی لاسا۔

گوری بی بی۔ آج برانڈی پی کے ہم کباب کھاے گا۔

نئے مہذب۔ اور ہم بھی تو۔

کالی بی بی۔ میرا بھی جی چٹپٹاتا ہی کہ آج پیسے کے نونگ چُڑے کھاؤن۔

نئے مہذب۔ تم کھائے بُرے کی جان (خدا وہ دن کرے)

نہ چل اِ غیرت شمشاد بہت اترا کر بڑھکے جو چلتا ہی گرتا ہی وہ ٹھوکر کھا کر

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر۔ پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی مین ان بیچدار باتون کو کچھ نہین سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بھی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو ہر ذرّہ عالم کا منتظم ہی مین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے حکم نہین دے سکتا کہ ہر ذرّہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون کہ حاکم بندوبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی۔ ای میرے داتا مجھپر رحم کر جب تو ہر ذرّہ کا منتظم ہی تو میرے کھیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا کہ اسکو بیچ کر۔ جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون۔ ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید اِس موضع مین تو نے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسیوجہ سے مجھپر جمع بڑھوا دی اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے صاحب کی ایک بھینس چرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھگت لی اُسنے میرے کھیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبالی نہ مال چھین لیا یا خدا اب مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بھیجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بھر غریب کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین۔ ا-ح الہ آباد۔

ضرورت لکھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دور دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی تو نظروں مین بہت کھبی تھی جی مین یہ کہتے تھے کہ کہین ملاقات ہو جائی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کرا تے لیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

از بہر پند و وعظ تلاشی تھے جا بجا ملتا نہ تھا مگر کہین اوس شخص کا پتا
خیر اتفاقِ کار جو رستے مین ملگیا سید سے آج حضرتِ واعظ نے یون کہا
چرچا ہے جا بجا ترے حالِ تباہ کا

بتلا کہ روز حشر ترا ہوگا حال کیا تو لاشریک کا نہین قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لا الٰہ کا

جب سے ملا ہی عہدۂ سب آرڈینٹ جج رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسون ہی تیری دہج ہی تجھسے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہین جناب رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کے حق مین زہر
تیرے تو فہم پر یہ پڑا ہے خدا کا قہر شیطان نے دکھا کے جمالِ عروسِ دہر

بندہ بنا دیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا

واعظ جو کچھ سنانے لگے سخت و سُست آج
سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج
جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج
اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج
راحت مین جو مُخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑیے نہ انصاف کو بشر
کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر
سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر
افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بیخبر
کیا جانیے جو حال ہی شام و پگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سُناؤنگا بیخطر
گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر
بتلایئے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھ خبر
لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر
گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

از من عروج خانۂ شاہی چو بشنوی
بیتاب و بیقرار شدہ سوے او روی
پیشِ مکان چو آئی یقینم کہ غش شوی
وہ آب و تاب وہ رونقِ ایوانِ خسروی
جس سے خجل ہو نورِ رخِ مہر و ماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون جب نقیب
خود ملکۂ معظمہ ٹہلائے جب قریب
عزت یہ دیکھ دیکھ کے جل جل مرے رقیب
سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب
ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اک مس سگار لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی
ٹیک اِٹ پلینر مائی ڈیر اولڈ مولوی
بتلایئے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی
دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی
کمسن مسون سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے گر کوئی مس پلائے تو بہرتے بہی پیجیے

جی چاہے جس جگہ یہ ہان پہر گہومیے آزادے بتانِ پریوش کو دیکہیے

بیساختہ ہو لب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکہون اُنکی یہ طاقت مجہی نہین وہ مس کہ جس سی آنکہہ چُراتی ہو حورِ عین

گلگون عذار و سیم تن و شوخ و مہ جبین نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنین

عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

بہر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین بسکٹ لیے قریب ہو اک اور نازنین

دل تو عذر ہوتا ہی اس حال مین کہین رکیے اگر تو ہنس کے کہی اک بتِ حسین

دل مولوی یہ بات نہین ہی گناہ کا

ہاتہون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام اک مس حسین و شوخ و گل اندام و لالہ فام

ہنس ہنس کے نیچی نظرون سے کرتی ہو جب کلام اُسوقت جہک کی قبلہ کردان آپکو سلام

پہر نام بہی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے اوڑ جائین ہوش آپکے یہ بہی رہے سہے

تسبیح و جانماز و عمامہ سب ہی بکے پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دہن بندہے

سودا جناب کو بہی ہو ٹرکی کلاہ کا

غش بہی ہون بیٹہی بزم مین اور ڈہلتی ہو شراب اک مس ہو چودہ سال کی پہلو مین بے حجاب

اُسوقت بچیے آپ تو البتہ ہی حساب مسجد مین یونتو بیٹہ کے ممبر پہ ای جناب

سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا ا- ح- از آلہ آباد

سرما بگذشت واین دلِ زارہمان
گرما بگذشت واین دلِ زارہمان
القصّہ تمام سرد وگرم عالم
برما بگذشت واین دلِ زارہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مجبرد ان خانہ بدوش کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ شمار کی جاتی ہی۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا اور ادہر طبیعت خود بخود رحمت اور شفقت کے کانٹے مین تُل گئی۔ جنگی فوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔ نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظران محکمہ پُرانے خیمہ اور چھولداریون کے درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑھ کے درزی کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون وردی کا چشم انتظار مین ڈور کھنچا۔

گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑہا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمینداروں کے نام رسد رسانی کے شقّہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی چیزون کو دہوپ دکھا کر سایہ مین پہیلا تنگ اور چُست لباس کی کھلی ہوئی سیون اور . . . . مین بخیہ و رفو بنوایا۔ رئیسون کے

بھان بدریان کھلین۔ رفوگردون کی گرم بازاری ہوئی۔ آتشخانون اور حماموں کی شکست وریخت ہونے لگی۔ کابلی میوہ لادکر پشتو بولتے ہوے کابل سے چلے میوہ فروشون کی دوکانونمین بہار تازہ آئی۔ کھٹیک لوگ مال خرید کرکے ہر گلی کوچہ مین پھرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلے پٹیاریان مین انگور کی۔

گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی۔

حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم خوئی مین ترقی ہوئی۔ اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ بڑھ گیا۔ نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی

.... کہین بدر سیما تحت الشعاع مین نظر آئی۔

تحقیق جدید کی رو سے فلک اول محدب حماس فلک ثانی کے محدب کا ثابت ہوا۔ مقعر کی تہاہ نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلی مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہے انمین سے مطرد غرباے بے زر ہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت وفسوس مین ان دونو نکا پلہ برابر کسیکی راتین زردی گذرین اور کسی کی بے دوئی شعر ز رق ست میان آنکہ یارش در بر با آنکہ دو چشم انتظارش بر در

جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین۔ برج حمل مین آفتاب کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بھاری ہوگئے کیا ممکن کہ دھوپ مین قدم بھر چل سکین۔ صاحب لوگ باانیمہ جفاکشی سایہ مین چھپنے لگے

اب آتش لباس سے دل پھر ٹھنڈاہی پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی - روسا اور امرا دن بہر خسخانون مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے ساتھ ہمصفیر - عظیم اللہ خانی مدارپے پہولون سے لپٹے بجاے لب معشوق ہمدم - آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش سفید نور افگن - تفریح طبع کے لیئے ہر موتیم اور ارگن پہولون کی اوٹ سے صحن بام عطر آگین - لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چارمین - کہین تا دری سوار گنجیفہ کا شغل - کہین پچیسی کا چرچہ چیت پٹ پر ہار جیت کا معاملہ مگر رنڈی ادبچی تیلی کو کیا **شعر**

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال وپر کا ہی

دن بہر دنیا کے دھندے مین پریشان - اور رات کو خالی چارپائی در تنہا مکان - ایک قطعہ کسی پرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہی ہر چند محاورہ حال کے خلاف ہی مگر میرے حسب حال ہی **قطعہ**

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہی — کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی
ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی — نہ سوتے کٹے ہی نہ روتے کٹے ہی

چند روز مین یہ بہی پر جوش موسم آخر ہوا - اور برسات نے اپنا جمال باکمال دکھلایا - ابر سیاہ دامن کہسار سے جانب شہر چلا - ہوای خنک نے دماغ پریشان کو چاق کیا - ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندؤون کے

یہان برسات پوجی گئی - دو چار دن بادلون کی گھیر گھار رہی ایک دن بسم اللہ
کرکے پہلا ہی دونگڑا اس دہڑلے کا پڑا کہ جل تھل بھر دیے کل شئ حی من الماء
کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہو گئے
سبزۂ نو رستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا - اساڑھ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ
گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہو گئے رنگین مزاجون سے
کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو - جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی بنتے سنورتے
تھوڑا سا دن باقی رہگیا - اہل دول جوڑیون پر مع جوڑے کے سوار ہو کر جاڈٹے
شوقین غربا بھی دوگامہ بھاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے - اس میلہ مین
سانتھون کا ہجوم رنڈیون کا جھرمٹ تماشائیونکا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا
لطف جھولے کے پینگ ساون کا دردانگیز اور فراقیہ مضمون قابل دید و شنید ہوتا ہے
فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دہومن صاحب کی دہوم دہام ہے
اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انہین کے پاس ہے - جہان انہون نے
جھولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہارسیان جہولا ڈالو باغ مین)
تمام میدان عیش باغ مین کھلبلی مچ گئی - مشتاقان بی زر صفین پہاڑ پہاڑ کر
قریب آپہونچے - داہنے بائین پرا باندھکر جم گئے - بی دہومن کی صداے
دلکش سے آگاہ بہائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جو گورونیر ناے رزمی کے سننے
سے ہو - سر گردن بے قابو اعضاے بدن اختیار سے باہر - جان نثاری کا دلولہ
اظہار شجاعت کی امنگ - تمناے سرفروشی کا دفور - مگر وقت اور زمانے سے
مجبور - اگر اسوقت بی دہومن کہین نیر کا حکم دیدین تو غالبا خون خرابہ ہو جائے

اور لکھنؤ کے بانکے گبھرؤون سے توپخانہ چھین لین - اور چھڑیون سے لڑکر لکھنؤ خالی کرالین - اور ہر جوارمین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا وصفت کا ساون بہادون برسا رکھا ہی - اور تعریفون کی بوچھار لوہے کے پل تک جاتی ہی - طرہ یہ کہ فقط واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھ یہ بہی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے - یا اگر حضرت سلطان عالم شاہ اودھ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے - چندہی روز مین انکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہوگئی نہ اہل حال رہی اور نہ صاحب کمال (کوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشامدی سلامت رہین جنکی ذات سے سب کچہ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا - کہ بہئی واللہ سچ کہتے ہوین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل کاہی کو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاراللہ سی آواز کا سُریلہ پن تو دیکھو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے گلے مین گویا ہڈی نہین رہی (درین چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین) الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تہا وہان ہم ایسے دو چار تجربہ پیشہ غریب الدیار بہی علحدہ چپ کہڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکھہ رہے تھے - اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چہڑون کی جھنکار کان مین آگئی تو کن آنکھون سے یک نظرے خوش گذرے دیکھہ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین مگر سر جہکا کے گہاس کہانے لگے شعر

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے ... یہ سب کچہ ہوا ہم اکیلے رہے

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت - لمبی چوڑی تسلیمین عرض ہین آپ نے کچھ سنا ہمنی نماز پنجگانہ کو پانچون وقت کے سلام اور وظیفون کو پانچون وقت کے طعام سے بدل دیا! دیکھیے کیا طول عمل ہی! اگر اردشیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ کے طوطے اوڑ جاتے - اور بے اختیار ہوکر ہاتھ اُٹھاتا - اس طول عمل مین کیا مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پا دین - اگر کوئی مصرعہ ہی تو وہ بھی شیطان کی آنت سے کم نہین - قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل ورسارے زمانہ کے وزن آپ نے سنے ہونگے - بحر طویل کو کاہیکو سنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے کوچہ گرد - نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر پونچھلے دار پتنگ کی طرح جو بڑھ نکلے تو بیاہ براتون کی کثرت تو ہئی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب کی محفل مین داخل ہو گئے - وہان بھی کوکب اقبال کی رہنمونی نے دُمدار ستارہ ہی بنا رکھا - دیکھتے کیا ہین کہ غزل بازی - بیت بحثی - شعر خوانی - رقعہ بازی - گالی گلوج - ہورہی ہی - لیاقت اور فضیلت کے گلون پر کُند چھریان ریتے جاتے ہین - اتنے مین کوئی بھیاجی کسی کونے سے بوڑھے بکرے کی طرح لگے برّانے - تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے - ہم تو کیا اگر امیر خسرو ہوتے تو مان جاتے - وہ بحر طویل کاہیکو دریا کا پاٹ تھا یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسّی - جی چاہے تو آپ بھی سماعت فرمائیے -

OSMANIA UNIVERSITY

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازار کسے یافتم عیّار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ نزویر گرفتار
ز خود رفتہ و سرشار۔ سبک خیز چور رہوار۔ تنش چون تن زنبور۔ سیہ خال
رخ حور۔ مثالِ شب دیجور۔ بیرکوٹ و پتلون۔ بدن شستہ ز صابون۔ رخش
زرد۔ دلش سرد۔ تن و جان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ دلی بندۂ شیطان
نہ ہند و نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ آن دو دہر سمت بصد شوق۔ گہے تخت
گہے فوق۔ گہے استادہ و شاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر دیتی۔ گہ چار دگہے
کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیر و کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ گہے شیری
و گہے رم۔ گہے گھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ کشتۂ حرص و ہوا را۔
گفتم اے ہمسر فرعون۔ چرا میشدی مطعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود
آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد ز خرد عاری۔ شیشۂ ننگ
شکستی۔ درِ دانش بچہ بستی۔ تو ئی دیوانہ و مدہوش۔ رہِ عقل فراموش۔ بشر علم و
ادب دور۔ بئی گمرہے مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن دیر خدا را۔
گفتہ عدوے ناموس۔ برو ڈام بگر لوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سوئر کالمتالا
من صاحب لوگیم۔ فدائے بسر ہیم صاحب پلپلی نامم بجہان شہرۂ عام۔ زر موزم
تو چہ دانی۔ کہ ناقابل آنی۔ بزنم تھپڑ و ٹھوکر اٹھو گڈ ام ایر شکنم روے شمارا۔
گفتم اے صاحب اوصاف۔ مزن بیہدہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش
بنہ آئینہ در پیش مشو طائرِ نقال۔ مزن مفت پر و بال۔ بجوز بسکٹ و ہم
کیک۔ مکن ترک رہِ نیک بشو پیرو حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین
صدق و صفارا۔ راقم ہندی نہ فارسی
بھیا جی بنارسی

مخمس

کلاہ سرخ ٹرکی دائما بر سر نمی ماند   ہمیشہ کوٹ و جاکٹ زینت زین بر نمی ماند
زمانہ ہر یکی آئین اسے نیچر نمے ماند   عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند

براندی دائما در بوتل و ساغر نمی ماند   چنین بید و چرٹ در دست و لب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی فز[سلہ] بر سر نمی ماند   عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند و کرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند   ہمیشہ بر زبان اسپیچ ہم لکچر نمے ماند
برائے مدرسہ این چندہ بر زر نمی ماند   عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمے ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خرد سر پٹ بمیدان تا کجا تازی   ہمیشہ گیند و کرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزین در بدن تا کی چنین پتلون بگو سازی   عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی تا بکے از ما بگو اے نیچرل نوشی   لباس جاکٹ و پتلون بی کھٹکہ چنین پوشی
برائج کردن این رسم لندن تا کجا کوشی   عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را باسپیچ زبون تا کے   بسر مزمن نمودن این چنین خبط و جنون تا کے
نمودن بول استادہ بمثل سگ کنون تا کے   عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[سلہ] فز یعنی کلاہ ٹرکی۔

خوری تا چند مرغ سر بریده با ہمہ غربت — حرامی را نمائی از دلیل خویش چون حلت
خردمی نالد ای نیچر برین عقل و برین ہمت — عروسِ نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بجای سنگ اسود ریسے ولیڈی امی بوسیدن — بوقتِ گیند کرکٹ بید عطرک بیتاب گردیدن
چو قرآن و حدیث ای نیچری انجیل را دیدن — عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو گوئی ذکر ایزد را کہ ہست آن خالقِ بیچون — کبوتر چون بکا بک فتنہ میسازد غٹر غون غون
بترس از داور دارا و توبہ کن ازین اکنون — عروسِ نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا بتنگڑا

بی بی - چلو ہٹو - مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی -

میان - این خیر تو ہے - یہ آج تمکو کیا ہوگیا -

بی بی - ہو گا تمکو یا تمہارے ہوتون سوتون کو - مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہوگا -

میان - باتین تو زرستون کی سی کرتی ہو -

بی بی - جی ہان - بس مُنہ نہ کھلواؤ ایسا ہی تمنے مجھے روپی اشرفی ہی باٹ دیا ہے

میان - پھر اسمین بہی کچھ شک ہی - تم جانتی ہو جو کچھ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے -

بی بی - اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے - موئی خیر نہ برکت - ادہر روپیہ آیا چٹر پٹر مین اُٹھ گیا - مین کیا سب کھا لیتی یا زیور گڑھا لیتی ہون -

میان - یہ نہ کہو بیگم - ابھی خیال کرو - کچھ نہین تو ہزار دن حساب بتا دون ابھی تمہاری شادی مین ابا جان نے (خدا جنت نصیب کرے) باوجود قرضداری کے پانچہزار صرف کیے - پہر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا مکان لے دیا - ابھی نادر کے ہونے مین سواتین ہزار ایک دیلے رقیہ کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تھا دو ہزار پہر دیے - نادر کے ختنے مین چار ہزار اُٹھے - بسم اللہ مین ابھی کل ڈھائی ہزار دیچکا ہون - زیور اور پوشاک بھی ایک ایک دو دو کرکے پانچہزار کی ہو گئی -

بی بی - بس مردوے بس - خالہ کے آگے ننہال کی بڑائی - اپنے مُنہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے - لگے بنیے مہاجن کی طرح بہی کہاتہ سُنانے - یہ سب آپنے اوٹھایا ہوگا - جانے میری جوتی کی نوک کی پیزار - میرے چونڈے پر اُسکا کیا احسان - میرا گھر آپنے کیا بھر دیا - شادی مین اُٹھایا اپنی ناچ رنگ مین اوڑایا - جن جن کا کھایا تھا اونکو کھلایا - باقی ان دو بچون کے واسطے بھی جو اوٹھایا وہ بھی آپ کے حوصلے کی بات تھی نکرتے تو بندی کا کیا بگڑتا - جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے - ہان کپڑے اور زیور رلا کلام (چھاتی ٹھونک کر) سو وہ ایسے لاکھون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ تو مین اپنے گھر سے لائی تھی - اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اللّے تللّے بے فکریان کسپر کرتے - غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح اس عمر مین یون بگڑے - نا بابا مجھے تو اِن باتون کی عادت نہین - مین تو رنڈی باز مرد عورت پر آنکھ نڈالون -

(اتنو میان سے نرہا گیا کفن پہاڑکے بولے)

میان - یہ یہ یہ - یہ بیگم تم نے کیا کہا - ذرا پہر تو کہو -

بی بی - ہان ہان - کچہ جہوٹ کہا - تو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکھ نیلی پیلی کرکے) یعنے ہم رنڈی باز ہین -

بی بی - یہ تو جانے میری جوتی - مگر آدمی کے آثار کہین چہپے رہتے ہین -

میان - بہلا کچہ تو معلوم ہون -

بی بی - اجی بس جانے ہی دو - بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑہاتی ہو ابہی بتا چلوںگی تو جہوٹے جہوٹے دس بیس کلام اللہ اوٹہانے لگوگے مفت مین گنہگار ہونگی - بہرے گہر مین تم کو کلام اللہ اوٹہاتے تامل ہوتا نہین خدا کرے ان جہوٹی قسمون کا مظلمہ اونہین حرامزادیون کی جان پر پڑے میرے اور میرے بچون کی جان سے دور -

میان - جی نہین مین قرآن نہ اوٹہاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو -

بی بی - نام اور نشان کیسا - یہ بہی جولاہے کا تیر ہے - ہم کو سب کہا تین معلوم ہین - یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی ا جب خدمتگار سے پوچہوایا تمہارے سرکار کہان گئے تہے - صاحب کمیٹی گئے تہے - اب جو پوچہوادسین ہوتا کیا ہی تو تہک حرام بتاتا نہین - اور مزا یہ جب کمیٹی موئی مین جاتا ہوا بی چندہ کے بہی کچہ نہ کچہ نذر کرنا پڑا - یہ بندہی بات ہی - جب کبہی تم مردار کمیٹی مین گئے ہو اُسکے دوسرے ہی تیسرے اودہا کے بی چندہ کے نام دو سو چار سو ضرور حساب مین موجود ہین -

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے - وہ کہتا ہی سرکار کمیٹی مین گئے تھے دے آئے ہین - آگے بتاتا ہی نہین - اور مین کمبخت اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تہی - وہ تو اُسدن چھوٹے بہیا آئے تھے مجھے کچھہ یاد آگیا - پوچھہ بیٹھی کمیٹی کون چیز ہے ؟ وہ تو جانو انگریزی فارسی - زر زری - فر فری - سر سری سب مین دست و قلم ہے - چھہ مہینے کا ال اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی - وہ سمجھکر چپ ہو رہا - لاکھہ پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین - جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو کہتے ہین - بس فوراً ہی تو مین سمجھہ گئی - کہ یہ کچھہ نہین - دس ِبیس موئے لچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے - ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا - جہان اور رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شغل چندہ مُردار ہی ہوگی -

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہو سکی)

میان - قہہ - قہہ - قہہ - بہئی واہ کیا بات نکالی ہی - واللہ بیگم ہو طبیعت دار بات خوب نکالی - پہر اب کیا ہوگا - ہم نے تو چندہ سے نکاح کرلیا -

بی بی - میرے ٹھینگے سے (انگوٹھا دکھا کر) ایک نہین ہزار -
لیکن بندی کو تو اب اس گھر مین بائین ہاتھہ کا کہانا حرام ہی یہ بچے آپ کو مبارک رہین - میرا میکا سلامت رہے - مجھہ بہر کو بہت ہی -

میان - کچھہ خیر ہی ؟ آدمیون کی سی باتین کرو - آج یہ نیا خبط ہوا ہی - وہ لونڈا تمہارا بہائی تو ہی احمق - وہ بہلا کیا جانے - کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین -

بی بی - پھر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی - یہی صلاحین دیتی ہونگی کہ آج اُسکو بلواؤ - کل اُسکو بلواؤ - پرسون اُسکا مجرا ہو -

میان - یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین - جیسے لڑکیون کا پڑھانا - لڑکون کا پڑھانا - شہر کی صفائی - عورتون کے واسطے قابلہ عورتون کو پڑھانا - اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین - اُسکا نام چندہ ہی -

بی بی - ہان اب مین سمجھی - توبہ توبہ میرا کدھر خیال تھا - اُس لڑکے نے تو مجھے بوکھلا دیا تھا - آج دن بھر مین اسی مین ناحق حیران رہی - دس بجنے کو آئے اور اوڑکر کھیل مُنہ مین نہین گئی - معاذ اللہ کی پناہ ہے - اب جاکر حواس درست ہوئے - خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو - یہ بھی کوئی بڑی بات نہین - اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا - مگر مجھے تو مردون کی بات کا اعتبار نہین -

میان - خیر سردست تو چندے چپ رہیے -

فریاد

یارب نہ وہ سمجھی ہین نہ سمجھینگی مری بات — دی اور دل اُنکو جو نہ دی مجکو زبان اور

رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین کر دیا - جی اوکتا گیا - زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار - کوئی خطا نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے بدنامی - بنیا بنیا سنتے جان عذاب مین ہو گئی - خداوندا ان کے دل بدل دے چشم بصیرت

عطا فرما۔ جو میری خوبیون پر نظر ہو۔ میرے حلم اور بردباری کی قدر کرین
میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو۔ مالک الملک میرا حال تجھپر
پوشیدہ نہین۔ نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا
ریفارمرون کا شریک۔ چندہ دینے والون کا شیر کوئی ملکی خدمت ایسی
نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو۔ کالج اسکول
اور سوسائٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین۔ مگر پھر بھی خداوندا یہ ناہنجار
بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے
ہین۔ رشک ہی اور جلن۔ میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے
یہ مانا کہ مین بنیا سہی مگر خالق کون ومکان۔ کیا بنئے آدمی نہین۔ اور انکو
تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا۔ کیا پاک پروردگار بنیون کی
خوبیان بھی تیرے شریر بندے برائیان خیال کرنے کا استحقاق رکھتے ہین
عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہی۔ تیری توفیق اور توجہ سے جو
دولت اور نعمت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن۔ خداوندا
مصیبتین مین نے جھیلین۔ کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا
شدائد مین مستقل مین رہا ہمت مین نے ظاہر کی۔ محنتی مین۔ کوشش مین نے کی
تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے
قلابے مین نے ملائے۔ دربدر مین پھرا خاک مین نے چھانی۔ جوتیان
چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا۔ مگر خداوندا
پھر کچھہ نہین۔ مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا۔ خودغرض مطلبی

اور چاپلوس بنیا ہون۔ کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے۔ مگر فریاد ہے فریاد۔ یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو میٹتے ہین۔ میری شہرت کے دشمن ہین اچھا مین خوشامدی ہی سہی۔ مگر رب العالمین جب خوشامد سے تو راضی ہی تو یہ اعتراض کرنے والے کون۔ تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سایہ ہین پھر اگر مین نے خداوندا حاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گناہ ہی کیا ہی الٰہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہی۔ بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے۔ میرا بھی بعض صورتون مین علی ہذا دروغ مصلحت آمیز پر عمل ہے۔ حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت نہین ہوتی۔ کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے۔ مین واقعی اس مین لاچار ہون۔ کیونکہ میرا دہندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہی۔ پھر کیونکر ممکن ہی کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلھاڑی مارون۔ مجھے نہ آزادی کا دعویٰ نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور۔ میرا پرچہ تو بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہی۔ خداوندا بوجہ اصلی بنیا ہونے کے میرا نام بد ہی۔ ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا۔ مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین۔ مگر کیا وہی جاتا ہی جو مصلحت وقت ہی مسٹر گلیڈاسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہی۔ منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے۔ پالسی ہی اور ہوگئی بس خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہی۔ اور مین بھی یون ہی کرتا ہون۔

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین
تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجہی اپنے ہمعصرون سے ہی تو اسی خیال سے - کہ ع

بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن

زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا - مین خود گو ہون - اور اس قدر سخت دل
کہان سے لاؤن - ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین - ملکی فائدے
اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین اونسے تو بخوبی واقف ہی
اپنا سرمایہ لگایا - لوگون کی خوشامد در آمد کرکے راضی کیا - سالہا سال کی
کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا - لاکہون بندگان خدا کی رزق کی
تدبیر نکالی - دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجہا - دوڑ دہوپ مین میری تمام
چربی پگہل گئی - تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری - جان و
مال پر آبنی مگر مین نے کچہہ دریغ نہ کیا - برلے شگون کے لیے اپنی ناک
مین نے کاٹی - ایک ٹانگ کہو بیٹہا - پہر خاک قدر نہین - بجاے ستائش کے
خود مطلبی کے الزام میری نسبت رکہے گئے - بے ایمان اور بد طینت ثابت
کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی - خلعت کے بدلے لعن وطعن
مجھے ملے - مشکوری کے عوض بُرائیون کے ہار مین نے پہنے - اور رہی سہی
عزت کہو بیٹہا - خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی - تاب و صبر
رخصت ہو گئی - اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہی -
خداوندا اب اپنی ستائش کے فرشتون مین مجھے جگہہ دے - کہ تیری صفات
نامحدود کا الہا گایا کرون - اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی ہی -

اور زیست مین یہ امر محال۔ تو ؎

بدل دے کوئی دل اس دل کی بدلے　　　　الٰہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دہجیان اُڑا۔ اور راے بہادر یا خان بہادر کا خلعت پہنا۔ کہ تیری کرم گستری کے تصدق مین کسی قدر مستعار زندگی خوشی اور عزت سے بسر کرون۔ اور نہین تو ان دریدہ دہن آزاد بندون کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی زبانین میرے نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کرین۔

جنگ سوڈان

زبدعنوانی مہدی بمصر افتاد مشکلہا　　　　کہ از پیچیدگیش سرنگون گشتند عاقلہا

زبدحالی ملک وشہ نمی فہمند غافلہا　　　　چو در چاہ ضلالت سرفرو بردند جاہلہا

ازین زحمت بسی رنجیدہ دل گشتند کاملہا　　　　بملک فکر و اندیشہ روان گشتند فاضلہا

خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلہا　　　　کہ مہدی ہیبت ظلم و ستم اندانت در دلہا

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

خدیو از خوابگاہِ خویش ہم بیرون نمی آید　　　　کہ لرزہ بر تنِ او قوتِ مہدی بیفزاید

چو مہدی مردمانِ اہرکاب خویش بگراید　　　　مجال این ہجکس را نیست ور او روی بنماید

بنا بنہاد رسم ظلم و دست از خون بیالاید　　　　مخنث گشت فوجِ مصر شرم ادرا نمی آید

تغافل شرطِ ہمت نیست انگلش را ہمین باید　　　　کہ از رعب و جلال خویش مہدی را بشر ماید لہ

لہ چہ خوشش۔

بہوی نافۂ کاخر صبا زان طرہ بگشاید
زتاب جعد مسکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جسدم مصر سی جھٹ پٹ خبر بد　　پڑی اک دھوم کونسل مین ہوئی بسیار رد و کد
ہوئی ہنگامہ سی اس بحث کی کونسل مین تید و مد　　کوئی کہتا تہا لڑنا چاہیی کرتا تہا کوئی رد
گلیسٹنے یون کہا ڈر کر خرابی لائیگی بے حد　　کہ روکو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد
بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد　　چلی پھر فوج یون ملکر کہ کانپی جس سے دام و دد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ادھر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بیغم　　جھڑا کی ہکس نے مہدی سی پھر ہونے لگے باہم
شکست فاش کہا کر ناگہین مہدی کا آیا دم　　لگا تب شعبدہ کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم
یقین انگلش کو پھر تو ہوگیا وان فتح کا سالم　　کہ وہ سمجھی ہوئی تہا جنگ کا عربی کی پیچ و خم
تغافل ہوگیا دل پہ خیال اوسکا رہا پھر کم　　یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہو کر مرا گہائل　　ہوا نامردی کا مصر کے پھر تو یقین کامل
صلاحون مین نہ کچھہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل　　یکایک گارڈن صاحب سپہ لیکر ہوئی داخل
مگر انگلش ہوا پھر بھی بطور سابقہ غافل　　ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجھگیا وان دل
ہوا امداد کا ہر چند انگلستان سی سائل　　بنا لاچار تو روکر سنایا حال یہ مجمل

شب تاریک و بیم موج گردابی چنین حائل　　کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

تڑپتا گارڈن تھا وان مثالِ طائرِ بے پر ۔ گراڈلون نے لندن مین چلائی یان نے بان ترتر
ہر اک کی زق زق و بق بق سی برٹش پہ پڑا پتھر ۔ کہ بالکل عقل و دانش اُسکی آکر چر گئی ڈانگر
مگر جسدم سُنا یہ وسبدم وان حال ہے ابتر ۔ روانہ ولسلی کو کردیا پھر ہار کر آخر
دکھایا ولسلی نے وان اگرچہ جا کے کر و فر ۔ نہ بگڑا گارڈن کا کام انسے چھپ سکا بہتر

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ ۔ فرا ہرگز نہ آئیگا نہ اپنی جان کھو حافظ
بھلا جسمین ہو کچھ تیرا کر اوسکی جستجو حافظ ۔ زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ
جو غصہ ہی تو دشمن کو جواب تیغ دو حافظ ۔ کوئی تدبیر عدی کی ہلاکت کی کرو حافظ
رہو مضبوط اور دشمن سی بدلا چلکے لو حافظ ۔ کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

انکم ٹکس اور میان بیوی

بیوی - ب -　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　میان - م

ب - مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو - کچھ دال مین کالا ضرور ہے -
م - نہین جی تم خدا واسطے کو بدگمان ہوتی ہو - سُنا نہین ٹکس کی ڈہول پڑنیوالی ہی
ب - اوئی! کیا بلا ہی!! - انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے
یہ مردون پر کیسا؟ بس مین سمجہی - کوئی تمہاری چہیتی ہوگی - اوسپر ٹکس بندہا ہوگا - جب ہی تو تلوون سے لگی ہی - چلو ہٹو بہی مجہسے نہ بولو -
م - این تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو؟ - کیسی رنڈی - یہان ہوش ٹھکانے نہین تلے کی سانس تلے اوپر کی اوپر ہی - رنڈی کس بہڑوے کو سوجہے گی - تم ہو کہ آپ ہی آپ برس پڑنے پر تیار - وہ مثل نہین سُنی " آؤ پڑوسن لڑین " بہئی کیا کہون واللہ ہی - بعض وقت اس دیس کی عورتون پر رونا آتا ہی - اور نہ پڑہائی لکہائی جاوین - یہ انکم ٹکس ہی - کمبخت سب پر بندہا ہی - کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑے پیچہے دو روپئے سرکار مین داخل کرے گا - قانون پاس ہو گیا - اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین -
ب - یہ تو تم جانگلوون کی بولی بول گئے - مین خاک نہ سمجہی - قانون پاس ہو گیا تو میری جوتی سے - اور یہ تخشی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے - ذری آنکہین دیکہون - کچہہ پی کے تو نہین آئے ہو - ! - ابہی وکالت کی

سند لیے گنتی کے چار دن ہوے ہین۔ وہ بہی (تم کہتے ہو)
سوئی نیچے درجے کی ہے۔ روز جو دو ایک ملے اونسے گہر کا دہندا بہی نہین چلتا
ٹکس گیا چوتھے بہاڑ مین۔ اپنے کیواڑ بند کرکے بیٹھ رہو۔ جب کوئی آئے گا
ماما کہدیگی نہین ہین۔ جب دہڑکا نہ رہے تب نکلنا۔ بلا سے دس
بیس دن گہنا پاتا بیچکر بسر کرینگے۔

م۔ اے لو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو۔ گرفتار ہون؟ ہتکڑیان
پہنون؟ یہ انگریزی ہے انگریزی!۔

ب۔ تو تمہارا شوق آپ ہی چرایا ہے۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ میری اور چار
اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے۔ بی پڑوسن سنتی ہو۔ یہ مجہ سے ٹرن بناتے
ہین۔ تمہین خدا لگتی کہو۔ مین انکے بہلے کو کہتی ہون یا برے کو۔ انکے پاؤن
مین تو چکیان بندہی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی۔ ہو نہو۔ کہین آنکہ
مٹکن کی ٹھہرائی ہے۔ تمہین میری جان کی قسم۔ اپنی چونچ بند رکہنا نہین
اچھا نہین۔ جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے۔ برتن باسن سب بیچ باچ کے
موئے ٹکس کے چوتھے مین جہونک آؤ۔ آپ ہی مونگ مانگتے پہرو گے۔
بلا سے کلیجے مین ٹھنڈک پڑ جائے۔ ان بچون کو بہی وہین دے آؤ۔
سرکار پال پوس لے گی۔ ایک ڈولی دو کہار لادو۔ میرے ٹھینگے مین
گیا یہ گہر۔ مین اپنے میکے جاتی ہون۔

م۔ بہئی واللہ مجہسے ناحق لڑتی ہو۔ وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین۔ آنکہ
مٹکن کا نام نہ لو۔ آنکہین پہوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکھا بھی ہو۔

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل تبی بول رہی ہی۔ دبی بلی چوہون سے کان کٹائے۔ بھلا سرکار کا حکم اور مین نہ مانون۔!

ب۔ سرکار کو ہو کیا گیا ہی۔ اوسے نہین سوجتا کہ یہ غریب غربا کیسے جئینگے۔ تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین۔ اب دن پھرتے ہین۔ بڑی آمدنی ہوگی۔ خاک نہ دہول۔ آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے۔ کل ٹکس کو اوتنا چاہیے۔ اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی۔ آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے۔ مین مردوا ہوتی تو ایک آنکھ نہ مانتی۔ سرکار سے کہتی بھلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل ہی۔

م۔ تو کیا مین ہی اکیلا ہون۔ لکھو کہا اسی جال مین پہنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور ہین۔ واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے۔

ب۔ اونکی نہ کہو تم حق کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین۔ پھر انہین کچھ نہ کہلے گا۔ یون ہوٹائی کی چلپون اور ہی۔ مین ایک جہنجی ندونگی۔ حضرت عباس کی قسم زہر کھا لونگی کوئی میرے بچون سے لاڈ لا تو ہی نہین جو اونکو چھوڑ کے اوسکے نیگ لگاؤن۔ جاؤ اسی طرح بڑے صاحب سے کہہ آؤ۔

(اتنے مین سرکاری چپراسی آپکارا)

"میان صاحب ہوت۔ میان صاحب ہوت۔ ہو منہ۔ بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین۔ جب ٹکس ہے تکین تو جہین"

ب۔ یہ کون نگوڑا اگلا پھاڑ رہا ہے۔ اسے خدا سنوارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے۔

م - چپ چپ سرکاری چپراسی ہی - واللہ ہے جا کے کچھ زہر اوگل دیگا تو قیامت آجائے گی - تم انہیں نہیں جانتیں ایک ہی بس کی گانٹھ ہوتی ہین -

ب - اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کر دے - زنجیر چڑھا دینا - موا چلا آیا کرے (دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھر بھرا کے کنوئین مین پھاند پڑی - نہ جانے دونگی - دنیا الٹ جائے نہ جانے دونگی - مین کچھ نہیں سنتی - اوی پھری سہی مجھ پر جن چڑھا ہی - تم ہلے اور مین نے نتے لیے - موئے چپراسی کو بے نقط سناؤنگی - نا بس چپ - سن بیٹھی رہو - (منہ پر ہاتھ رکھ کے) بولے اور ستم ہوا -

م - مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا - اور یہ جرم ہی ابڑا جرم ہے - اا - آج چھپا تو کل گرفتار ہوکے جاؤنگا - تم اُلٹی سمجھ - نہ سیدہی - کیا نکدم کر رکھا ہے -

ب - اچھا ذری جھروکے سے دیکھوں - چپراسی ہوتا کیسا ہی؟ (جھانک کے) بڑا سا لال بھنٹا سر سے لپیٹے ہی - ایک ٹکیا ہی کمر سے باندھے ہی - اوی یہ تو تلوار ہی ہاتھ مین لیے ہی - اے خدا بچائے - تمہاری جان سے دور پار - جیسے موا جلاد آیا ہی - اچھا جاؤ - امام ضامن کی ضامنی - میرا کلیجہ دھڑکنے لگا - دیکھو نا بدن مین تھرتھری پڑی ہی - خدا کے لیے جلد آنا - میری ٹکٹکی دروازے پر لگی رہیگی - پھر یہ تلوار باندھ ہوکے کیوں آیا - کیا تم کوئی خونی ہو - اے لو زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی - کہین یوں بھی اُٹھو آتے ہین - میان کچہری کو گئے - اور ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہوکر بیس۲۰ روپیہ ٹکس باندھا گیا - منہ جھلائے گھر کو آئے -

ب - اوی مین صدقے - تم صحیح سلامت آئے - کہو کیا ہوا؟ -

م - ہوا کیا بیس۲۰ روپیہ ٹکس کے بندھ گئے -

ب۔ (سر پیٹ کے) وہ دہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی۔ ارے تم تو جا کے لٹو آ ئے۔ یہ مٹھی بھر رقم کس نگوڑے کے گھر سے آئیگی۔ تم وہان گونگے کیون ہوگئے تھے۔ پھوٹے مُنہ سے چلائے کیون نہ۔

م۔ (غصے سے) اب تم جا کے چلا آ ؤ۔ کہون کس سے۔ جب کوئی سنے بھی وہ تمہارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میر جواد حسین نہین رہتے ہین ادہر چالیس لا دیے ادہر اندھیر کا کہین ٹھکانا ہی۔

ب۔ تو ہونا کیا ہی۔ آج سے دو وقت کے کھانے پر جھاڑو پھیرو۔ ایک ہی وقت کھانا۔ پھر یہ بچے کاہے کو مانین گے۔ روئین گے۔ بلکین گے۔ ماما موقوف گھر مین جھاڑو۔ ہم تم دے لینگے۔ تم برتن دھو دہا کے رکھہ دیا کرنا۔ مین کھانا پکا لیا کرونگی۔ خدمتگار کہان سے رہیگا۔ بازار سے سودا سُلف تمہین لا دینا۔ ٹٹو آج ہی بیچو۔ کچہری کو یونہین جایا کرنا۔ سلطانو کا بیاہ اب کیسے ہوگا۔ تنخواہ کا بھی ٹھکانا نہین۔ آخر قبول کیونکر آ ئے۔ تم تو دو روپے سیکڑا کہتے تھے۔ یہ کیا اندھیر ہوا۔ سو پر دو۔ دو سو پر چار۔ تین سو پر چھہ۔ چار سو پر آٹھہ۔ پانچسو پر دس۔ ہزار پر بیس۔ اوئی اللہ۔ ہزار آ۔ آنکھون نہین دیکھی ہین۔ اب بولتے نہین مُنہ مین گھنگنیان بھرے بیٹھے ہو۔ مین ہوتی تو ساری کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی۔

م۔ اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی۔ جیسے ہاتھون کی گڈی مین آگ لگا دی۔ کچہری کے معاملے تم نہین جانتین۔ جو ہی وہ یون مُنہ پھیلائے ہے جیسے مچھلی کے تاک مین لگا۔ وہان تمہین کٹتی ہین۔ مین

سوز و سوگنانے کو کس بھکوے کے گھر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بھی۔ اچھا اب گھر بار تمہین دیکھو۔ مین خبر بھی نہ لون گی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا سمجھے اور کیا کہون۔ مجھہ نبختی کے جنم کو تمہین کیا کم تھے۔ جو سرکار بھی قہر ڈہانے کو تیار ہو بیٹھی۔

(غرض ٹکس کیا بندھا غریب کے گھر مین آٹھ دن ماتم کا سامان ہوگیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی پہ قہر و آفت غضب خدا کا
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین ٹی سے عالم او سپر ہے اک بلا کا
جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پھیلا سے وہ دغا کا
ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپہ طرز بیان بلا کا
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

پڑا تھا ان ہتکنڈونکی حضرت زمانے پہ کھل گئی حقیقت
یہ اونٹ سے قد سے دکھا کے کب تک بھروگے تم سوانگ ... کا

ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندونکو رکھ امان مین
کہ دین و ایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

مخمس

مسٹر پنچ - گڈ مارننگ - واللہ مانتا ہون استاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲ - اگست ۱۸۹۶ء مین طبع فرمائی ہی کہ دیکھتے ہی نیچریون کے گرو گھنٹال اوچھل پڑے ہونگے -
آج اینجانب کو تعطیل تو ہی مین کچھ کام دام تو تھا ہی نہین - ہمنے کہا لاؤ اوسی غزل کو مخمس کر ڈالین - تمہین واللہ نہ کہیے گا - کیا مصرعہ لگائے ہین اگر درج اخبار فرمایئے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین -

وہو ہذا

اوسیکا ہی خاص یہ مقلد جو پہلے موجد ہوا دغا کا
اوسیکا منکر ہوا ہی ظالم کہ جسنے آدم کو پہلے تاکا
تمام فکر و فنون مین کامل کیے ہوئے پاس بھی ریا کا
نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

تمام پتلون جا کٹون مین ہر ایک جانب سے کرلی جیبین
کمی اگر ہو تو جیب مین بھی بنا کے دو چار دھر لے جیبین

جو کوئی کچھہ دے کہلے خزانے نظر چرا کر وہ بہرلے جیبین
جو دیکہے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پہیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے مین کالر وہ سُرخ ٹوپی
بنی جی بیجوکی وہ زلفین بغل مین کتا وہ سُرخ ٹوپی
چرٹ دہوان دہار تہوک منہ مین سیاہ پہندنا وہ سُرخ ٹوپی
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوس پہ طرہ وہ سُرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹے سی عالم اوس پہ اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کرورون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکہا چکا رنگ پیر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگر اب جو کچھہ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اُس پر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی پرفن نئے جو ہر دم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لائے نخرے
مین سخت حیران ہون الہی غضب کے ظالم نے پائے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکہائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا
بہت دکہائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
بہت دنون سے بڑہی ہوئی ہی تمہاری تیزی تمہاری جودت

تمہارے آگے رہی ہی باقی نہ عقل کل کی بہی کچھ فطانت
پرا ب تو ان ہتکنڈون کی حضرت زمانہ پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہا کے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا

بچاے آفت سے اوسکی خالق لگائی تہگلی جو آسمان مین
مٹین وہ جہگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین
ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہا کے دستِ دعا جہان مین
ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندون کو رکہہ امان مین
کہ دین و دنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو؟ واہ رے مین۔ اور پہر واہ رے مین۔ مصرعے لگائیے تو یون۔ حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ سٹی بہول جاتی۔ ذرا غور سے دیکھیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین۔ اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر۔ اور حافظ جی کی قسمت۔ لانا میرا قلمدان لکہنا شروع کردن۔ بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی۔ سٹر سٹر زٹر زٹر۔

وہو ہذا

چو حسن ہند رفتہ راہے کرد دردلہا زحکم زار آخر روسیان لستند محملہا
بصد افسوس و حسرت یکزبان گفتند عاقلہا الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بہ عزم زار نا واقف فغان از چرخ می آید دو چشم از اشک خونین دامنِ مژگان بہ آلاید

جدش پیٹر ز مرقد بار بار از نوحہ فرماید — بوئے نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بصد حسرت ز کابل زار راہ ہند میجوید — کہ خواہ از جنگ و خواہ از صلح در ہندوستان پوید
امیر از دنش نہ داد و گفت روی از اشک میشوید — بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بہ خلوت جملہ ارکان مشورت کردند چون باہم — ہمہ گفتند کین راہیست سخت و آخرش پر غم
کشیدہ آہ زار روس و گفت از دل بچشم نم — مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

چو بر سرحد ز فرمانش علی خان وف شد داخل — غریق بحر غم گردید و بیخ شد با ہوا نازل
دبیتابی لبسو روس رخ آورد و گفت از دل — شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

کمیشن نام بر سرحد ز ہر سو آمدہ لشکر — بگو بشنو داین و آن بسے شد درمیان کیسر
بہ فوت مطلبے زار از دل خود گفت کای کافر — ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

چو کرنل جانب سرحد خدا کہ مرد حافظ — اگر حسن ادب داری بیاد از سرحد حافظ
نجات وعظ حضرت... را دایم شنو حافظ — حضوری گر ہمیخواہی از و غافل مشو حافظ
متے ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

جس جس کو کھوا بھی چھڑا دین غم سے — ہم غم سے زمانے ہین ہین یا غم ہم سے
دعوی ہمین زیبا ہے مسیحائی کا — جی اوٹھتی ہی شاعری ہمارے دم سے

حیدر آباد دکن

جناب میر اودھ پنج حسین خانصاحب۔ حضرت سوز و ساز عرض ہی۔ بے فصل کا محرم دیکھیے تو کچھ عرض کردن کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہی نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی اور اس وقت مین تو سو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اِس طوطیہ و تمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون۔

حضرت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدر آباد تشریف لیگئے وہان کے شیر لنگور ریچھ بندر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا اب اس تلاش مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار ٹسوے بہالین سال سال کی رسم ادا کرلین اِسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ اِدھر جا اُدھر جا سارے شہر کی تانا بتھاری کر ڈالی آخر کو ع

کہتے سنتے یہ بھید پایا

کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر اُنس صاحب لکھنوی حسب معمول تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جا دھمکے وہان کانی چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نا محروم پھرے تو سارا کھیل بگڑ گیا ہزارون ارمان ہین خاک مین ملینگی مگر پوچھ گچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہر سے

مجلس شروع ہوگی خیر بھئی اچھا اب تو آیئے کچھ ہی کیون نہو سن ہی کے جائینگے
اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے
نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک الو سے ٹلوے جو ہمسے دوسرے
نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچا کھچ تیسرے
درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے
جھجر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے
مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر ہلوٹا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو پانی
نئی تہذیب کو عینکین۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہے آنکھین ٹکٹکی لگائے
دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اٹھا جناب
میر انس صاحب چمک دمک سے اٹھے ؎

یون نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا　　آتشین برج سے گویا مہ انور نکلا

پیچھے میر یونس صاحب برادر زادہ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ
صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسرا رگڑے ریلوے ٹرین بنے ہوئے
آتے آتے قریب ممبر آہی گئے۔ بھر سے سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے آئیے
تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجالاتا ہون
جگہہ کہان جو بیٹھین تھالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے
فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی بیترون کے بعد مرثیہ جو
شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت دہادت کچھ بھی نہین بندش ہی بندش ہی ادمین ہی

جدا معرکہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی
غور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کیا س کھالی واہ ہی میرے یار اچھی بٹی
حضور تو قریب ہی ڈٹے تھے اور کچے کچے حال سے واقف قحط کی کارروائیون
کے مولانا حافظ لگے مُنھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے
میر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہوگئی ٹِس مچادی ہم تو ایسے
اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چُپکے چُپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی پاکٹ بک پر
ٹانکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج
ردّیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی چارون طرفسے فوج تبہ کار آئی ہی
محتاج خانون ہی کی خدایا دہائی ہی کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی

بھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

آئی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار
پورہبئی یار اور علیگڈھ کے سب سوار آتی تھی ہر طرفسے صدا بس بیا بیار

چہرو نپہ جھُریان تھین وہ پلکین اڑی ہوئین
سمتِ جنوب سبکی تھین باگین موڑی ہوئین

اِک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ اوپنچے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ
تیور سے آشکار کہ پیسون پہ ہی نگاہ آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

بگڑے ہوؤں کو اور بگاڑیں یہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا

اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الامان | بھاری ہزار قحط زدہ پر تھا اک جوان
ٹھیّے یہی کہ لوٹ لیں ہر شخص کا مکان | پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہی روپیہ کہاں

بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
زر ہاتھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو

جس جا پہ ایک آگیا کنگلے ہٹے تمام | ہڑکونکا کس صفائی سے بننے کیا ہی کام
ہر چند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام | پروانہ لیکے ہو گئے آخر کو نیکنام

حضور ٹیپ عرض کرتا ہون
پردہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسرِ عالی جناب کا

محتاج خانے مسلخ قصاب بن گئے | کھانے پکائے ایسے کہ تیزاب بن گئے
محتاج سارے صورتِ سرخاب بن گئے | (منجھا ہے کہ) وہ مرمٹے بلا سے یہ احباب بن گئے

چیرے ہین ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہین
جس وقت چاہا توڑے کے توڑے منگائے ہین

مجلس سے روز گڑھتے ہین کیا کیا روایتین | ہر روز ہو رہی ہین نرالی حکایتین
کس کس طرح کی آتی نہین ہین شکایتین | کیا پیش جائے کرتے ہین افسر عنایتین

مفلسین پھر ٹیپ سنین
کہتے ہین لوٹ لو تمھین سب کچھ حلال ہی | امداد قحط خاص تمھارا ہی مال ہی

شعبان کی نوین کو اُٹھا ناگہان سحاب — آئین گرج گرج کے گھٹائین سیاہ تاب
بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب — کوندین غضب کی بجلیان ہر سو بآب و تاب

حضرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے
سب منتظم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینھ کہ مٹ گئی سب صبا جو نکے کام — محتاج خانون کا ہوا برباد اہتمام
سڑکو نسے کامگاریان اُٹھنے لگین تمام — پایا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

چھپٹا جو ابر ایسا وہان تیج بس پڑا
مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہو ہو گئے ہین۔ جگر خون ہو گیا تب تقطیع بیٹھی ہے۔

کہتا ہے

بوچھار تھی و مینہ کی وہ بوندین ٹپی پڑی — بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی
محتاج خانے گرتے تھے کر کے اڑی اڑی — (اور) ماموکار پیٹتے سر کو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا اِدھر سے ابر اُدھر وار چڑھ گیا
کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

مفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہو کے سنیئے۔

آیا مقابلے پہ کہین قحط نابکار — کہنے لگا یہ ابر کہ سُن او جفا شعار

یہ جائے ایکدم مین لگاؤن ابھی جو دھار　　کیا جانتا نہین کہ مین ہون ابرنا مدار
اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑ گیا
(بیجاجی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی　　جھوکا را را ہوا رکو اور ایک ایڑ دی
تڑپا کے اسپ ٹھوکرے ماری وہ ہت کٹی　　بھٹا سا ہاتھ اڑ گیا تلوار گر پڑی
کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا
ایسے لگائے ہاتھ کہ بس بھوت ہو گیا
پھر تو بزن بزن کی صدا تھی بلند وان　　بھاگے دبا کے دم جو تھے سردار قحط خان
کانون مین رکھ قلم کو اڑی ساری کاروان　　اپنے سے منھ لیے ہوئے گھر کو ہوئے روان
کا واک چہرے سکے تھے بوکھل حواس تھے
مرنے سے قحط والی نعم کے اداس تھے
آگے نہین ہے تاب بیان پنچ چپ رہو　　اچھی نہین یہ آہ و فغان پنچ چپ رہو
سن لے نہ کوئی مرثیہ ہان پنچ چپ رہو　　بس کرکے اس دعا کو یہان پنچ چپ رہو
یارب امیدوار نہ کرنا کبھی سے مجھے
دلوا دے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم سے

تو نے مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون
کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

دو گونہ رنج و عذابست جان لیڈی را
بلائے فرقت پردہ و صحبت پردا

یار و سچ تو یہ ہی اوپچ ہی کیا چیز ہی۔ اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سے وہ چہل پہل ہیر بدل۔ ترمیم اصلاح۔ موجزن ہوتی ہی کہ دلچسپی و دلفریبی کا ہر جگہ اٹم قتلعون مین گولون کی طرح رہتا ہی ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پر بہی اس طرح لات مارنا چاہی تہی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ مقرر کی جائین۔ چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوئے۔ اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بہی ہوگئین اور کمیشن بہی مل ہی گیا۔ مگر اتفاق دیکھیے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تہا کہ اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین رہینگے مگر مجھے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا بر وقت کمیشن آپ نے بہی اصرار کیا کہ مین بہی پردے کے اندر بیٹھکر اظہار لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آؤنگی۔ آخر الامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا اور اس معاملے کی رپورٹ کی گئی۔ اب دیکھنا ہی اس تجویز کے پورے ہونے کی کون صورت نکلتی ہی آیا۔

ع حلب کو آئینہ پھر جائیگا جلا کے لیئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجائینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا ہی زنانے مخصوص کیے جائینگے۔ بہر حال کچھ ہی ہو ہمارے تو دونوں میٹھے۔ مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کر کے ہمنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین۔

دہو ہذا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر۔ (خادمہ سے) اری ظہورن ذرہی ادھر آنا۔ دیکھ آج ہمین کمیشن مین جانا ہی ذرا نہانے کو پانی رکھ۔ اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا مین نکال لون۔ جھٹ پٹ پنڈا دہو ڈالون۔ دو گھنٹہ اور مجھے کام پر جانا ہی۔

ظہورن خادمہ۔ بہت خوب حضور۔ اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلو بی بی یاد کرتی ہین۔

وزیرن۔ آئی مان آئی۔ اپن کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہی تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو۔

(بی وزیرن صندوق لا کر جوڑا نکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان مین

وکیل نمبرا۔ آج بھئی لیڈی کمشنر کا وزن دیکھنا ہی کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہی۔ مزاج کیسا ہی باتین کیسی ہین۔

وکیل نمبر۲- اپن کو تو فکر لگی ہی کہ عورت ہوشیار ہین مگر دیکھا نکو-

وکیل نمبر۱- اجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دو شد بڑی خرابی یہ ہے کہ اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ ہین اگر ہمدردی کا مادہ جوش مین آیا تو سارا مقدمہ غارت ہوگیا- آپ جانتے ہین اس قوم مین کسقدر ہمدردی ہی-

موکل- (گھبراکر) بہو صاحب یہ باتان اچھی نکو- اسکی کچھہ تدبیر کرنا-

وکیل نمبر۱- تم کیون گھبراتے ہو وہان چلو تو سہی-

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ- بعد غسل مصروف آرایش ہین-

لیڈی کمشنر- ارے کمبخت جلد آ میری چوٹی تو باندھدے اور دیکھ نیا جوڑا بوٹ نکالکر ادھر رکھدے یہ میلا ہوگیا ہی اور جوتے کی کلھیا مین پانی ڈالدے ہان تونے ابھی تک نہین دہوئے اچھا چکنی ڈلی اور الاچی ڈبیا مین رکھدے اور گاڑی کھینچنے کو کہہ دے -اور کھانا جلد لا- اے لو یہ تو مین بھول گئی تھی-

ظہورن- (جی مین) آج بی بی کو یہ ہو کیا گیا ہی ایک بولی تین کام چاہتی ہین-

(ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت مین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبراکر وزیرن کو پکارتی ہین)

"ارے ادھر آ کمبخت- خدا تجھے غارت کرے- کھانا لا- یہ تسلہ اور لوٹا درست کر زیر انداز بچھا- دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہی- مجھے جلدی مین اچھی طرح آئینہ مین نہین دکھائی دیتی"

وزیرن- ہو ایسا سیدہی جیسا ہنسیا-

(ظہورن مسکراتی ہے)

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD

کمشنر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ مالزادی۔ہم تو کام مین جلدی کو کہتے ہین۔آپ ہنستی ہی۔ رہ تو سہی غیبانی دیکہہ تو آکر تجھکو کیسا ٹہیک بنائی ہون۔

ظہورن۔ یا تو خدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اُٹھالے۔اگر یہی حال رہا تو میرا کچومر نکل جایگا۔

(پوشاک وغیرہ سے لیس ہوکر کمشنر صاحبہ بگھی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آتی ہین)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکہہ وہان گاڈ کے پاس کاغذ ہین اوٹھا لا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا۔دوات مین روشنائی نہوگی۔اور دیکہہ آؤن اور گلوبند کاغذون پر لپٹا ہے وہ رکھے آنا۔مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت بناؤن گی۔اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بھی لیتی آنا۔جلد جا دیر ہوگئی۔ دو گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا و فریقین مقدمہ حاضر۔مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ۱۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ گزر گئے

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہو لیڈی صاحب کا آنا ہی آتے آتے آئینگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہو رہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہوئی۔ ہمارا ہرج ہوتا ہی کمشنر صاحب سے کہنا چاہیے کہ اگر ایسی ہی دیر ہوگی تو ہملوگون کا نقصان ہوگا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصان کے اور کیا ہونا۔

ابھی گھر ہوکر آیا۔ وہان دیکھا پوسٹے پوٹی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے لوگان نے سب خراب کردیے۔ مقدمہ الگ اپن کو چین نکو دیتے۔

(اتنے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔

وکیل فریق ثانی۔ کمشنر صاحبہ کہان ہین۔

خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین۔

وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہیے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین۔

کمشنر صاحبہ (متعجب ہوکر) اپن کیا مین وکیلونکے سامنے آؤنگی لو صاحب خوب ہوئی۔

وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔

کمشنر صاحبہ۔ یہ تو انہونی بات ہی۔

وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ اور اظہار بچہ ہوا کہ پردے ہی کے اندر سب کچھ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔

خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو۔ کیسے بے پردہ ہوان۔

وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔

خادمہ۔ تقصیر خانون کا منشی خود مجھسے بولا پردہ کیواسطے یہ بندوبست ہوا ہی تم غارت گئے وکیلان۔ بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن ماماں خاتون تیئس برس وکالت کئے اپن کو نا واقف نکو بناؤ۔

کمشنر صاحبہ۔ صاحب سنیئے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکر چلی جاؤنگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔

وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکھنا چاہیئے۔

کمشنر۔ یہ ممکن نہین ہے (غصّہ سے)

وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصّہ سے)

کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔

وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیئے۔

کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پہ پڑے ٹپکی ہین بازآئی پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دینا ہی نامحرمون کے سامنے غضب خدا کا پردہ کے واسطے تو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر بے پردہ ہین جاتی ہون۔ بازآئی ایسے پی ہزار نعمت کھائی۔

فریق جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین تو سہی غصہ نہ کیجیئے۔

کمشنر۔ غصّہ کیسا یہان آبرو پر بنی ہے۔ لو صاحب مجھے...... نے دہوکے مین بلایا ہین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔

(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست۔)

ارکان نظام گورنمنٹ

رکن نمبر ا۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان پردہ و بے پردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونہون نے وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔

رکن نمبر ۲۔ ہان۔ پھر اب کیا بندوبست چاہیے۔

رکن نمبر ۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بے پردہ ہوتی ہو۔

رکن نمبر ا۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

رکن نمبر۳ - تو قاعدہ مین اصلاح ہو۔

رکن نمبر۲ - بھلا کون سی اصلاح -

رکن نمبر۴ - اگر آپ میری راے مانین تو ایک محتشم تجویز پیش کرون - اوس سے یہ ساری دقتین دفع ہوجائینگی -

رکن نمبر۱ - وہ فرمائیے -

رکن نمبر۴ - عموماً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا کیجیے یہ مردون عورتون دونون مین کارروائی کرسکتے ہین - علاوہ آسانی کے جدّت بھی ہی غالباً آپ سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے -

(ڈراپ سین)

پولیٹکل شطرنج

حضرت یہ شطرنج بھی عجیب نقشے کی ہی اور کھلاڑی بھی بڑے بڑے جگادری۔ بساط تو بھی افغانستان ہی اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور سفید ہماری سرکار ہی سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی کہ رُخ چھوٹے ہوئے ہین۔

سفید کا فیل (للٹن) جو اپنے تیسرے گھر مین ہی کابلی گھوڑے (امیر) کو مار کر جو سفید کے بادشاہ کے گھر سے چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی۔ اور چال ہے سیاہ کی اب یہ ششدر ہین کہ کرین کیا مُہرے تو سلامتی سے کئی ہین مگر سب ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین۔ فرزین کاٹھ مارا اپنے رخ کے گھر مین براج رہا ہی۔ بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹھ کا اُلّو بنا بیٹھا ہی صرف ایک گھوڑا فرزین کے گھر مین ہے اُسی سے کابلی گھوڑے کو زور دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گھر مین رکھا تو سفید کا رخ (روم) جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈزریلی) کے زور سے جو سفید کے بائین گھوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹھا ہی وہین پلٹ کر شہ دیتا ہی چلو مات! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گھر مین رکھا تب بھی رخ نے اپنی رومی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو چال چلتے ہین مات موجود!

نوٹس

درخواست خریداری
کتاب بہ نام منیجر
ہندوستانی پریس نظیرآباد لکھنؤ
آنی چاہیے

شکوہ ہند

از

تصنیف لطیف شمس العلما خواجہ الطاف حسین صاحب حالی

مع

عرضداشت

بحضور سرورِ کائنات علیہ التحیات

حسب فرمائش منیجر زمیندار بک ڈپو لاہور

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شکوۂ ہند

بند اوّل

رخصت اے ہندوستاں اے بوستانِ بےخزاں
آج کو شکووں سے ہیں لبریز ہم اے خاکِ ہند
تو نے بیگانوں کی خاطر یگانوں سے سوا
تیرے باغوں کی فضاؤں نے دیئے دل سے بھلا
یاد کچھ جیحوں رہا ہم کو نہ دجلہ اور فرات
تیری کاشی کی کشش نے کر دیئے ہم سے جدا
تیرے ذوقِ مینشکر نے لئیے سب دل سے محو
فصلِ گل ہیں دیکھکر جوبن مہابن کا تیرے
تیرے سرجیون پہاڑوں نے دیاجی سے اُتار
دھوتیں بھولیں سمرقندی و شیرازی تمام

رہ چکے تیرے بہت دن ہم بدیسی میہماں
ہیں مگر احسان اگلے تیرے سب خاطر نشاں
میہماں تجھے پر بنایا تو نے ہم کو میزباں
شعبِ بوّان و سمرقند و دمشق و اصفہاں
تیرے گنگا جل نے جب سے تر کئے کام و زباں
یثرب و بطحا و صنعا و زبید و نہرواں
بصرہ و طائف کے نارستان اور خرماستاں
مرو اور شیراز کے بھولے چمن اور گلستاں
نہرِ کنی اور گلگشتِ مصلّے کا سماں
اس قدر الوان نعمت کے لگائے تو نے خواں

نقش ہیں دل پر ہمارے سب مدارائیں تری
ہم نہ بھولینگے کبھی دن تیرے اور راتیں تری

بند دوم

تھی ہماری قوم و ملت رسم و عادت سب جدا   رشتہ و پیوند کوئی ہم میں اور تجھ میں نہ تھا
بول چال اپنی الگ تھی اور زباں تیری الگ   تجھ سے ہم تھے اجنبی اور ہم سے تو نا آشنا
ہم میں اے ہندوستاں گو ہوئے جنبیت تھی   تو نے لیکن اپنی آنکھ دل پر لیا ہم کو بٹھا
تو نے سونپی مہرِ دولت ہم کو اور طبل و نشاں   تو نے بخشے قصر و ایواں ہم کو اور رتبا نسلا
تو نے ثروت دی حکومت دی ریاستیں دیں   شکر کس کس مہربانی کا کریں تیری ادا
بنچہ سکیں لیکن نہ آخر تک یہ خاطر داریاں   جو دیا تھا تو نے وہ آخر کو سب رکھوا لیا
خیر - اپنے مال کا تو ہر طرح تھا اختیار   جس سے چاہا لے لیا اور جس کو چاہا دیدیا
کھینچ لیں اپنی اسی دم اٹھ کے گدی سے زباں   بھول کر بھی گر زباں پر اسکی آجائے گلا
پر گلا یہ ہے کہ جو کچھ اپنا ہم لائے تھے ساتھ   وہ بھی تو نے ہم سے لیکر کر دیا بالکل گدا
آدمیت کے تھے جوہر جو ہماری ذات میں   خاک میں آخر دیئے اے ہند سب تو نے ملا

یاد ہوگا تجھ کو یہاں آئے تھے ہم کس شان سے
تجھ کو سوگند اپنے ست جگ کی بتا ایمان سے

بند سوم

ترکمانی صولت اور مغلی جلادت ہم میں تھی   عزم کردی ہم میں تھا بدوی حمیت ہم میں تھی
ہاشمی آداب و عباسی فضائل ہم میں تھے   نطقِ اعرابی و عدنانی فصاحت ہم میں تھی
ضرب کراری و حرب خالدی رکھتے تھے ہم   سطوتِ حمزی و فاروقی جلالت ہم میں تھی
عرقِ غیرت تھی دلیل اپنی شرافت کی۔ نہاں   جھینپتی ہے جس سے دولت وہ شرافت ہم میں تھی
آج خاور تھا مقام اپنا تو کل تھا باختر   عیش و عشرت کی نہ فرصت تھی نہ عادت ہم میں تھی

تنگ تھا ہمکو مشقت سے نہ مزدوری سے عار
جو بزرگی تھی مشقت کی بدولت ہم میں تھی

ہم شتربانی سے پہنچے تھے جہانبانی تلک
اسلئے باقی شتربانوں کی خصلت ہم میں تھی

جو نشاں اقبالمندی کے ہیں وہ سب ہم میں تھے
حُبِّ دینی ہم میں تھا قومی مودّت ہم میں تھی

گھر ہمارے اور ہم سب وقف مہمانوں پہ تھے
یثربی مہماں نوازی و ضیافت ہم میں تھی

جھوٹ سے واقف نہ تھے ہم تیری آ کے ہندوستاں
احمدی اخلاق و اسلامی اخوّت ہم میں تھی

چھین لی سب ہم سے یہاں شانِ عرب آنِ عجم
تو نے اے غارت گرِ اقوام و اکّالُ الامم

بند چہارم

آئے تھے اے ہند یہاں ایسے ہی ہم زار و نزار
ہے عرب کو جن سے ننگ اور ہے عجم کو جن سے عار

ہم انہی اسلاف کے معلوم ہوتے ہیں خلف
جن کی تھی محکوم نسلِ رستم و اسفندیار

ہم انہیں باپوں کے بیٹے تجھکو آتے ہیں نظر
جن کی جولاں گاہ تھی تاتار سے تا زنجبار

ہم ہیں اے آریاورت اُن سواروں کے پوت
جنکی دوڑوں سے ہیں واقف تیرے دشت و کوہسار

ہم سراسر خاکسار ایسے ہی تھے اے خاک ہند
اُڑتی پھرتی تھی زمانہ میں یہی مشتِ غبار

تھیں یہی شکلیں ہماری تھا یہی رنگ اور روپ
تھی یہی سیرت ہماری تھا یہی اپنا شعار

گر سلف دیکھیں ہمارے زندہ ہو کر اب ہمیں
آئے نسبت اور قرابت سے ہماری اُنکو عار

سیرتیں تو نے بدل دیں مسخ کر دیں صورتیں
آبرو تو نے ڈبو دی کھو دیا تو نے وقار

کر دیا شیروں کو تو نے گوسفند اے خاک ہند
جو شکار افگن تھے آ کر ہو گئے یہاں خود شکار

نکبتیں یہ سب کبھی ہم کو آتی تھیں نظر
آئے تھے یہاں جب کہ اپنا چھوڑ کر ملک و دیار

تھا یقیں ہم کو کہ شائستگی رفتہ رفتہ آئیگی
ہم کو تو اے خاکِ ہند آخر تو نہیں کھا جائیگی

بند پنجم

دیکھتے ہیں اب وہی آنکھوں سے صبح و شام ہم — جو ہمارا توں کا سمجھے تھے تری انجام ہم

توڑ ڈالے جلد تو نے عہد اور پیمان سب — بے وفا سنتے تھے سچ اے ہند تیرا نام ہم

دیر تک رہتا ہے جو انساں نہیں رہتا عزیز — سنتے ہیں دیوار و در سے تیرے یہ پیغام ہم

عیب جو دنیا میں ہیں وہ ہم پہ تھپ جاتے ہیں سب — کیا زمانہ میں ہمیشہ تھے یونہیں بدنام ہم

سب کو سوجھتا ہے ناکامی کا پہلے ہی یقین — اٹھتے ہیں کرنے کو جب ہمت کا کوئی کام ہم

تو نے دیکھا تھا کبھی اسلامیوں کا حال یہ — کیا عرب سے لے کے نکلے تھے یہی اسلام ہم

بس - زیادہ پیسنے سے اپنے کیا حاصل تجھے — پس چکے اے آسیائے گردش ایام ہم

شکوہ قسمت کا ہے جو یہاں کھینچ کر لائی ہمیں — تجھ کو اے ہندوستاں کس منہ سے دیں الزام ہم

پھر گئی سرحد سے تیری فوج یوناں جس طرح — کاش پھر جاتے یونہیں دیس سے تیرے ناکام ہم

رہتے قانع اپنی محنت اور مزدوری پہ کاش — آ کے یہاں پاتے نہ ذوقِ راحت و آرام ہم

دشمن اپنا ہو گیا سودائے مال و جاہ حیف
حرص نے طعمہ کی شیروں کو کیا روباہ حیف

بند ششم

وہ مسلمانوں کی ہر بازی میں سبقت کیا ہوئی — وہ حجازی غیرت اور مکی حمیت کیا ہوئی

ہم مسلمانوں سے ہے اے ہند ننگ اسلام کو — تھا لقب خیر الامم جس کا وہ امت کیا ہوئی

جی کسی کی عزت افزائی سے خوش ہوتا نہیں — دل گواہی جس پہ دیتا تھا وہ عزت کیا ہوئی

دین و دولت علم و دانش ہم میں کچھ باقی نہیں — حق نے پوری کی تھی جو ہم پر وہ نعمت کیا ہوئی

ملک و مال و سلطنت اک آنی جانی چیز تھی — جو ہمیشہ رہنے والی تھی وہ دولت کیا ہوئی

قریہ قریہ تیرے علم و فضل سے معمور تھا
اب وہ اے اسلام تیری خیر و برکت کیا ہوئی

جس نے مغرب کو کیا مشرق وہ سورج کیا ہوا
جس سے گھر گھر بن گیا یونان وہ حکمت کیا ہوئی

کوہ و دریا جن کے ہوتے تھے نہ ہرگز سدِّ راہ
وہ ارادے کیا ہوئے اور وہ عزیمت کیا ہوئی

کوئی مشکل ہم کو میداں سے ہٹا سکتی نہ تھی
وہ ثبات اور پائداری اور وہ ہمت کیا ہوئی

ہوگی اے ہندوستاں آمد ہماری تجھکو یاد
وہ مسلمانوں کی ہیئت اور وہ صورت کیا ہوئی

وہ بر و دوش اور وہ سینے پہلوانی کیا ہوئے
وہ قد و بالا وہ چہرے ارغوانی کیا ہوئے

بند ہفتم

جب تک اے ہندوستاں ہندی ہی نہ کہلاتے تھے ہم
کچھ ادائیں آپ میں سب سے جدا پاتے تھے ہم

اپنی خود کرتے تھے عزت گر نہ کرتا تھا کوئی
سر ہر اک فرعون کے آگے نہ نہوڑاتے تھے ہم

حاجتیں ہوتی تھیں جو اپنی روا کرتے تھے آپ
ہاتھ آگے میر و سلطاں کے نہ پھیلاتے تھے ہم

تھے اُسے نعماے سلطانی سے بہتر جانتے
اپنی محنت سے اگر نانِ جویں کھاتے تھے ہم

تھے نہ کرگس اور زغن کی طرح ہم مُردار خوار
تھا وہی قوت اپنا جو خود مار کر لاتے تھے ہم

تھی اولوالعزمی و ہمت اپنی مفتاحِ ظفر
چار سُو راہیں معیشت کی کھُلی پاتے تھے ہم

جب کبھی جس کام کی خاطر جدھر منہ اُٹھ گیا
پھر پلٹ کر وہاں سے خالی ہاتھ کم آتے تھے ہم

جی چُراتے تھے نہ مکروہاتِ عالم سے کبھی
اور خلافِ چرخِ دوراں سے نہ گھبراتے تھے ہم

اسپِ تازی کی طرح تھی قوم تازی بھی غیور
جب کوئی بڑھتا تھا ہم سے تلملا جاتے تھے ہم

ہے حمیت کو ہماری اک زمانہ جانتا
سر و ہو جاتے تھے سب جس وقت گرماتے تھے ہم

حال اپنا سخت عبرتناک تو نے کر دیا
آگ تھے اے ہند ہم کو خاک تو نے کر دیا

بند ہشتم

کھا کے نعمت دل ہمارا شادماں ہوتا نہ تھا
ساتھ دستر خوان پر گر میہماں ہوتا نہ تھا

کرتے تھے مہماں ہمارے ماحضر پہ اکتفا
تنگ دل مہماں سے کوئی میزباں ہوتا نہ تھا

ہم کو پہنچی تھی خلیل اللہ سے خواں گستری
عسرت اور تنگی میں بھی طے اپنا خواں ہوتا نہ تھا

رکھتے تھے بچوں کو بھوکا اپنے مہماں کے لئے
خرچ سے گھر کے سوا کھانا جہاں ہوتا نہ تھا

تھا مسافر کیلئے ایک ایک گھر مہماں سرا
ہم کو کچھ غربت میں فکر آب و ناں ہوتا نہ تھا

میہمانوں کو تھے اپنے گھر کی برکت جانتے
ٹھیرنا مہماں کا برسوں گراں ہوتا نہ تھا

جانتے تھے ہم کہ ہے اس پر خدا نامہرباں
جو کہ ہمسائے پہ اپنے مہرباں ہوتا نہ تھا

ہم ہر اک آفت میں ہمسایوں کی رہتے تھے سپر
دشمنوں سے اپنے ان کو خوفِ جاں ہوتا نہ تھا

چپکے چپکے حاجتیں کرتے تھے سب انکی روا
فقر و فاقہ ان کا خلقت پر عیاں ہوتا نہ تھا

پیٹ بھر لیں اپنا اور ہمسایہ فاقے سے رہے
اتفاق آگے یہ اے ہند دستاں ہوتا نہ تھا

یوں نہ ہمجنسوں سے کرتی تھیں یہ آنکھیں چوریاں
تو نے اپنی سی سکھا دیں ہم کو تنہا خوریاں

بند نہم

جس سے کرتے تھے محبت بے ریا کرتے تھے ہم
جس سے ہوتی تھی شکایت برملا کرتے تھے ہم

شکوہ ہوتا تھا تو اکثر منہ پہ کہہ دیتے تھے ہم
شکر کرتے تھے تو غیبت میں سوا کرتے تھے ہم

دوست بن جاتے تھے جسکے اس سے کرتے تھے نباہ
عہد کرتے تھے تو عہدوں کو وفا کرتے تھے ہم

جنکے ہو جاتے تھے ساتھی انکا ہم دیتے تھے ساتھ
رنج و راحت میں شریک انکے رہا کرتے تھے ہم

کرتے تھے عسرت میں انکے واسطے فکر معاش
انکی بیماری میں تدبیر اور دوا کرتے تھے ہم

کام میں یاروں کے اپنے کام سب دیتے تھے چھوڑ — اسمیں روزے اور نمازیں تک قضا کرتے تھے ہم
یار کوئی مر کے اپنے سے بچھڑ جاتا تھا جب — یار کی اولاد پر جانیں فدا کرتے تھے ہم
سنتے تھے اپنے بڑوں کا جن سے پیار اور آشتی — اُن کی نسلوں سے وہی رسمیں ادا کرتے تھے ہم
دشمنوں کی زد میں دیتے تھے نہ آنے ہمکو دوست — ٹوک دیتے تھے ہمیں جب کچھ خطا کرتے تھے ہم
آج وہ کام آئے اپنے کل کہ ہم اُنکے آئے کام — بارہا باہم سلوک ایسا کیا کرتے تھے ہم

تونے اے ہندوستاں کھودیں کہاں وہ یاریاں
یاریاں ہم میں رہیں باقی نہ وہ غمخواریاں

بند دہم

تیرے سایہ سے رہے اے ہند جبتک دور ہم — اپنی یکرنگی رہی ضرب المثل بین الامم
مل گیا جو ہم میں آکر پھر نہ تھے ہم پوچھتے — روم ہے یا ترک اَرمن ہے عرب یا ہے عجم
ملتِ بیضا نے قوموں کی مٹا دی تھی تمیز — تھے بلالؓ و جعفرؓ و سلمانؓ برابر محترم
ایک رنگت میں اُخوت کی تھے سب رنگے ہوئے — اسود و احمر تھے جو اسلام کے زیرِ علم
زنگی و خوارزمی و تاتاری و مازندری — ایک دسترخوان پر کھاتے تھے سب ملکر بہم
گو سدا آپس میں لڑتے اور جھگڑتے تھے مگر — وقت جب پڑتا تھا آکر ایک ہوجاتے تھے ہم
فرق رکھا تھا کہ و مہ میں نہ کچھ اسلام نے — تھے برابر نفقہ و کسوت میں آقا اور خدم
حق خلیفہ کا نہ تھا اُس میں رعیت سے سوا — جمع بیت المال میں ہوتی تھی جو آکر رقم
ٹوک دیتا تھا سرِ دربار بڑھ کر اک غلام — گر کہیں بے راہ اُٹھ جاتا تھا حاکم کا قدم
شوکتِ دیں کے سوا شوکت نہ تھی کوئی پسند — ملک جم دے کر نہ پاس آتا تھا اپنے کبر جم

صحبتوں میں تکیہ و مسند کا آئیں کچھ نہ تھا
مجلسوں میں امتیازِ صدر و پائیں کچھ نہ تھا

بند یازدہم

راستبازی میں ہماری لوگ دیتے تھے نظیر — فرد تھے پاس سخن میں قوم کے برنا و پیر
دوست دشمن کو ہمارے قول پر تھا اعتماد — دے چکے جب ہم زباں پھر تھی وہ پتھر کی لکیر
تھے اگرچہ بھی ہم میں بد اطوار بھی اوباش بھی — تھا سخن کا اپنے لیکن پاس سب کو ناگزیر
کوئی بدعہدی سے بڑھکر تھا نہ عیب اُنکے لئے — حق جنہیں کرنا تھا ہم میں وارث تاج و سریر
جیسے رہزن اور لٹیرے تھے ہمارے راستباز — رہنماؤں میں نہیں پاتے ہم آج اُن کی نظیر
دل میں کچھ ہو اور زباں پر کچھ یہ خاصیت نہ تھی — خاک میں اُس سرزمیں کی جس سے تھا اپنا خمیر
جنگ تھی تو برملا تھی صلح تھی تو بے ریا — ہمکو ہرگز آتا نہ تھا دنیا بنا کر جا مشیر
منہ سے جو کہہ بیٹھتے تھے کر دکھاتے تھے وہی — ہے گرج کر پھر برسنا جس طرح ابر مطیر
پھانولیں ہم جاکے ملہار و نکی کہہ آتے تھے حق — غالب آتا تھا نہ ہم پر خوف سلطان و امیر
پر بنایا جب سے ہم نے ملجا و ماوا تجھے — راستبازی ہوگئی اے ہند ہم سے گوشہ گیر

کر دیئے تو نے تمام اسلام کے ارکان سست
ہوگئے بودے ہمارے عہد اور پیمان سست

بند دوازدہم

شرق سے تا غرب جب عالم میں تھا قحط اُجال — تھی ہماری قوم میں ارزانیِ اہل کمال
علم و حکمت نے ہماری آن کرلی تھی پناہ — روم اور یونان پر جب چھا گیا جہل و ضلال
جاہلوں کا تھا ہماری قوم میں گھسنا یونہیں — جیسے اب لکھے پڑھے ملتے ہیں ہم میں خال خال
منع ۔۔ استدلال یا توجیہ یا تحقیق حق — تھی یہی اکثر ہماری مجلسوں میں قیل و قال
ترک میں وحشت رہی تھی اور نہ جہل اعراب میں — دین بیضا نے دیا تھا آکے ... نکال
علم بھی جاتا تھا جاتے تھے جہاں ہم ساتھ ساتھ — علم نے اسلام سے باندھا تھا پیمانِ وصال

ہم وزر کم چھوڑ کر جاتے تھے ہم میراث میں
تھی کتاب اپنی بضاعت اور ادب اپنا تھا مال

خلق کرتی تھی ہماری ریس رسم وراہ میں
کر دیا تھا علم نے سب کے لئے ہم کو مثال

آج جن علم وہنر سے ہے چراغاں بزم دہر
ہم نے بنیاد اُسکی دی تھی پیشتر دنیا میں ڈال

تھی ہماری دولت اے ہندوستاں فضل وہنر
آ گیا تیری بدولت اپنی دولت کو زوال

ہم کو ہر جوہر سے یوں بالکل معرا کر دیا
تو نے اے آب وہوائے ہند یہ کیا کر دیا

بند سیزدہم

ہم نے یہ مانا کہ جب گلشن میں ہو فصل خزاں
بے محل ہے چھیڑنی واں عہد گل کی داستاں

[illegible] پر ابر جب چھایا ہوا ہو بار کا
پھر سلف کی شان وشوکت کیجیے کس منہ سے بیاں

ہیں یہ باتیں بھول جانے کی مگر کیونکر کوئی
بھول جائے رات کا سب صبح ہوتے ہی سماں

بزم کو برہم ہوئے مدت نہیں گذری بہت
اُٹھ رہا ہے گل سے شمع بزم کے اب تک دھواں

[illegible] ہیں نقش پائے رہرواں اے خاک ہند
یہاں سے گذرا ہے ابھی اک باتجمل کارواں

گو [illegible] ہے رفتہ رفتہ یاد ایام سلف
دل سے چھوٹیگی مٹا کر گردش دور زماں

بھول جائینگے کہ تھے کن البوں کے ہم ثمر
ٹوٹ کر آئے کہاں سے اور پہنچے آکر کہاں

پر زمانہ میں رہیں گے تا قیامت یادگار
جو کئے برتاؤ تو نے ہم سے اے ہندوستاں

ماجرا ہوگا ہمارا عبرت اوروں کیلئے
چیت جائینگے بہت سنکر ہماری داستاں

آگ سے رہتا ہے جیسے دور دور آتش پرست
حکمراں تیرے یونہیں تجھ سے رہینگے برکراں

برکتیں یہاں چھوڑ کر ہم اپنی جائینگے بہت
ہم نہ ہونگے پر نصیحت ہم سے پائینگے بہت

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض حال

بجناب سرور کائنات مفخر موجودات علیہ التحیات

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر و کسرا
خود آج وہ مہمانِ سرائے فقرا ہے

وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اسکی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے

جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں
اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

جس دین نے تھے غیروں کے دل آکے ملائے
اُس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا
اب جنگ و جدل چار طرف اسمیں بپا ہے

جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی
اُس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے

جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کے
وہ عرصۂ تیغ جہلا و سفہا ہے

جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے

ہے دین ترا اب بھی وہی چشمۂ صافی
دینداروں میں پر آب ہے باقی نہ صفا ہے

عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدا ہے

یہاں راگ ہے دن رات تو واں رنگ شب و روز
یہ مجلس اعیاں ہے وہ بزم شرفا ہے

چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے

دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ہے دین کی دولت سے بہا علم سے رونق
بے دولت و علم اس میں نہ رونق نہ بہا ہے

شاہد ہے اگر دین تو علم اس کا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اس کی جلا ہے

جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
اس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تیری قوم کا یہاں اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے

جس قصر کا تھا سر بفلک گنبد اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے

بیڑا تھا نہ جو باد مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اس کے ہوا ہے

وہ روشنی بام و در کشور اسلام
یاد آج تلک جس کی زمانے کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے

عشرت کدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اس قوم کا اک اک گھر اب بزم عزا ہے

چاؤش تھے للکارتے جن رہگزروں میں
دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے

وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کی اب رو بقفا ہے

جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے

کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے — اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجا ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت — شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت — سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے
کی زیب بدن سب نے ہے پوشاک کتاں کی — اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے
درکار ہے یہاں معرکے میں جوشن و خفتاں — اور دوش پہ یاروں کے وہی کہنہ ردا ہے
دریائے پرآشوب ہے اک راہ میں حائل — اور بیٹھ کے گھڑ ناؤ پہ یاں قصد شنا ہے
ملتی نہیں اک بوند بھی پانی کی جہاں مفت — واں قافلہ سب گھر سے تہی دست چلا ہے
یہاں نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پرانے — اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں — بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمۂ رحمت بابیِ انتَ و امی — دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے
جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا — جب تو نے کیا نیک سلوک ان سے کیا ہے
صدمہ درِ دندان کو ترے جن سے کہ پہنچا — کی ان کے لئے تو نے بھلائی کی دعا ہے
کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی — کھانے میں جنہوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے
سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم — ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے
جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری — منقول انہیں سے تری پھر مدح و ثنا ہے
برتاؤ ترے جب کہ یہ اعدا سے ہیں اپنے — اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے
کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق میں — خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گھرا ہے
امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن — دل دادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے
ایماں جسے کہتے ہیں عقیدہ میں ہمارے — وہ تیری محبت تری عترت کی ولا ہے
ہر حیف اس دہر مخالف میں تیرا نام — ہتھیار جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے
جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اڑتی — وہ خاک ہمارے لئے داروئے شفا ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبہ سے کشش اسکی ہر اک دل میں سوا ہے

کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
اب تک تو ترے نام پہ ایک ایک فدا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

گر بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ تجھ پہ زیادہ
اخبار میں الطالح لی ہم نے سنا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے

خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر ترے دین کی عزت کا سدا ہے

گر دین کو جوکھوں نہیں ذلت سے ہماری
امت تری ہر حال میں راضی برضا ہے

عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے

ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حدِ ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یہاں جنبشِ لب خارج از آہنگ خطا ہے

تمت

عرضداشت

بحضور سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات

(از مولوی ظفر علی خاں صاحب بی اے)

ای نشانِ حجتِ حق مظہرِ شانِ جلیل
تونے کی تکمیلِ آئینِ مسیحا و خلیل

اولیں برہاں تیری فرزندِ آذر کی دعا
اور نویدِ ابنِ مریم دوسری تیری دلیل

نقطۂ پرکارِ عشقِ کبریا تیرا جمال
تجھ سے اسکو ہے محبت کیونکہ وہ خود ہے جمیل

تیری چشمِ مست کا صدیقِ اکبر ہے خراب
تیری تیغِ ناز کا فاروقِ اعظم ہے قتیل

ختم تجھ پر ہوگیا انسانِ کامل کا لقب
لا نہیں سکتے زمین و آسماں تیرا عدیل

بن گیا قرآن کی ہر ہر سطر ہر ہر لفظ میں
نطق تیرا شانۂ زلفِ پیامِ جبرئیل

تیری روشن زندگی کے کارنامے بن گئے
اہلِ ایماں کے لئے ہر مرحلہ میں سنگِ میل

کردیا تونے قوامِ دین و دنیا معتدل
ناخنِ رہبانیت کی جڑ میں ٹھونکی تونے کیل

لفظِ جنت قیدِ معنی سے رہا ہوتا اگر
تیری رحمت اہلِ عالم کی نہ ہوجاتی کفیل

حشر کے دن ہمیں کو ملتا ساغرِ آبِ حمیم
تونے پلوایا انہیں جامِ شرابِ سلسبیل

قوم بھی سرمنزلِ ہستی میں ہے مانندِ فرد
عمر قسامِ ازل نے دی ہے دونوں کو قلیل

دیکھتے دونوں ہیں بچپن اور جوانی کی بہار
عہدِ پیری کاٹ کر ہوتے ہیں سرگرمِ رحیل

مصر و یوناں لد گئے روما و بابل مٹ گئے
کم جیا کوئی کسی نے زندگی پائی طویل

یا محمد تیری امت مٹ نہیں سکتی مگر
ہو نہیں سکتا فنا جس طرح آبِ رودِ نیل

لوحِ ہستی سے نہ ہوگا محو نقشِ اسلام کا
متفق ہیں اس حقیقت پر زمانہ کے عقیل

جلوہ گستر پائیگا ہم کو نئے انداز سے
رنگ بدلے خواہ کتنے ہی نہ کیوں چرخِ محیل

دولت اور اقبال کر سکتے نہیں ہم سے ابا
آیتِ استخلاف کی اس ادعا پر ہے دلیل

امتیاز ملت و مشرب یہاں مطلق نہیں ہے لگی سب کیلئے مکہ کے ساقی کی سبیل
ہم ترے احکام پر جبتک عمل کرتے رہے ہمکو ڈھونڈے سے نہ ملتا تھا کہیں اپنا مثیل
پرچم اسلام اک عالم پہ لہراتا رہا مشوروں میں ہم رہے اقوام عالم کے وکیل
سطوت اسلام کے ماتھے پہ جب پڑتا تھا بل سرکشوں کو ایک ساعت کی نہ ملسکتی تھی ڈھیل
جب چمکتا تھا ہمارا خنجر خارا شگاف فتح و نصرت کو نہ ہوتی تھی مجال قال و قیل
مشرق و مغرب کے دفتر کو الٹ دیتے تھے ہم ہو نہ سکتی تھی ہمارے فیصلہ کی کچھ اپیل
چھوڑدی ہے جب سے لیکن ملت بیضا کی راہ ہم مسلماں ہوگئے دنیا کی قوموں میں ذلیل
ہمکو آج آنکھیں دکھاتے ہیں ہمارے ریزہ چیں بنگئے شہباز کل تک جنکو ہم سمجھے تھے چیل
ہم میں جو مفلس ہیں وہ زندہ ہیں لیکن مردہ وار ہم میں جو منعم ہیں وہ یا تو ہیں مسرف یا بخیل
گر شرافت اور نجابت کا ہو معیار اتنا ہم مسلمانوں میں کم ہیں جو نہ نکلینگے رذیل
کر رہا ہے ہم پہ یورش یونہی دور آسماں جسطرح کعبہ پہ چڑھ کر آئے تھے اصحاب فیل
ہم ابابیلوں سے لیکن کس لئے مانگیں مدد جبکہ تو خود ہے ہماری فتح و نصرت کی دلیل
تجھ بہ جس طاقت پہ ہمکو ہے وہ ہے تیری دعا جو کہ ہے مقبول درگاہ خداوند جلیل
تیرے روحانی تصرف نے کیا ہے جسطرح تندرست اسکو جسے یورپ سمجھتا تھا علیل
دُرفشاں اے ابر رحمت ہند پر بھی ہو یونہی تاکہ ہوں سیراب اس کشور کے بھی زرع و نخیل
علم سے ہمکو ہو ذوق الفت ہو مذہب سے ہمیں قرن اول کے ہوں پیدا ہم میں اخلاق جمیل
ہم بھلے ہیں یا برے ہیں تیرے آخر ہیں غلام ہمکو محشر میں اے آقا نہ ہونے دے ذلیل
اے شفیع المذنبیں اے رحمۃ للعالمیں انت ہادی انت حامی انت لی نعم الوکیل

تمت

۷۸۶

فاعتبروا یا اولی الابصار

مرنے جینے کا مزا مل جائیگا — چشم عبرت سے اسے دیکھوگے گر

ماں بیٹے کی خط کتابت

مولفہ

جناب مولوی انور علیخانصاحب - انور رحمانی موہنوی ضلع لکھنؤ

حال افسر مدرسہ حسین گنج اسکول مینوسپل لکھنؤ

(بنابر فائدہ انگریزی واردو نسوان اسکولوں کیلئے)

مصنفہ

جناب منشی وہاج الدین صاحب رئیس قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ

مفید عام پریس لکھنؤ پاٹا نالہ باہتمام محمد علی چھپا

سنہ ۱۹۱۲

حق تالیف محفوظ ہے

بار اول ۱۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ہے وہی قیوم و دائم مستمر — باقی فانی ہے جو کچھ زیر سر شر

مظہر شانِ خدائی دیکھ لو — آئینہ مین دونون عالم کے مگر

پیشکش کرتا ہون اک دلکش بیان — جسکا ہے اک ایک جملہ پر اثر

ذہن نے جبت کی کھینچی ہے شبیہ — فکر نے لی دونون عالم کی خبر

نظم انگریزی سے ہے کچھ اقتباس — باقی اپنے بحر فکرت کے گہر

ایک بچہ اور مردہ اسکی مان — خط کتابت کرتے ہین باہمدگر

خط ہے لیکن نظم انگریزی مین بند — مین دکھاتا ہون [illegible]

ہاے وہ بچپن کی بھولی گفتگو — ہاے وہ پیرانہ پند پر اثر

ہاے کچھ کچھ علم کچھ کچھ جہل وہ — ہاے وہ کچھ ضبط اور سوز جگر

ایک کی وہ آرزو وہ التماس — ایک کی وہ گفتگوے پر اثر

اک کا استطلاع و استخبار حال — اک کا کرنا بے خبر کو باخبر

اک سکا دِہ کو بلانا پیار سے
اک کا سوتے کو جگانا چیخکر

الغرض اس نظم کے جملے تمام
نیشتر ہین نیشتر ہین نیشتر

ناظرین اس مختصر مضمون پر آ
عزت افزائی سے فرمائین نظر

اور جس جا عیب یا نقصان ہو کچھ
یا چھپائین یا مٹائین سر بسر

ایک دن ٹیلیگراف آفس مین مین
سن رہا تھا دور کی کوئی خبر

اور چھائی تھی گھٹا چارون طرف
دے رہی تھی برق بارش کی خبر

ناگہان یہ کان مین آئی بھنک
"بابو صاحب کیا یہی ہے تار گھر"

جب ملی مجھکو فراغت کام سے
مین نے دیکھا اُس طرف منہ موڑ کر

بھولا بھولا سا عجب نازک بدن
ایک بچہ سامنے آیا نظر

عارضِ گلرنگ پر تھا آشکار
اُسکی روحانی مسرت کا اثر

وہ سنہرے بال وہ آنکھیں کبود
آہوؤن کے صید کو وہ دام زر

اُسکی آنکھون مین وہ نیلاپن تھا
جسنے جادو جگایا تھا مگر

غور سے دیکھا کیا چارون طرف
فرش سے لے چھت تلک ڈالی نظر

پھر کیا اُسنے وہی مجھسے سوال
اپنی جانب مجھکو مائل دیکھکر

پیار سے مینے دیا اُسکو جواب
ہان یہی ہے میرے پیارے تار گھر

یہ چمک بجلی کی یہ بادل کا شور
ایسے مین تنہا نکل آئے کدھر

خیر ہے ہر کہیں تو کچھ کیا کام ہے — مین کرون گا ہو سکا مجھسے اگر
اُسکے ننھے ننھے ہاتھو نمین مجھے — آیا اک لپٹا ہوا کاغذ نظر
شوق کے لہجے مین پھر کہنے لگا — اک تمنا کھینچ لائی ہے ادھر
یہ جو پھیلے ہر طرف کو تار ہین — جن کے مرکز مین بنا ہی تار گھر
کہتی تھی آنا کہ ان تارون کی راہ — بادلون سے آئی ہے بجلی اوتر
اور منزل چاہے جتنی دور ہو — ایک لمحہ بھر مین لاتی ہے خبر
آسمان پر ہین گئی امان مری — مجھ ستم کش کو اکیلا چھوڑ کر
فرصت ابا کو مرے رہتی ہے کم — وہ چلے جاتے ہین اپنے کام پر
کیا کرون تنہا رہا جاتا نہین — کاٹے کھاتا ہے اکیلا مجھکو گھر
ہوکے مایوس آج یہ لکھا ہی خط — ایک کونے مین مکان کے بیٹھکر
موٹے حرفون مین لکھا ہی اسلئے — تاکہ جلدی سے فرشتے دیکھکر
جھٹ سے میری مان کو دیدین لو یہ خط — جلد امان کو مری ہووے خبر
آپ اس خط کو ذرا پڑھ لیجئین — اور بتائین بے قرینہ ہو اگر

خط

پیاری امان لیجیے میرا سلام — ہوگئین کیون آپ مجھسے بیخبر
یاد ہے مجھکو وہ حالت آپکی — جب نہ دیکھا مجھکو تھوڑی دیر گر
یا ذرا آنکھون سے اوجھل ہوگیا — یا نہ پائی دو گھڑی میری خبر

ہو کے اپنے قلب سے بے اختیار ۔۔۔ ڈہونڈھنے نکلیں مجھے سر پیٹکر
دل کو تھامے ہر طرف پھرنے لگیں ۔۔۔ اک قدم اندر تو اک دہلیز پر
جو نکلتا اس سے کہتیں بے دھڑک ۔۔۔ میرے بچے کو کہیں دیکھا ادہر
یاد ہی مین ہون مری اماں کی اب ۔۔۔ ایک مدت سے نہیں پوچھی خبر
یاد ہر وقت آپ آتی ہین مجھے ۔۔۔ دیکھتا ہر سو ہون آنکھین پھاڑ کر
جب نہیں ملتیں تو رو دیتا ہون مین ۔۔۔ دونون ہاتھون سے کلیجہ تھامکر
کوئی بھی اب کھانے پینے کے لیے ۔۔۔ منتین کرتا نہیں دو دو پہر
اب منانے والا ہی بیٹھا ہی کون ۔۔۔ میری اماں کسپہ بیٹھون روٹھکر
بال الجھے ہین تو الجھے ہی سہی ۔۔۔ گرد رستے کی تو ہووے جسقدر
کوئی خط بھی آپنے بھیجا نہیں ۔۔۔ ہوتی ڈھارس کاش اسی کو دیکھکر
آپنے تو یہ بھی کچھ لکھا نہیں ۔۔۔ طے ہوا کتنے دنون مین یہ سفر
ریل پر جاتے ہین کتنی دور لوگ ۔۔۔ کرتے ہین پانی مین کتنے دن سفر
پیشوائی کیلیے آیا تھا کون ۔۔۔ آپ مہمان آج کل ہین کسکے گھر
کسطرح کے لوگ ہین کیا حال ہی ۔۔۔ کرتے ہین کسطور سے اپنی بسر
ہے عمارت کس طرح کی شہر مین ۔۔۔ جسمین تم اترے ہو وہ کیسا ہی گھر
شہر ہے قصبہ ہے یا ہی کوئی گانو ۔۔۔ آجکل ہے آپکا جس مین گذر
کون ہے اس ملک کا فرمانروا ۔۔۔ بادشہ عادل ہی یا بیداد گر

بیاہ شادی کا وہان ہے کیا طریق
ناچ گانا ہوتا ہے کس طور پر

کس طرح کی ہے وہان آب و ہوا
موسمون کا کیسا ہوتا ہے اثر

معدنی چیزون کی پیداوار کیا
ہوتے ہین کس کس طرح کے جانور

آدمی جاہل ہین یا لکھے پڑھے
قوم کے وحشی ہین یا صاحب ہنر

کچھ زراعت کا بھی کاروبار ہے
ہے تجارت کا بھی وان مفتوح در؟

مال کس کس طرح کا بکتا ہے وان
کچھ کھلونے بھی ملین ڈھونڈھو اگر

چھوٹی چھوٹی چھتریان بکتی ہین وان
اور باجے بھی کسی دوکان پر

سبز جھاڑون کی کہین ہے روشنی
سرخ قندیلین بھی آتی ہین نظر

مدرسے جاری وہان ہین یا نہین
اور پڑھاتے ہین فرشتے یا بشر

وان سزا کا کیا طریقہ ہے بھلا؟
مار تو پڑتی نہین ہر بات پر؟

امتحان ہوتا ہے کوئی یا نہین
ہے ترقی منحصر کس امر پر؟

پاتے ہین لڑکے وہان انعام بھی
جلدی جلدی پڑھتے لکھتے ہین اگر

کچھ وہان کرکٹ کا بھی سامان ہے
کھیلتے ہین یا ٹنس سب بیشتر

آپ نے میرے لیے کیا کیا لیا
ہین نہ ماموں گا نہ لائین کچھ اگر

یاد ہے مجھکو وہ کہنا آپ کا
نعمتین بیٹا بہت ہین چرخ پر

وان کے باغون مین نہین آتی خزان
رہتے ہین پھولے پھلے دائم شجر

وہ ثمر ملتے ہین جن کے نام سے
ذائقہ کے منھ مین پانی آئے بھر

میری اچھی امان میرے واسطے
میوے لانا اچھے اچھے ڈھونڈ کر

کچھ کھلونے کچھ مٹھائی بھی ضرور
اور اک چھوٹی سی چھتری دیکھکر

لائیگا بیت بھی اچھا سا ایک
جیسا مجھکو لا دیا تھا پیشتر

اور کیا مانگون نہین آتا ہی یاد
میرے قابل چیز جو آئے نظر

لیکن ان فرمائشون کیوجہ سے
دیر آنے مین نہ کیجیے گا ادھر

مین نہین کچھ جانتا آپ آئیے
آپ کو اللہ پہونچاے ادہر

آرزو ہے آپکے دیکھون قدم
آرزو ہے سر کو رکھون پاؤن پر

آرزو ہے کہکے امان لون پکار
آرزو ہے یہ کہ لپٹون دوڑ کر

آپ کچھ ناراض شاید ہوگئین؟
میری امان مجھپہ غصہ اس قدر؟

آئیے اب ضد کی باتین چھوڑ دین
آئیے اب ہٹ کو رکھا طاق پر

مین نہین کچھ جانتا بس آئیے
آئیے میلا پڑا ہون خاک پر

اور اگر شاید کہ مجبوری ہے آپ
ختم کر سکتی نہون اپنا سفر

پھر تو فوراً لکھیے خط کا جواب
بنگئی ہے اب تو میرے حال پر

ہوجیئے گا مطلع تاریخ سے
دیکھیے گا "تار مین خط" کو اگر
۱۳۱۰ھ

بابو صاحب کیجیے اتنا کرم
باول ابکی مرتبہ گرجے اگر

رکھیئے بجلی سے کہ لیجائے اسے
آپ ان تارون مین خط کو باندھکر

ہاے اُس نادان کو کیا دیتا جواب
رہگیا مین خود کلیجہ تھام کر

کانپ اٹھا اس واقعہ سے دل مرا
بھر گئی تھی آنسوؤن سے چشم تر

ہان مگر اُس سے چھپانیکے لیے
بول اُٹھا آنکھون سے آنسو پونچھکر

تو نہ گھبرا مستقل رہ میری جان
صبر کر اے میرے پیارے صبر کر

مان سے اپنی ایکدن ملجائیگا
شام ہو گی یہ جدائی کی سحر

مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا تیرا کام
مین نہین ہرگز کرونگا درگذر

میرا شکریہ کیا اُس نے ادا
اور بولا آسمان کو دیکھکر

آپ کیا امید کرسکتے ہین آج؟
ابر سے اتر گئی بجلی تارپر؟

اُسکی کوشش پر ہنسا چرخ کبود
اور سورج مسکرایا دیکھکر

چھٹ گیا ابر اور نکلا آفتاب
رنگ لایا ہاے چرخ فتنہ گر

خرمن امید پر بجلی گری
آتش غم سے پھنکا اس کا جگر

وہ گلِ رخسار مرجھانے لگے
رہ گیا اتنا سا چہرہ سوکھکر

رنگِ رخ کی طرح سے اڑنے لگے
اُسکے چہرہ سے مسرت کا اثر

یاس کے لہجے مین آخر کو کہا
جا چکا خط آج اب جاتا ہون گھر

آنے دیگی پھر نہ یان آنا مجھے
اور تھوڑی دیر مین ٹھیرا اگر

بس خدا حافظ کبھی آؤنگا پھر
بادل اٹھا اور گھٹا چھائی اگر

الغرض لوٹا بڑی حسرت کے ساتھ
ناامیدی آگے آگے راہبر

گھر پہونچکر غم کا مارا سو رہا ۔۔۔ خواب مین خط کا جواب آیا نظر

خوش ہوا بیٹا جو پایا مان کا خط
یون لگا پڑھنے وہ اُس کو کھول کر

جواب خط

اے مرے پیارے مرے لخت جگر ۔۔۔ اے مرے جانی مرے نور نظر
تو سلامت رہ جہان مین رات دن ۔۔۔ جب تلک دنیا مین ہون شام و سحر
یا الٰہی مدتون پھولے پھلے ۔۔۔ تیری نخل کامرانی کا شجر
یہ ادا بچپن کی تیری بھا گئی ۔۔۔ بھیجنی چاہی جو تو نے یان خبر
تیری مان تیری یتیمی پر نثار ۔۔۔ چوم لیتی ہاتھ بس چلتا اگر
میرے لال اب تو کہان اور مین کہان ۔۔۔ اب تمنا میرے ملنے کی نکر
ریل کا کیا ذکر اور کیسا جہاز ۔۔۔ ایک دم مین طے یہ ہوتا ہے سفر
اس سفر کو لوگ مرنا کہتے ہین ۔۔۔ ہے نہین اس سے کسی کو بھی مفر
کھینچ لاتا ہے جسے دام اجل ۔۔۔ وہ نہین جاتا یہان سے لوٹکر
ہے نفس کا جادہ اس منزل کی رہ ۔۔۔ اور اعمال ایک اک کے راہبر
پیشوا تھا جو وہان وہ ہی یہان ۔۔۔ غمزدون کا عاصیون کا چارہ گر
یان نہ مہمان ہے نہ کوئی میزبان ۔۔۔ یان نہ ویرانہ نہ بستی کا اثر
بیاہ شادی کی نہین کچھ احتیاج ۔۔۔ ہر کوئی اک طور کرتا ہے بسر

جسکے جیسے ہین عمل وہ ویسے ہی
اس جہان مین آکے پاتا ہی ثمر

یان کوئی موسم نہین وان کیطرح
یان نہ وہ آب وہوا کا ہی اثر

یان نہ پیدا وارے زر دیدگی
ہو چکا جو کچھ تھا ہونا پیشتر

یان نہ حاجت علم کی نے جہل کی
کیسی حرفت اور کیا ذکر ہنر

کچھ نہ صنعت سے نہ کچھ حرفت سے کام
کچھ نہ شوق جاہ و فکر مال و زر

یان نہ کچھ کھانے پہننے کی ہی فکر
نے زراعت نے تجارت کا اثر

جو وہان بوتے ہین یان پاتے ہین جمع
یہ ہی خرمن گاہ وہ کھیتی کا گھر

نعمتین ہر قسم کی موجود ہین
سچ کہا تھا مینے تجھسے پیشتر

لیکن اُن کو بس وہی پا سکتا ہی
جسپہ ہو میری طرح رب کی نظر

مدرسہ تو یان کوئی جاری نہین
امتحان ہوتا ہے لیکن سخت تر

مرکے جب آتا ہے انسان قبر مین
دو فرشتے اُسپہ کرتے ہین گذر

اور لیتے ہین زبانی امتحان
اُن سوالون مین اگر ٹھہرا بشر

اسکے پھر انعام کا کیا پوچھنا
چاہتا جتنا ہے پاتا اسقدر

بادشہ دونون جہان کا ایک ہے
ایک ہی کے حکم مین ہین خیر و شر

وہ سنا تو نے جو ہو دوزخ بہشت نا
ایک جا ہے خیر اک جا ہے شر

خوش عمل رہتے ہین جا ہے خیر مین
بد عمل لوگون کا گھر ہے جاے شر

وہ جو دنیا مین رہا کچھ دن قیام
خواب کا عالم تھا گو یا سربسر

وان کے رونے رکھی یان آبرو — وان گرائے اشک یان پائے گہر
کام وان کی آہ و زاری آگئی — ابر رحمت بن گیا دود جگر
شکر ہے احسان ہے اللہ کا — جسنے جنت مین دیا رہنے کو گھر
ہر طرح کی مجھکو آسایش ہے یان — شاق اک تیری جدائی ہے مگر
تیری صورت کا ہے اک پہچان — ہوتی ہے تسکین اسی کو دیکھکر
وہ ہے یعنی "تیرے ملنے کی امید" — بس یہی ہے درد دل کی چارہ گر
میرے پیارے شاد و آباد رہ — اسطرف چلنے کو باندھے رہ کمر
سن جو کچھ دنیا مین افسانہ سمجھ — دیکھ جو کچھ خواب اسکو دھیان کر
خواب سے جس وقت ہوگا ہوشیار — اور جانے گا گئین ایان گذر
بڑھ کہین جائے نہ تیرا اضطراب — میرے پیارے یہ بڑا مجھکو ہے ڈر
لیکن اتنا مین سمجھتی ہون ضرور — جب کریگا غور میرے حال پر
یان تو پائے گا کہ میری پیاری مان — عیش سے راحت سے کرتی ہین بسر
عیش وہ جسکو نہین ہرگز زوال — راحت ایسی جو ہمیشہ اوج پر
دولت دنیا ہے حادث یہ قدیم — گھٹنے بڑھنے کا نہین اسکو خطر
عشرت فانی تھی وہ یہ لازوال — راحت آنی تھی وہ یہ مستمر
وان کا گھر مسمار ہونے کو کھڑا — چار دیوار ادمت یان کا گھر
اس مکان کا ہر مکین اک بادشاہ — سر پہ ہر اک کے ہے رکھا تاج زر

سیر کو وہ صاف وہ ستھری مقام | لڑکھڑاتا پھرتا ہے یاں بے نظر

نعمتین یان کی خدا کی شان ہین | کم نہین ہوتین لٹاؤ جسقدر

خادمون کی یان نہین کچھ انتہا | لاکھ حاضر ایک کو چاہو اگر

ہر جگہہ حورین پئے خدمت کھڑین | خوبصورت خوش سلیقہ خوش سیر

بس یہ سچا حال جب جانیگا تو | اے میرے دلبند شب گیسو وہ سحر

تو یقیناً تجھکو صبر آجاویگا | جبکہ خوش ہوگا یہ دلمین سوچکر

میرے [illegible] دنیا سے اچھی جا گئین | کی مرے خالق نے رحمت کی نظر

اس جہان سے سبکو جانا ہے ضرور | کہتے اس عالم کو ہین دار السفر

سب اسی صورت سے اٹھتے جائینگے | کوئی پیچھے اور کوئی بیشتر

چھوٹنا اک سے ہے سبکو ضرور | اس جدائی سے نہین ممکن مفر

ہیچ ہے دنیا اور اسکی کائنات | پوچ یہ عالم اور اسکا کروفر

تف برین دنیا و نعمتہای او | فتنہ ہین اموال و اولاد و زر

کھول آنکھین چند روزہ ہے حیات
باز آ غفلت سے قصہ مختصر

۱۳۲۲ھ

تمت بالخیر

پتہ ملنے کا۔ اسکول حسین گنج مینوسپل لکھنؤ۔

نوٹ - ترانۂ الوری جدید زیر طبع ہے —